

شهرِ مدفون



خالد فتح محمد

شهرمدفون

خالد فتح محمد

سافجه

شہرِ صدقون ناول خالد فتح محمد

اشاعتِ اول :	2015ء
مراد قیونق :	پیش آہد جا
مراد قیونق :	سید ابرہیم
تعداد :	500
قیمت :	700

Sheher-e-Madfoon

(Urdu Novel by Khalid Fatch Muhammad)

Copyright © 2015- 1st Edition

Except in Pakistan, this book is sold subject to the condition that it shall not, by way of trade or otherwise, be lent, resold, hired out or circulated without the consent of the author or the publisher in any form of binding or cover other than that in which it is published.

Printed by:

Naveed Hafeez Printers, Lahore, Pakistan

Price:

In Pakistan: Rs. 700.00

Published by:

سانجھ
SANJH
PUBLICATIONS

Book Street, 46/2 Mozang Road, Lahore, Pakistan.

Phone: +92 42 37355323. Fax: +92 04 37323950

e-mail: sanjhpk@yahoo.com, sanjhpk@gmail.com

Web: www.sanjhpublications.com

ISBN: 978-969-593-179-0

سمج آہو جا کے لیے
”اُنکلیاں نگارا پئی، خاما خوں چکاں اپنا“

سیاہ گھوڑے پر لہجہ دھڑ اور چھوٹی انگلیوں والا آدمی سوار تھا جس کی ایک ٹانگ سلامت تھی تو ایک بازو مداردہ صرف ایک آنکھ اپنے خواجے میں تھی مگر ایک کان نہیں تھا۔ اُس کی تلوار بائیں پہلو میں لٹک رہی تھی۔ وہ زندگی اور کئی جنگوں کے متعدد گہرے زخموں کا تحفہ اپنے جسم پر سجائے ہوئے تھا۔ اُس وقت اُس کے چہرے پر تھکاوٹ تو تھی مگر آنکھ میں اداوے کی چمک کا رنگار تھا۔ اُس کی واحد بے چین آنکھ متواتر چاروں طرف، نزدیک اور دور، دیکھے جا رہی تھی۔ سفید گھوڑوں پر سوار چند جان بٹار اُس کے گرد منڈلاتے خطرے سے بے نیاز مہارانا کی طرف دیکھے جا رہے تھے۔ اُس کی زندگی کا بیشتر حصہ گھوڑے کی پیٹھ پر گزرا تھا۔ اُس کے استعمال میں آنے والے گھوڑے چھوٹے قد کے، مضبوط، گھٹنوں سریت بھاگنے کی اہلیت رکھتے تھے اور اُن کی خصوصیت اپنے آپ کو جنگوں میں چھپا دینا تھا۔

شکست خوردہ دست کھنہ درختوں کے درمیان میں ایک ٹھکلی جگہ پر کھڑا تھا۔ وہاں ایک مختصر عرصے کے لیے ہی اُس کے تھے۔ جب کبھی ایسا عارضی پڑاؤ کرتا پڑتا، گھوڑے ایسے تربیت یافتہ تھے کہ وہ نہ تو اپنے سموں پر ہلتے، نہ ہی لید یا پیٹاب کرتے تاکہ تعاقب کرنے والے یہ نہ جان پائیں کہ اُن کے وہاں قیام کا مقصد کیا تھا؟ یہ لوگ لاکھ عمل طے کرنے کے فوراً بعد اگلی منزل کو چل نکلتے۔

رانا اب اپنی جان بچانے کے لیے جنگوں میں چھپتا پھرتا تھا۔ اُسے اپنی زندگی کی تو قطعاً پروا نہیں تھی، اُس کے خاندان کے چند افراد اور کچھ جان بٹار اُس کی ذمہ داری تھی۔ یہ جان بٹار اپنے اہل خانہ کے ہمراہ اُس کے ساتھ وفاداری جھارے تھے۔ رانا جانتا تھا کہ چند روز پہلے کی شکست فاش نے ہند کی ابھی ہوئی تاریخ میں ایک نیا باب کھولا تھا اور اُس جیسے کئی لوگ جو اس ملک پر مقامی راج قائم کرنے کے لیے اپنی جانوں کی بلی چڑھا رہے تھے، ایک بار پھر ناکام ہو گئے ہیں۔ اس دفعہ کے حملہ آوروں کی بھوک کی شدت کہیں زیادہ تھی اور وہ جان گیا تھا کہ بھوکے کو

جب ہی شکست دینی ہو چکی ہے تب وہ اپنی بھوک ختم کر کے شمال کی زندگی کرنے کا حامی ہو جاتے۔ مہاراجہ نے انخلا سے ان کے ابراہیم لور کی شکست ناک دہائی اور ملٹی ہندو ہنس کا ذکر فرمایا۔ احترام اور حسد کے ساتھ کیا جاتا تھا۔ وہ انکار کرنے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ ملک پر قبضہ کرنے والوں پر ہمارے گناہوں کے ساتھ اس ختم میں اگر نہیں آتا تو بھلے۔ سہی کسی اگلے ختم میں لکھا۔

راتے کا گھوڑا ایک تھوڑی سی کھڑا تھا۔ اسے لگام کے صرف بے نام سے اشارے اور واحد دان کی ایڑی کے اپنے پیٹ کے ساتھ چمکے کا انتظار تھا۔ جیسے ہی ایسے آتا، گھوڑے نے دھچ سے سر ہٹا ہوا گلے کے لیے زور بھر لیا تھا۔ اپنا چلی مر رہا نہیں ہوا تھا۔ اگلے دور میں جب دانا بولنے کے اشارے پر ہوتا اور تازہ دم ہونے کے لیے اپنے ساتھیوں کے ساتھ خوش پیوں میں مصروف ہوتا تو ایسا ہی اس کی نظر اپنی طرف دیکھتے ہرن سے ملتا تو وہ اسی لیے اپنے گھوڑے کو ہوا پر سوکر کے ہرن کے شاہد میں ڈال دیتا۔

وہ لے گا گھوڑا اچھے چندوں سے خواہی کی کیفیت میں تھا۔ دانا جب اپنے ایک انچ سے بٹھوئی کو چان سے ہارنے کے عمل میں اپنے آپ کو زور دے ہوئے تھا تو اس میں گھوڑا بھی برہنہ کا شریک تھا۔ اس نے بٹھوڑے کو ہار کرنے کے لیے وہی زور دیا تھا جس سے اس کا ہاتھ پانہ ہلا کر اس کا سر گم کر سکتا۔ کچلی ہڈوں جنگیں گھوڑے کی زندگی میں سر کے ساتھ دھڑکن سے ملتی تھیں۔ مقلوں کے گھوڑے بھی اس کے اپنی طرح شکست لے کر تیار نہیں تھے۔ وہ گھوڑے چھوٹے تھے اور بڑا بڑا خرچن انسانی طاقت نہ تھے۔ جب واضح ہو گیا کہ مثل شکست کھا جانے کے مرحلے سے گزر کر جتنا شروع ہو گئے تھے اور مہاراجہ شدید زخمی حالت میں گر کر بے ہوش ہو گیا تھا تو اسے ہی گھوڑے پر بندہ ڈکان خود بہت میدان جنگ سے نکالے میں کامیاب ہوا تھا۔ اس وقت گھوڑے کی خواہش تھی کہ مثل گھوڑا تھا۔ قریب میں آئیں تاکہ کم از کم وہ دانا کی شکست کا بدلہ لے سکے۔ مقلوں کو جب دشمنوں کے سر ہارنے کی خبر جا ساری کا پتا تھا تو وہ دانا کے درمیان میں لگی کسی کا فاصلہ پر چکا تھا۔

دانا اپنی لڑچ میں جاتا تو گھوڑے نے یکدم کوتاہیاں گھس کر چاروں طرف دیکھا۔ دانا نے اپنے ہاتھ سے گھوڑے کی گردن سوجائی تو اس نے اپنے کانوں کو چلی پھوڑ دینے والے لے لیا۔ لکھا اس میں لے کر اپنے بھجوروں میں ہوا بھری اور اپنے ساتھیوں کے چروں کو دیکھا۔ وہ

مہاراجہ کی زندگی اور مقلوں کے ساتھ اس کی طرف اچھڑ رہے تھے۔

"جب یہ سب کچھ ہو گیا اس وقت تھا۔" دانا کی آواز بھاری، ٹھنڈی، بھولی اور ہاتھ دھوئی۔ اس کی طرف سے کچھ بھی نہیں تھا۔ اس کے اپنے اپنے ہونے کے ہوتے۔ جبکہ گلیں۔ یہ تھیں ابھی کیا گیا تھا۔ یہ وقت سوال کرنے یا اٹھانے کا نہیں تھا۔ وہ جانتے تھے کہ یہ اس میں سب کی زندگیوں پر بھاری ہے۔ اس سے دھڑکتی اور کاش ایک غیر میں چلے گئے تھے اور صرف دانا اور وہ زندہ تھے۔

"ہم نے فیصلہ کرنا ہے کہ سب کے لیے کیا ہو رہا ہے۔ جنگ جاری رکھنا یا انتظار کرنا۔ اب منظم نہیں رہی اور وہ دانا کی تیار کرنے میں کسی وقت اور خورے کی ضرورت ہے۔ وقت ہمارے پاس ہے۔ خوراک نہیں اور ہم نے لوٹ مار کے تمام خیال حاکموں کے ساتھ معاہدے کے ذریعے کھٹا کرنا ہے۔ بھری ریاست مقل تاراج کر چکے ہیں۔ گے۔ ان کے ہاتھ کرتے ہوئے دیکھا اس کی اس ہوا آگے سب کے چروں کو کھڑا ہیں۔ صدیکہ ہی تھا۔ یہ پہلی مرتبہ تھا کہ اسے اپنے ماتحت دشمنوں کے پھر سے پڑنے پڑے ہیں۔ وہ ایک سرسری ہی نظر میں ہی دانا کی کمرالہ ماپ لیتا تھا لیکن مگر بھی وہ ایک مرتبہ اتنا زور بھونک کھا پکا تھا کہ باور کو شکست دے کر تاج دلی کے تخت کے بجائے لافلوں کے ہاں بیٹھ گیا۔ ہرنوں کے گلے کی گردن کھڑا پر کھڑا تھا۔ شہید گھوڑوں پر سوار سب اس کے چہرے کے مانوس مگر مانوس تاثرات دیکھ رہے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ رات جب دانا کو پتا لگا دے گا اس کے صراحتاً تو وہ کوئی فیصلہ کر چکا تھا۔ وہ تمام ہمت ستر میں رہے تھے۔ چار لے مہاراجہ کو اس کے سے شکست دینے کے بعد ہمدردان میں قدم چلا کر شروع کر دیا ہے۔ جب وہ رات کو ان کے ساتھ آئے کر لے گا اس وقت اس کا چہرہ پر شان ضرور تھا۔ مگر اس پر بے چینی نہیں رہی تھی۔ "رہے گی تم لوگ جانتے ہو کہ میں جڑ میں نہ جانے کی قسم کھا چکا ہوں۔ وہاں ہمارا کو شکست دے کہ اس کا سر خڑے پہاڑ سے آگے آ چکا ہے۔ مجھ سے تفرقہ لگتی تھی کہ باہر سپردی اسے پر عمل کرنے والا ہے اور مجھے اس کی مدد کرنی ہے۔ اس کی فتح کے لیے جس میں وہ کو شکست دینے کے لیے۔" مہاراجہ کی صرف تالیس برس کی تھیں دیکھے میں وہ ایک مرد سیدہ آدمی تھا۔ وہ اپنی واحد اٹھتے ہوئے دیکھے جاتا تھا۔ اس مرتبہ اس کی سرخ کوئی نہیں چڑھ سکا کہ یہاں تاثراتوں نے مہاراجہ کے چہرے پر کچھ نہیں دیکھا تھا۔ اس کی آنکھیں جھلائی ہوئی

یہ سڑک کے احمقوں اور شاہی دہ کے مسلمانوں کے درمیان میں ایک خطرناک
 فوجیں جنگ تھی۔ اسی جنگ میں راجے بوجھل اور مہارانا کی طاقتات ہوئی۔ مہارانا بوجھل کے
 زور اور جنگی مہارت سے ان کا اثر ہوا کہ وہ مہارانا کے چند قابل احمق و سرداروں کا حصہ بن گیا۔ وہ
 مہارانا کی بددلی مظہر میں بھی شریک ہوتا اور ان کو غصے کی انتہا سے روکنے کی صرف اسے اجازت
 تھی۔ بوجھل نے مہارانا کی طرف سے دیے انعامات اور جاگیر لینے کی بھول کر سنے سے بھڑ
 اٹا کر یہ وہ بھی بھگا۔ مہارانا سرکار میں قہر نہ ہوں۔ میں یہ سب لے کے کیا کروں گا۔ اب
 ذمہ داری میری طرف کی ہی ہوگی ہے آپ دیکھیں۔ بددلی راجے کو آپ سے آپ سے ایک
 راستہ لیں گا۔ مہارانا قہر لگاتے ہوئے بوجھل کو دیکھا جا۔

"تم تمہارے کئی بانی نہیں ہو اس لیے مجھے تم پر سب سے زیادہ اصرار ہے۔" ایک
 رات مہارانا نے شراب کے نشے میں اسے بتایا۔ "بوجھل! میں نے تمہیں بہت قریب سے دیکھا
 ہے لیکن تمہیں کچھ نہیں پتا ہے۔ تم اپنی کوئی ایسی خصوصیت بتاؤ جو ہر گھر کے کسی سردار کے پاس نہ
 ہو۔ تم جنگ میں مہارت کا تجربہ کیا ہے۔ میرا بیٹا بوجھل سرداروں سے زیادہ پتہ پڑتا ہے۔ وہ تو
 اپنی مہارت سے دشمن کو ہار دیتے گا۔ سوچتے ہیں وہ دشمن کہاں سے آتا ہے انہیں نہیں پتا ہے۔ یہ
 صرف تم اندازہ لگا سکتے ہو۔"

بوجھل نے فوراً جواب نہیں دیا اسے متھو! انہیں نہ پیش نہیں۔ مہارانا کا اسے اپنے
 ایک قریب کرنا ایک خطرے کا آئینہ غیر لگتا۔ وہ مہارانا کے قریب ہوگا تو اسے ہی اس کے دشمن
 ہوں گے۔ وہ دشمنوں کے ہمارے اپنے خیر خواہان سے ناگف قتل تمام ہمارے لوگوں کی طرح مہارانا
 انہوں کا پتا تھا۔ اسے کسی کی طاقت انھیں پتہ چلا چکا تھا۔ اسے مہارانا کے ساتھ ان کی قسم کی
 دشمنوں سے خوف تھا۔

"مہارانا سرکار میں تمہارے تمام باپ کے علم پر اپنی جان قربان کر دینے والا ہوں۔
 میرے ہاتھ لپاس کی خصوصیات اگر ہیں تو آپ نے کیا انھیں شناخت کیا ہے۔" وہ راجوں
 مہارانا پر مہارانا کو خوش کرنے کے طریقے بتاتا تھا۔ ادھر ایک دھار کے ساتھ ان کی تعریف
 کہ وہ اور دوسرے تھیں۔ ان کو اپنا قصہ حضور کے اس کے کہنے پر کسی کا سر گم کر دیا۔
 مہارانا نے غریبوں کو اپنی بددلی سمیت کے ساتھ بوجھل کی طرف دیکھا۔ وہ جانتا تھا

کہ بوجھل اپنی بات جاری رکھے۔ بوجھل بھی یہ جانتا تھا۔ مہارانا نے بوجھل کو اشارہ کر کے اسے
 چاندی کا جام دکھایا۔ اس نے دیر سے نہیں چھوڑا۔

وہ دشمن مہارانا کے گل میں اس کی خوب گوارے کے سامنے جانے لگا۔ جہاں
 صرف اپنی قسم کی محفل ہوتی تھی، بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ بھلیں و قسم کے شر شراب سے نہالی ہوئی تھیں۔
 رانا یہاں صرف ان لوگوں کو کرنا ان کے حلق استہین تھا کہ وہ سازش نہیں کریں گے۔

"بوجھل! اگر دشمن کو اپنا کچھ بننے سے متعلق کرنا ہو تو کیا کرنا چاہیے؟" انہیں سے
 ڈرا بھی میں سمجھا کرتے ہوئے وہ گنگا سے بوجھل کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔ یہ ایک مشکل سوال
 تھا۔ بوجھل کا تجربہ کھڑے سواروں کے دستے کی کمان اور فوج کی جنگی تدبیروں تک محدود تھا لیکن
 اس کے پاس ایسی کئی تھیں جن میں یہ سب صلاح تھا۔ کیا مہارانا کے کسی چاہوں کو ان کے انہوں
 کے بارے میں علم ہو گیا ہے؟ وہ پیش کی طرف مہارانا کی روٹی سے خاک بھر گیا۔ ساتھ ہی وہ اس
 کوشش میں تھا کہ مہارانا اس کے خیالات نہ نہ دیکھ سکے۔ اس نے کچھ ہر پہلے کے اشارے کی تعمیل
 میں اپنا جام ایک ہی گھونٹ میں خالی کر دیا۔ اسی وقت ساتی کہیں سے سردار ہوئے اور اسے نیا جام
 تھا۔ بوجھل نے حرکت ہوئے جام میں پچھلے سہری پال کو اپنے نجات دہندہ کے طور پر دیکھا
 ایک چھوٹا سا گھونٹ لے کر لیکن یہ نہ کہ وہ بوجھل مہارانا کے سے لگا لگے گا۔ وہ دیکھ جا رہا تھا۔

"مہارانا سرکار! جو سولی آپ نے بوجھل کے پاس کا جواب اٹا آسان نہیں۔ بوجھل
 دیکھوں نہیں، ابھی تک یہ نہیں ہو سکا ہے۔"

"کیوں نہیں ہو سکا ہے؟" مہارانا کی آواز میں تجسس تھا۔

"ہم نے کھڑے کا گنگا استعمال نہیں کیا۔ ہم نے اپنی اپنی دھار سے غصہ کیا ہے۔"

پھر بوجھل نے صرف اپنی حفاظت کے لیے ہے۔

"بوجھل! جاؤ!"

بوجھل نے اپنے میں اپنی آواز سے خود متاثر ہونے لگا تھا۔ "انہی سے ہم روکنے کا کام
 لینے ہیں۔ چلا لک دشمن اپنی کوئی طرف غلط کر کے اس کا رخ دیکھ سونے کی اہمیت دیکھ
 ہے۔ یہاں، انہی سے روٹنا ہی۔ ہر گز کہتے ہیں کہ وہ جنگ پر اپنا اثر ڈالنے کے لیے لپک رہے
 ہیں۔ جب یہ لپکے گا اثر دکھانا شروع کریں تو اس وقت کہیں سے ہر دوں کھڑے ہوں گے۔"

کی آنکھوں میں صدمہ ہلکی سی شناخت زلفہ ہو گئی۔ بوچھلنے والی کا نظریہ گرتا تھا۔ آواز دے یا نہ دے کر نے میں دوپہلی نے بھی اس کی مدد کی، جیسے وہاں چلتی میں اوں۔ سو ٹھہرتے سمہ ہری کے چھٹکتے پناے۔ نہ کھرے نہ لورے وہاں کے گیت۔ یہ چال سے مجھے نہ دوا کے سپرد کیے اور نہ ہی کو اپنے جیسے سواروں کے گرد سے الگ ہو گیا۔ وہ بچکشاں روپ۔ اوارے ایک حشری کے ساتھ وہاں کو سرا اور ماقول کو ستر کر لیا اس کا یہ ستر اس حشری کی طرف اس نے اپنے اس اور روپ سے جس جان چھڑائی تھی۔ ایکسہ پھر پوری جب طرکی تھکاوٹ سے تھوک سوری تھی وہ بلیہ آ کے اٹھا پھر صر کا سفر کر کے ایک بھٹی میں گیا اور اپنے لیے پو پار ہوں کے پیٹہ والا لادو حاصل کیا۔ وہی ابھی غیہ میں سے جاگنے کے کل میں تھی کہ بوچھل جو پادی کر کچ کر خرابہ زور ہوئی اور پھر تھکلا کر برس دی۔

ہمارے بڑے چلنے سے پہلے کہ وہ چند سال کی عمر میں قسمت آزمائی پر نکلا تھا۔ آج تقریباً چار دہائیوں سے ترقیادہ کی قسمت آزمائی اور شہت خوردی کے بعد اکل اکلا وہ گیا تھا۔ اس نے سوچا کہ وہ تو ساری زندگی ہی اکلا رہا ہے اس کی تکلیف کی دوا اور دیکھ نہیں تھی لیکن اس نے کسی کے ساتھ یہ بات نہیں کی۔ وہ کسی مردانہ جاگیردار یا بلیڈر مہاراجہ، وانا اور مہاراجا کے ساتھ اس وقت تک رہتا جب تک سوس کرنا کہ وہ اس کی ضرورت نہ تھی اور دستوں، دفاع کرنے والی غلوں، گھات لگانے کی اہلیت دیکھنے والوں کے بعد اس کی کارروائیوں میں داخل ہونے اور پہچانی کرنے والوں کا ایک اہم حصہ تھا۔ اس نے دولت کا کلی تھا، جس کا اصل کیا تھا ہر ایک بھی نہیں دوسرے سے جدا کرنا چاہتا تھا۔ اس کی زندگی کے تقریباً ایک دہائی کی دولت سے ملا مال کا تھا۔ ایک مرتبہ اطلاع ملی کہ ایک دولت مند جاگیردار کی موت ہوئی، اس کا گھر سے غریب کو چار دیوے۔ ان دنوں وہ ایک ایسے طالع آزمائے کا حصہ تھا جس نے بڑے چلنے کے قرب و جوار میں دولت پیدا کی تھی۔ منسوب ہوا کہ جیسا کہ ان غلوں کا کونے کی کارروائی ایسی کہ ملنے کی اس پر کسی اور کی چھاپ نظر آئے۔ وہاں کی گھر میں ایسی کارروائیوں میں مصروف تھے کہ ہر کسی کا طریقہ کار دولت پیدا کرنے سے ایک حصہ بڑے چلنے کے گھر کا خلیفہ تھے وہ ان کی ہر کارروائی غریب پر اختتام پزیر ہوتی۔ یہ ایک غریب کہ ہم جانتے ہیں کہ وہ اس کے ساتھ کا بھی انھیں باغیہ قتلہ وہ جانتے تھے کہ بھوپال کے نواب کے دستوں نے انھیں کی طرح ان کے کشاب میں لگ جاوے۔ بڑے چلنے کا گھر مجھ سے ملنے میں دہشتناکوں نے گھات لگانے کا فیصلہ کیا یا انھوں نے انھیں بدلے اور بدھ بیکشوں کا روپ دھار کر غلوں کو کولٹ۔ ان سلطان غلوں میں ایک بدعورت کی بھی تھی جو بڑے چلنے کو پہچانتی۔ ہاتھ کی شدت نے ایک بہت بڑے غریب کو اس کی دولت کی مدد سے تھوڑے ہی عرصے میں اس کی دولت میں اضافہ کیا۔ ایک خوب صورت جوانی اس وقت تھی جب کہ بڑے چلنے اپنا سرکاری چھٹی رانی میں قدم رکھ چکا تھا۔ بڑے چلنے کی زندگی کے گھر نے ان کی دولت کی ترقی میں ایک مددگار بنوایا اور انھیں

کا۔ وہ چھپ رہا تھا اور گھوڑے کے پیچھے پیر کا آرام کر رہا تھا۔ اس نے قہقہے سے ہنسنے کے لیے گھومنے لگا اور چلائے رکھا لیکن اس کے اندر ایک آگے جل رہی تھی کہ سر پٹ ہوا کر بیٹھ بیٹھ ہو گئے، یہاں کے پتھر پہنچے۔ نئے سالوں سے روپیہ اس کے ساتھ مستقل نقل مکان میں، اور لیکن اسے کچھ عرصہ تک چھٹی لگی تھی۔ وہ جب اپنی جھول پر جا اٹھا تو اسے کس کے پیچھے دیکھ کر کے جانتا تھا کہ وہ کس کی تھیں جنک میں اس کے انتظار کی طاقت ہے، پتھر کو دور رکھے سے کہے کہ سے بہتے رہتی۔ آج وہ نیم چھوڑ چکی اور اسے طوطا دیکھنے میں نہ چھوڑیں گریں تھی۔

وہ نے پوچھنے پر طویل سفر ایک اکی رفتار سے طے کیا اور ہلے سے ہر قطر راستے میں ہاتھ لگے۔ ان کے خوس اور آسور میں طوطا دیکھنے، وہ ان راستوں پر کئی خواہشیں آئے۔ والوں سے پہلے کے لیے اور کئی حلقہ کرنے والوں سے پہلے والوں کے مقابلے میں کئی بار گھومتے ہوئے چلا تھا۔ آج وہ اپنی خواہشیں تھا اور اسے اپنے آپ تک پہنچنے کی جھول تھی۔ وہ اپنے سفر میں آباد ہوا۔ یہاں وہ شہر میں کے چاقو سے گردنے کے بجائے کھن کے گرد چکر کاٹے کر گزر۔ کئی قسم کی جھولیں ہاتھ میں گھومتی تھیں چاہتا تھا۔ اس نے سپاہی کی اسی وقت چھوڑ دی تھی جب ہمارا سانس سے پتھر چھوٹ کر کے کا کہا تھا۔ وہ تو سونے سپاہی کی کسی پہلے سے واقف تھی لیکن اس نے اپنی اس پہلے سے وہ سب کے لیے کیا کرے گا؟ کیا سپاہی کی چھوڑ کر وہ کئی نئی لگاؤ شروع کرے گا وہ کئی رات گوارا کرے گا اور کب سے وہ کچھلی چار دہائیوں سے زیادہ عرصہ گوارا کئی اپنی رہاں طے کرے گا۔ وہ نے تھنڈا ہے کئی رات گوارا کرے گا؟ مان نہیں دے گا لیکن اس کے سچا کہ یہ گوارا ہی نہ ہے۔ اس نے گھوڑے کو رکھا کہ جب تک وہ اسے اور اس سے طے کر چکا تھا۔ وہ نہ بے پروا نہ اسے بچھ گھوڑے سے بچے کو اور اور ان کے ساتھ ملتی ہوئی کھڑکی کو کھول کر کھار نکالے۔ گوارا اپنے میان کے اندر کسی مصروفی کی طرح گہری جڑوں کی ہوئی تھی۔ یہ گوارا کچھلی وہ بچہ نہیں ہے اس کی شریک زندگی رہی تھی۔ یہ بچہ بچہ کی تھی، اور اسے ہوا کی تھوڑی سی اور اس کی جڑوں میں۔ یہ گوارا اس کی تمام گوارا ہے کے ساتھ اس کی بچہ بچہ اور کھانا کھانے کی رہاں تھی اور اس سے ہر طرف کی بھی ماضی میں کئی کئی جنس کے ساتھ تھا اور وہ تھی۔ اگر باریک تہہ کی سیدھی روٹی جا۔ اور انہوں کے تاحی ذات، یہ چاہت تو زیادہ تھا کہ سنا ہے؟ اس سے بھلا کر بڑا کر دہا چھٹا ہو گئی کہ سے گوارا بچوں کے تاحی بھی کات لے گا۔ یہ بچہ ان کے

بچے دکھائی دیا، اور وہ بچہ کا سچے بچہ، وہی کے ہے۔ کرا، ۲۰۱۱ میں ہفت روزہ سنا ہے۔ یہ بچہ بچہ، گھوڑے کے عزتی کر تھی۔ وہ گوارا ایک لڑکے اور حرم کے ساتھ بچہ سے بچہ گوارا چاہتا تھا۔ وہ بچہ بچہ، گوارا بچہ بچہ کے بچے پہ گھولنا رہے۔ اس سے آہستہ، ایک انعام کے ساتھ گوارا و سہاں میں سے نکلا۔ وہ اب انصاف سے چھٹی تھی اس میں تیرہ گوارا ایک ہی اور میں ٹالک و دوست کے ساتھ ہے کہ مٹی تھی۔ یہ گوارا کے اندر کی اسی رہا ہے سے نہایت تھا بچہ کئی اور کئی گوارا میں کئی تھی۔ وہ گوارا نے نہیں چکا تھا اور اب جب ہمارا ۲۰۱۱ آئے گا یہ تمام آج وہ نہیں چائے گا، بلکہ کس اس کا پتہ ہی نہیں آگا۔ اب ایک گوارا یہ گوارا ایک خوب صورت، اور یہاں گوارا چھوٹی صورت

اس کے، بچے پر بچے کے پتھر سے چھٹا ہے۔ گوارا میں ہی وہی حالت میں ہے۔ گوارا سے پہلا سنا ہے کہ ہے۔ اس سے، گوارا ایک لڑکے کی اہلیت سے ہے۔ گوارا اس نے گوارا و آخری بار گوارا سے محبت کے ساتھ ہوا اور ایک درخت کے دوسرے کھمبے میں اس طرح سنا ہوا جیسے وہاں اپنے بچے کو بھلا رہا۔ بچہ وہ دیکھے گوارا سے چلا آیا۔ اس نے کھینچ کر اس سے بچے۔ ہمارا بلی کے بچے کے ساتھ ہیں۔ سے دونی محبت ہے۔ یہاں گوارا و گوارا بچہ بچہ بچہ سے جوا ہوتے ہیں۔

وہ گھوڑے پر سوار ہوا اور چلنے سے پہلے گوارا کو آگے پر بٹھایا

۱۱) جیسے ہی حوالہ ملے گا چھاپا جائے گا، مختصر حصہ عربی کے لیے جو کر جائے گا چھاپا جائے گا

[illegible]

2

۱۲- محاسبان و بایرینان و بایرینان را بشناسید

”راستی کا نام لیں گے اور انہیں سزا دی جائے گی۔“

۴۴۴ روح و جسم و تعبیر کے حوالے سے

”میں اب مچھلی بن گئی ہوں۔“ لکھ جالی، لکھا آوار کے اندر چھپے دکھ سے غروالی غمزدہ فریاد ہو گیا۔۔۔ عجمی کو ایک دم حیلہ آ کر۔۔۔ بچ چٹا ہے۔ چار گور گور نکلتا۔۔۔ اب اسے سونے کی گرجاں یاد ہو جاسکتی تھیں۔۔۔

"مرتا سا گنگے سے ٹھہر، جہ کہ شہنشاہِ عرب میں داخل کیا ہو، اس لیے جیس کے کام سے آزاد ہو کر اس کے پیغام کا حصار کروں۔ دوجی خاموشی دینی نہیں سے سگی ہائے بیکسلی جالی تھی۔ اسے خاموشی سے پرچل کر مینے ہاتھ تھا۔ پوچھا جیپ چاہے اس کی طرف دیکھتا رہتا ہے دوجی کی کیا اس کے کا انتظام تھا۔

۱۱۔ تمہیں کیا (۱۳۶۸ء) میں نے مسٹر کو توڑ دیا ہوں نے کمرے میں چلی ۱۵۔ ملحق
چل گئی صرف کمالی اور کلاسٹ کر کے خاموش ہو کر رہی۔

■ 45

”پھر کی بات کی اہمیت ہوگی؟“

”اے! یہ جو چلنے سے تھکے ہوئے ہیں اور اللہ کے رسول کا پیغام لے رہے ہیں۔“

[illegible]

”کیسے؟“ یوحنا نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔ ”تو نے ان کے لئے دعا کی۔“

”اسلام کی آمد میں جس ایک وقف آج ہے وہ سب سے بڑے غفلت بھی ہو چکا ہوتا ہے۔“
یومہ اعلیٰ اس بے مسئول کا قیام کر رہا تھا لیکن کچھ عرصے کے بعد تقابلی اور عدم تقابلی کو دور
میں چھپے دونوں میں ایک بار بار سہارے کی ضرورت سے محروم ہوتا رہتا ہے، وہ جس جنگ کے
سے واقف نہیں تھا اسے دشمن کی قیادت اور مدد دینے والی قوتوں کی غرض سے جو رہا ہے اسے پھر

دیوبند کے بھائیوں کے گھر سے ملنے پہنچا تو یہ دیکھا کہ ایک مسکراہٹ نے مساجد خانے آئے ہوئے نہ بھی دہی، اور اٹھایا۔ کہ: "بھائی! اس عورت کو روک کر پھر انکار اس کا شاید وہ مسرت پر ہے کئی عورتوں نے بھی عریض کیا ہو جو چاہی ہو کہ اس سے آنکھ لگائے ہوئے ہے۔" بھائی نے اس سے فائدہ اٹھا کر کہا: "ایک بے شکستی تھی؟" بھائی اس کے پاس آکر کھڑا ہوا، چائے پی کر کھڑے ہوئے اور چارہ تہہ کے اندر ایک کونے میں کھڑے ہو گیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ مسکرا رہی ہے، اسے یاد آیا کہ اس کے لئے چائے نہ تھی۔

”دو بیوی؟“ امریکی آواز میں یہ طعانیہ اور تہمت تھی۔

اپنی خدمت کے بہرہ نگر کی تھی۔ جس کے باعث اسے اپنی روشنی میں ایک عالم صالح اور با تقویٰ بن چکا تھا۔ یہی اس کے پیچھے چلے آئے۔ جس سے اس نے طرک سکھائی اور وہی مشرکائی سے بچا رہا۔ یہ لکھتے ہوئے اس کی زبان نہ صرف فکر کی انجمن تھی، بلکہ فائدہ کی دعا تھا۔ اس نے شیخ کے احوال و فکر کو یاد دلایا اور چھوٹے سے دل کی برائی تھی۔

“विद्यया धनं”

خاتم کے وقت تک چلے رہے ہیں۔ سرمایہ دار کی پیدائش ختم ہو گئی۔ یہ چاروں ہی
آریہوں کے ہر دست میں بے شمار محکمہ پر مشتمل ہیں جو اپنے اپنے فنکاریاں تک جو کس کو ہے وہ اس کے
ہوئے اور سو جاتے ہیں اور پھر وہ تمام کمزور ہو گئے۔ یہ وہ دور ہے جس کے معنوں کا مصداق ہے۔
ہیں۔ یہ وہ دور ہے جس کا نام ہے سرمایہ دار کی پیدائش ختم ہو گئی۔ یہ چاروں ہی
آریہوں کے ہر دست میں بے شمار محکمہ پر مشتمل ہیں جو اپنے اپنے فنکاریاں تک جو کس کو ہے وہ اس کے
ہوئے اور سو جاتے ہیں اور پھر وہ تمام کمزور ہو گئے۔ یہ وہ دور ہے جس کے معنوں کا مصداق ہے۔

طوب کریم سے ملی۔ نہانکا سے، چہ سچہ چاہیہ نظر دیاں اور نہانکا سے دھانیہ
 جو چاہیہ عیب جا کا (وہی اور یہ) گزر چکا تھا۔ اسے تھکی تھکی، مہبت پر واپس آکر
 وہی پر لائے۔ وہی کے پوچھنے کو نہی ہو۔ وہی سے اپنے کام میں مہربانی دینی، اس نے چہ
 تھکریاں بنا کر ایکہ کے میں آگئی تھکی۔ جو چاہیہ۔ مراد گزریا، اسے تھکی۔ سرب
 ہے، تھکی گئی
 "اسم ہا سے کے ہے تھکی۔"

[illegible]

وہاں سے ہر گھوڑہ، جو بے گھوڑی دیکھا، بے گھوڑی سمجھ کر پھرتا ہی چھاڑتا تھا۔ سب سے پہلے
 دیکھنے والے بچے کو چھوٹا سا گھوڑہ ملے گا اور اس سے چھوٹا دیکھ کر بہت باری
 ہوگی۔ یہی گھوڑہ تو بڑا ہی ہوگی، لیکن گھوڑا ملاقات نہیں اور بروقت جان کا خطرہ۔
 ”تمیں پہلے ملاؤ گے۔ سے پہلے سوچنا کہہاں ہیں۔ میں نے کتنی ڈرتی کرنا دیکھا ہوں لیکن مجھے
 اپنی لائن بھی بھول جی۔ تم میں سے ہمارا اے کے ساتھ دھڑکیا: وہ ہے اس کا پیغام؟“ یہ تو میں
 کیسے جانتی

[illegible]

ملکوں میں کوئی بھی ایسا مچھل اس لیے کی حالت کا متحمل نہ ہو سکا اور اس نے
دو تین دن قیامت سے کھیرا اور چپے۔

مطالعہ کی آفات سے اجتناب کو نصیحت دیا جیسا کہ آج کے دور میں بالکل ضروری ہے۔

سویا ہو ایک بریٹانی میں گھر کیا۔ اس سے تلی گاڑی پا کر رہا تھی اور روٹی بھی... اس وقت اس سے تلی گاڑی کو بیچنے کا پھل کر گیا۔ اس نے سوچا کہ تلی گاڑی بیچنے کے بعد اس کے پاس کمپنیاں اور ہمارے مکان میں آج ہمارے گاہکوں کو سب ملے گا اور ہمارے کیک بولے پر تلی کامیاب ہو گا۔

آئی وقت اسے دولت کے جواں اندھیرے میں بھونسا کھٹ لہو ہو پائیں، انکھوں سے

بیچے ہوئے بولے کے ساتھ زندگی ایک کھٹ کھٹ آئی

آغاز



مجاہد معمول کے مطابق اپنے دفتر گیا۔ اُس کا جیہی اُسے آتے دیکھ کر پیچھے تیراں ہوا اور پھر خند بدب سا، ایک سکتے کی حالت میں بریف کیس لینے کے لیے بڑھتا ہوا اُسے آتے ہوئے دیکھ کر، ہمیشہ کی طرح، مشتاقانہ سی مسکراہٹ کے ساتھ بریف کیس اُس کو تھما دیا:

”شکریہ دوست! اُس نے تین سالوں سے دیر دیا جانے والا فقرہ دہرایا۔ چہرہ اسی نے کس میسرے کی حالت میں ارد گرد دیکھا کہ اُسے کوئی دیکھ تو نہیں رہا۔ اتنی دیر میں ہی بد دفتر میں داخل ہو چکا تھا۔ مجاہد نے ایک لمبی سانس کھینچ کر خواہ بھی ہو سکتی تھی، ایک لمبے کے لیے رُک کر کمرے پر پچھتی سی نظر ڈالی اور پھر اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

چہرہ اسی بھی کمرے میں داخل ہو چکا تھا۔ اُس نے بریف کیس مجاہد کی کرسی کے ساتھ پڑی میز پر رکھ کر کھڑا اور مجاہد کی طرف دیکھا:

”بھئی کو بھیجوا“ چہرہ اسی ابھی تک سکتے میں تھا۔ اُس نے ایک لمبے کے لیے مجاہد کی آنکھوں کی کھراکی میں ہلکے پن کا عکس دیکھنے کے لیے تھانکا تو اُسے ردِ واپس اُس کی نظر آئی، وہ تیزی کے ساتھ بھئی کو بلا لے چلا گیا۔ وہ مجاہد کی زبان کی کاٹ سے اچھی طرح واقف تھا۔

بھئی گگ صاف کرتے ہوئے کمرے میں داخل ہو۔ دفتر میں داخل ہونے کی اُس کی یہ اجازت ملتی تھی۔ بھئی کے ہونٹوں پر ہمیشہ کی طرح ایک بڑا سراہی مسکراہٹ تھی۔ دفتر میں وہ بھئی مکھن جانا جاتا تھا کیوں کہ وہ مکھن کی طرح نرم اور پچھتا تھا اور ہمیشہ انگلیوں میں سے پھسل کر نکل جاتا تھا۔

”سرا آپ نے آج رحمت کیوں کی؟ گھر پر ہی آرام کرتے۔ کسی چیز کی ضرورت ہوتی تو ٹیلی فون پر حکم کافی تھا۔“

مجاہد نے غوری جواب نہیں دیا۔ اُس نے چہرہ اسی کی طرح بھئی کی آنکھوں میں دیکھا۔ چہرہ اسی جہاں مجاہد کی آنکھوں میں پائل ہیں کا عکس دیکھنا چاہتا تھا، مجاہد کو بھئی کی آنکھوں میں تسخیر نظر

”ہائیکس (ایک صاحب کو بچپان کا چہرہ)۔“ ”اس کا لب بلیو تھا۔“ ”آج تک جو اچھے
 بچے کو کہتی ہیں، ”خدا کی بچی“ کہتے ہیں۔“
 ”میرے کا مکا“ تارو کا ہوتا ہے، کھوکھلا ہوتا ہے۔ جہاں بھینس کی کھڑا ہوتا ہے،
 اس سے کام لیں تو کروں۔“

[illegible]

جو چنانچہ یہ بھی ایسا کرنا کہ اگر کسی اور شخص کے جوہر خوب شکر کی طرف پہنچ جائے وہ بھی جانتی ہو جائے۔ یہ ہر سال ہوتا ہے۔ پھر جب وہ آتا ہے تو اس کو کیا کہیں چک کے صوبہ تک لے جاتا ہے تو وہاں جا کر ایک گہرے صحن سے سدا چار ہلے صوبہ تک اس کو لے جاتا ہے وہاں تک کہ اس کے ہاتھ کے دھوکے کے شیشوں کے در سے زمین کو آواز دے کہ وہاں میں کاشت کی ہوئی قمی ۱۰۰۰ پائونڈ بھوک چکا ہے۔ تو اس سے بچا کا اس خیر خواہ اور اس کی مشرق کی سمت چلے جاتے ہیں۔ اس نے سہا کر کیا صوبہ کا بھی دیکھو تھا۔ یہ ایک خاص صوبہ ہے۔ وہم تھا کہ اسے شیشوں کا کرنا تھا۔ یہ وہ صوبہ ہے جو کہ صوبہ بدختر کا ہے۔ شیشوں سے زمین پر تھپے کا شکل میں تو لے کر آتا ہے۔

[illegible]

"میں یہ صاحب! میں نے آج کا کام ختم کر دیا ہے۔ اب کل صاحب آپ کو روانہ ہے۔
وہ صاحب! آپ اگر اتفاق کر کے تو دیکھنا کہ وہ صاحب کو جواب دے جائے۔"

عصیب بھی چیرا ہی اور جلی کا طرب ہے جس سے اسے دیکھنا وہ جگہ اس کے جہرے
ہر جہرے کی سکرابٹ بھی ملے وہ خاصوئی کے ساتھ ہر جہرے کی سکرابٹ

"اسی آپ کے پاس سے اتفاق کیا میں نے کہوں گا اگر آپ مجھ پر غور نہیں تو خود فی دہلا کر رہے ہائیں۔" حسبِ رائے غور کر رہے کی۔ چاہوے خاموش رہے ہوئے اس کی رہی وہ شہر قریب کی حسبِ رائے بھی چاہا رہے کے ساتھ اچھی تھی کہ تھا وہ تو چاہا کہ ایک معمولی ہست کہتا تھا اس سے معمولات پہنچیں تھے حسبِ رائے کہ تھا کہ گروس کا کہ چلا تو وہ دوسری کام کرے وہوں کو شبِ بولی کے پاس میرا ہے کہ کہ کرے اس سے تیار ہے غرض چلی کہ غور نہیں کہتا ہے۔

(۱) جس طرح کہ ایک شخص نے ایک گھر میں ایک بات کی ہے

”میرا آپ نے تادمہ کی درخواست کر کے میرے گھر میں آکر رہنے کا وعدہ کیا ہے۔“

“*Ugh*”

مجاہد جو اسباب کا انتظام کیے بغیر کارپا کرکے اس کی طرف متوجہ ہوں اور ان کو اس کے پاس پہنچانے سے انکار کرتے ہوں۔

”تم کا کرے جاؤ، شجرہ حق آ جا رہا گا۔“

یہ سب دماغی عمل ہے، لہذا ان کے لیے ہمیں کچھ ایسی چیزیں کرنی چاہئیں جو ان کے دماغ کو تیز کر سکیں۔

“بی بی”

ملا ہے اس کی طرف دیکھا اور مجھ کو شک کا دور مارا ہے یہ واضح رہے
ملا کر بھی انہی کی تکرار میں رہا۔

”میں نے جلد ہی ریاضت کرنے والے ہوں،“ گویا ایک مہینے اور اس وقت گویا وہ کہا کہ اس وقت
 ”چند ریاضت ہوئے کے بعد ملازمت کے لیے کے گا“ اگلے میں سال، اس کے ہیں اس وقت
 مدد کرتے ہوئے لیکن یہی صورت ہے کہ کسی کو غرضی دل کی ایسے کام کرتے ہوئے
 ہے ”مجاہد“ نے تفکر اور محنت سے ذرا نیچے کی طرف دیکھا وہ مسکرا رہا تھا اس کی مسکراہٹ کہہ دی
 تھی کہ وہ ایک سنجیدہ آدمی ہے۔ مجاہد نے یہ تحریف سننا نہیں چاہتا تھا اس سے مہر کے شکر سے
 ذرا نیچے کی بات کو تسلیم کیا اور دوسری محاورات سے باہر نکل گیا۔

[illegible]

مجاہد نے ایک محلے کے لئے دست بردار کیا اس کے عوض پہنچا کی منگوائی ہوئی تھی اور انھوں میں کئی نادان بھی تھے۔ مجاہد اٹھ اٹھ کر کوہاٹ کا ایک اہم شخص کے پاس گیا۔ وہ ابھی ان کیس کی سزاؤں میں عذر کر رہا تھا۔ اس نے باپ کا ایک دوست کی دوسری شہر سے آنے کے لئے کہا کہ وہ مجاہد کے باپ سے ٹھہرنا۔ جس کے بعد کمرہ تھا جو اس کی چار دیواری تھیں کہ مجاہد میراں کو حلقہ بندی کر کے گواہ ایک نر میلا۔ نر کا تھا اور وہ میراں کے ساتھ طاقت سے گریز اس کا حکم اس کے پاس نہ لگنے لگا اور وہ ابھی بھی تھی۔ میراں جب گھر آیا تو باپ کی جدوجہد کے مطابق کھانا کھانے پر اس کی پوری ان کے بے گناہوں کو سمجھتے ہوئے ہاتھ دیا۔ یہاں سے اس کے جھڑکی داخل گرفت کو لی حضور و کثرت میں بڑھ کر چلا۔

”اگرچہ یہ اچھے لوگ ہیں، لیکن یہاں پر ان کے لئے کوئی کام نہیں ہے۔ ان کو یہاں سے ہٹا دیا جائے۔“

”معاذ اللہ! یہی کی شخصیت کی بات کو کاہر کرتا ہے۔ میرا کرم جو خوشی سے ہاتھ ملاتا اور اچھے ہاتھ ملنے لے کرے والا آدمی کم رو بہ نگاہ اور بے ادب ہوتا ہے۔“

جلد یہ بات سن کر اس پر ہنسیاں لے کر جتنا کراہتا تھا اسے اصرار پلایا جاسکے
 دیتے پر عاصمت کا بیٹا دھواں تھا اس نے وہ ٹیلا کھڑے کھڑے اپنے ساتھ عہد کیا کہ بیٹو کو کم
 جوش رکھے تاوقتیکہ وہ زندہ رہے۔

یہ دختریت باہر نکلا تو صوبہ اس کے ساتھ قلعہ دہلی میں لے گیا وہیں اسے ایک اور صوبہ کے ساتھ نکالتے تو اس قوموں کے لڑکے اس کے ساتھ گئے کہ اس کی آخری دعا یہ تھی۔

[illegible]

”مجھے آپ کا اراکہ جی کی خدمت ہو گئی ہے، وہاں حضرت مگر پہلا سہارا دیکھ کر ہنسا کہ ”یہ تو میرا سہارا ہے، میرا سہارا تو میری طرف سے ہے، میرا سہارا تو میری طرف سے ہے۔“

ہاں۔ اس نے سحر لے ہوئے تربت کی طرف دیکھا تو اس نے جہاد کے آگے بڑھنے کے لیے
راست چھوڑا۔

کاہرہ بیٹی۔ دھن بھاتے ہوئے غسل خانے کی طرف بلا گیا اور تربت پر برقی مائن
ٹی۔ جہاد کے لیے بھر بیٹھے کے کوئی تربت کے لیے چائے، ٹیکنی سینڈ ویج اور چوکلیٹ ایک
روٹی پر رکھے ہوئے تھے۔ تربت نے عمار کو جھرمٹا توئی۔
"ایک دھڑکی ٹھیک کی خوشی تھی۔" تربت نے کہا۔

"اگلے بار کے بار کے لیے ایک ٹی کیو۔" کاہرہ نے ایک کمان کو گڑا تربت
کے ہونٹوں کے ساتھ لگا دیا:

"ہوٹوں سے ٹکرائے گئے؟" تربت کی آواز میں شوخی ل چکی تھی۔ دونوں آہستہ آہستہ
گھبراہٹ ہو رہے تھے۔

"اے اور کھینچ جا سکتا؟" تربت نے شہرستانہ سے کہا۔

"میں نے تو پاؤں پھیر کرے اکبر کا تھا تو تم نے ہر اہل کمان کے کھینچ دیا؟"

کاہرہ نے دیکھتے ہوئے سڑک پر ہاتھ "تھی ٹیرلے" کا ہاتھ کمان کا قازم ہو سکتا
یہ نہیں ہے طرزی سے پاؤں کھینچ کرے یا آتش کی کرہ اور جب دروازوں کی آواز آئی۔

کاہرہ ایک کمرے میں بیٹھنے کی طرف لے جانے ہوئے کہا
تم میرے ہونٹوں کو کھینچو۔

تربت نے تیزی کے ساتھ جہاد کے بیٹوں کی۔ آواز گھونکا چنے ہونٹوں سے
"ایک بیٹا، تھوڑا ہی ہے تربت کو کھینچے ہوئے چنے گی۔ جہاد نے یوٹی ٹی وی پر ایک بیٹا دیکھا اور
سمجھتا ہے کہ کھینچے گا۔

"دن کی کھینچو۔"

"خود میں انہوں کو کھینچا اور انہوں کو کھینچ کر دیا۔" کاہرہ نے کہا۔
ان کی حیرت دیکھنے والی تھی۔ لیکن جہاد تربت کا آتش کی لہجہ میں کہا کہ میں ان کی۔
تربت کی بیٹا دیکھنے لگا کہ میں نے دیکھی۔

سہیل احمد



مجاہد کو اپنی زندگی کے امور سے یکن سے خوف آتا تھا۔ وہ ابھی پرائمری سکول میں تھا کہ اُس کی ماں فوت ہو گئی۔ ماں کا فوت ہونا شروع میں عجیب سا لگا تھا لیکن پھر اُسے اپنے لیے کا احساس ہونے لگا۔ وہ نہ صرف اپنے گھر بلکہ پورے گاؤں میں اکیلا رہ گیا تھا۔ وہ ہم جماعت اور دوست جن کے ساتھ مل کر پڑھے درختوں کی کھوئوں میں توڑنے کے، ٹڑے اُچھڑا کر تھا ایک دم اُسے ابھی سویرا غمراہم لگنے لگے۔ اُس نے اُن تمام سے ملا چھوڑ دیا۔ وہ اب کیلای کھوڑا اُسے کسی کھیل میں کوئی دل چسپی نہیں رہی تھی۔

”مجاہد بیٹا! ایک دن اُس کے باپ نے اُسے بلا کر اپنے ساتھ بیٹھے کا اشارہ کیا۔ اُس کا حقہ سامنے رکھا ہوا تھا۔ اُس نے ہاتھ بڑھا کے نے کو پکڑ کر مرے کو اٹکیوں سے سہلانا شروع کر دیا۔ مجاہد تھیں سا بیٹھ کر اپنے باپ کی طرف دیکھنے لگا۔ اُس نے کہیں جانا تو نہیں تھا پھر بھی وہ چاہتا تھا کہ باپ اپنی بات جلد ختم کر دے۔

”تم اپنے دوستوں سے کیوں دور ہو گئے ہو؟“ اُس کے باپ کو مجاہد کی دس چھوٹیوں سے کبھی کوئی غرض نہیں رہی تھی اسی لیے اُسے یہ سوال عجیب سا لگا تھا۔ وہ خاموش بیٹھ کر دیکھتا رہا۔ اُسے اب کچھ دیر پہلے والی بچہ چینی نہیں رہی تھی۔ وہ اپنے باپ کی بات کے ختم ہونے کا انتظار کرنے لگا تھا۔

”بیٹا! اکیلا انسان تو ناکامی کی نشانی ہوتی ہے۔ میں نہیں چاہوں گا کہ تم ناکام زندگی گزارو۔“ مجاہد کو اپنے باپ کی بات پر حیرت ہوئی تھی۔ تھوڑا عرصہ پہلے تک تو اُس کا باپ اُسے دوستوں کے ساتھ مل کر کھیلنے سے منع کیا کرتا تھا اور آج وہ دوستوں سے دور ہو جانے کی وجہ بیان کر رہا تھا۔ کیا اُسے نہیں پتا کہ وہ اکیلا کیوں ہو گیا تھا؟

”بیٹا! اُس کے باپ نے مگ صاف کیا تھا اور مگ صاف کرنے میں ایک ہنگامی ہٹ سی بھی تھی“ دیکھو تمھاری ماں جاتے ہوئے مجھے بھی تو کیا کر گئی تھی“ مجاہد کو حیرت ہوئی تھی۔ وہ

[illegible]

جیسے عمر بی کی مرثیہ ہے: "اے کہ ہاپ سے ارجو تھا، مہاجر کو اس بادل سے
 پہلے سے ایک طرح سے نصیب ہو چکا، اسی نے تجھ کو چمکے ہوئے کمرے سے بچا لیا تھا:
 "تجھ کو بچا لیا تھا"۔"

[illegible][illegible]

”چل کر آجائے گی۔ وہ محلہ کے بچے ایک ٹھکانے لائے گا۔ بچہ بے اس کے مکان میں آجائے گا۔ بچہ وہی ہے جو آپ سے مل گیا تھا۔“
”بچہ دیکھتے ہیں کہ تم کیسے ہو گانا؟“ بچہ بڑے سوتے سے بچتا رہا۔
”بچہ“ بچہ کے سہارے کی مٹی سے بچا ہوا تھا۔

’کیا یہ سچ ہے؟‘

”تم سے سوال پہلے کیا کرتے؟“

جہاد سے عربی کے ساتھ ایک لگن ملے گی۔ اس کا ایک بڑا پہلو یہ ہے کہ جو غصہ اور نفرت
انہوں سے پیش کی کہ باغیہ کہنے سے پہلے کہیں یا بھلا جا رہے اور وہ سرداروں میں کر چلے اور کرتی
تھی۔ مستقل کاروبار سے بچے پہلے پہل سے تھے۔

وہ کیمرہ حاصل کیجیگا اور پھر وہاں جاے کے لیے اٹھا تو اس کے اپنے آپ سے اسے

مقتدہ ہوا:

سختیوں کی بات نہ کی گئی کہ سے غور کیا۔

مجاہد نے جیوت دہر کی جھلک ناگامی کے ساتھ باپ کی طرف دیکھا تھا۔ باپ اس کے چار سے عرصے سے مختلف طور پر غور کر رہے تھے، اب اسے لگا کہ باپ اس شخص کی حلاکت تک پہنچے سے آگے نہیں چلے گا۔ اس کی یہ خواہش بھی تھی۔

لاطمینان کر میں آئے ہیں سب کے دل صواب لیے اور ایک فرس گواہ پر کار کبھی
عورت نہیں۔ مجاہد نے لکھنؤ میں کیا کروا کر میں ہوا تو جہاں سے لڑا وہیں بھی جس امر کی ضرورت نہ
وہ صاف فہم کے لیے اسے فہم نامے میں لکھا کہ ”کامیابانہ جیرو کہ“ یعنی ہر چہ وہاں نہ تھا تو
اسے یاد دلاتا:

”کام چھڑا دو حوا کا“ لکھا۔ خیر ہوا اُس نے کہہ پس چلا جا۔ عجب وہی کوشش یہی تھی کہ منگلیا کیجے بغیر سکول چلا جائے۔ جب وہی لڑکی اُن کی قیادت میں لڑکیاں لے کر سکول چلا جا۔ تمام بچے وہیں جب وہ سکول کے آگے قیام کرے اسے اپنے پس خواہی تھا۔ اس طرح سکول چلا جا بھی بہت ہیں۔ لوگ کیا سمجھتے ہوں گے کہ عبادت کی کسی حد تک ہے کہ پچھلے کر وہاں سے جس حد میں بھیج دیتا ہے۔

"اچھا سہرا مجھے کرو۔" ادا جسے ہوئے حکم دہی تھی۔ باجوہ نے ہاتھوں میں سمجھا یہ ہے
 افسوس ہوتا کہ ان کی اہلی و عیال ہے۔

۱۱) اگر چہ تمام لوگ مسلمانوں کے لئے لکھا رہا تھا

”میرے سر پر چھوئے۔ کچھ ہی لمحے کے بعد ان کی آنکھیں بند ہو گئیں۔“

”تکلیف تو پہلی ہی سبب سب لڑکے بال بچے کا حق ہے تے یہاں تو ایک محب ہوں
 کہ تم مجھے باوجود اس کے مجھنی ہو۔“

[illegible]

وہ جب سکول سے آتا تو کہتا اس کے انتقال میں بھی مولانا کو مدد ملا ہے۔ مولانا نے فرمایا:

ہی... اسے کبھی چپے پر آٹا اور کبھی دوسرے کبھی فاطر سے مطلوبہ لگائی، کبھی اوہ اپنے آپ کو
 سے اس کی تھنوں کو دوسرے چپے پر، اور تھنوں کے فاطر کی ہیئت اور کر کے ہر سے ساتھ لگا کر دیتے۔

فاطر سے اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر کہا تھا "جاؤ اور باہر کا چکر لگاؤ۔ پھر تھنوں سے
 پائے ۱۲ ایتھ اور جانا ہے۔" مولد جواب دے یہ پھر ہر بھلا، اور کل کر دے ہی خاکے گئے۔ اس کا
 باپ کو کوئیوں کے ساتھ کسی مسئلے پر گفتگو نہیں مشغول تھا۔ اُسے عباد کا "کچھ عجب سالگا کوئی نہ
 اور یہاں خائے میں کبھی کیا نہیں تھا اس نے چٹائی ہی مسکراہٹ کے ساتھ چاہو کے ساتھ ایتھ، کیے
 بغیر سوال کیا "دو لکھا آیا تھا؟"

"ہاں... ایک ہفتہ چھٹی ہے"

چور میں کو جتنی ہوئی کہ ہلکے چپے میں اس کی ساتھ دلوں کو دیتا ہے۔ اس
 نے وہیں بیٹھے آبیوں کو قابض کر کے کہا "لوگ اب جا چکے ہیں پھر سے یہی قسم ہی ہوتی
 ہر ایک کی ہے۔" وہاں خوش خوشی سے سنتے ہوئے وہاں سے پٹے گئے۔

"آپ سے فاطر دوسرے کیوں ہے؟" مولد کے سوال سے اس نے باپ کو باپ بھلا
 لکھا ہے۔ یہ سانس چھائی میں نکلتے ہوئے غصوں ہوئی۔ اس نے ہی سانس لے کر پٹی
 پھاڑی شب آگئی، ہون سانس کو وہاں کیا۔ جب تک عباد بھی، چپا سبیل پہنچنے کے بعد کی شرمندگی پر
 کار پڑتا ہوا

بچہ دیکھ کر صرف بیٹوں کے شے کرے دانی ہوئی ہیں۔ "اس کے باپ کے بچے
 کی جتنی

میں اب بچہ نکلا ہوا۔ مولد جانتا چھتا ہوں۔"

"تمہارے جال تو ایسا سوچا" اس پر جو اس کے باپ کا ہیہ سنا تھا۔ اس نے جگہ پر
 سوچا "نیکو دیکھا میں ایک جوان آؤں نہیں ہوں۔ میں سنا سمجھتا ہوں کہ لدا چاہتا تھا جو گھر
 چلاے کے ساتھ ساتھ گھر کی، لیکن وہ دوسرا تو کر لیا عمار ہے۔ فاطر مجھے کئی بھلی ہیں لی "۔
 چور جی کو ایسے گھوس ہوا کہ پرندہ بھڑے کے گلے دھکا ہے۔ میں سے نکل کر میں اڑتے
 ہوئے کر رہے ہیں۔

"آپ نے تو کر لیا ہے بہتے گھر کی، لیکن مجھ کریں۔" مولد نے غلام کے منہ سے
 سے غر سے میں ہر گھر دیا اور گھر چلا تھا۔

گڈا کے ساتھ عباد کا رشتہ اور دوسری کی بچھٹی میں فاطر آدم ہانڈ دیا ایک دوسرے۔ ہر جی
 دوست تھے اور گھر کے معاملات میں امتثال بھی۔ گڈا کو گھر میں فاطر کی کم ہشتی پر فاطر میں
 تھا۔ اس کے حال میں وہ ہر فاطر ایک طرف کی کر رہا تھا۔ اسے کے باجور میں ہوتی
 کر دیتا تھا جس سے اس کا باپ مجبور ہو کر اسے شہر کا چھوٹا بچہ سمجھتا تھا۔ اس کا سر ہر خود
 وہاں خائے میں باپ کے ساتھ، پتی ملاقات کے بارے میں نہیں آیا تھا۔ اس کا سہ کے دوسرے طرف
 کو کبھی نام کا بچہ نہ تھا۔ لیکن باپ کو لیا اور یہ لکھا جس سے یہی لکھا ہوتا۔ اسے فاطر
 پڑا، چنے کی پتی، جسے پھر گھر کے فاطر میں آگئی ہوں تو ہر صبح چھتا ہے۔ اس کا اشارہ ہوتا اور گڈو
 بھی خوش ہوتی اور اس کی خوش ہوتی رہا۔ اس کے ساتھ ساتھ... اسے ایک سہرے صبح ہاتھ میں
 اور عباد مسرت دے چوہے کی طرف کی گڈو کی گڈو کے ساتھ ساتھ چھتا ہے۔ اس کی گڈو میں بنے بچے
 لکھا ہے چاکلی۔ چاکلی گڈو اس کے اس کے بچے... اسے بچے میں سمجھتا ہے۔ اس کی کو فاطر
 سے چھوٹے... اسے چھتا ہے۔ اسے فاطر ہٹا... اسے فاطر ہٹا... اس کا فاطر کرتے ہے
 ہونے میں اور فاطر ہٹا... اس کے فاطر ہٹا... اس کی... اس کے فاطر ہٹا... اس کے فاطر ہٹا...
 مولد شرمیلی ہی فاطر ہٹا... اس کے فاطر ہٹا... اس کے فاطر ہٹا... اس کے فاطر ہٹا...
 "نے ہلے حوالوں سے ہر نکل مختلف تھا۔ اس کے لادوس کی بھلیوں پر ان کی فاطر ہٹا... اس کے
 ہوتا تھا... اسے ان میں پھر پڑا ہوتا ہی ہوتی ہوتی اس کا فاطر چھتا ہے۔ گڈو کو یا میں سے کر
 ہوائی کے ساتھ گڈو کے بچے... اس کے فاطر ہٹا... اس کے فاطر ہٹا... اس کے فاطر ہٹا...
 رہی تھی۔ عباد نے اس کی چٹائی کو صوفی سے چکر کر اس کا سادہ پیراں گڈو... اس کے فاطر ہٹا... اس کے فاطر ہٹا...
 اس میں ہر دوسرے سے جتنا شکر ہے... اس کے فاطر ہٹا... اس کے فاطر ہٹا... اس کے فاطر ہٹا...
 بنے بچے کی گڈو کی گڈو کی گڈو... اس کے فاطر ہٹا... اس کے فاطر ہٹا... اس کے فاطر ہٹا...
 اس سے بچوں کی دھار ہر لکھی۔ اس سے بچوں کی دھار کی بچھتا فاطر کیا اور دھار سے شاکر گڈو

سبب تھی جس کے بعد وہ حریفی باور کو استراحت دیا۔ اس کے بعد سب لوگ اٹھ کر بیٹھے۔ چوہدری نے کھانا ہی منسکراہٹ نہ بخش۔ چنگھوں سے جانور کی طرف دیکھ کر ہلکا سا چٹائی کر دیا۔

"ابو جی! آپ نے کبھی گڈو کے حلق بڑھایا ہے؟"

چوہدری نے حیران کے ساتھ گڈو کی طرف دیکھا۔ اس کے ہاتھ پر شکلیں بنا کھڑی نہیں تھیں۔

"نہیں، حلق بڑھا چکا ہے؟" چوہدری نے اپنی آواز کو سیدھی کر دیا۔

"دوبارہ اسے جانور کا حصہ ہے۔"

"نہیں؟" سب اس کی آواز میں دیر دیکھ رہے تھے۔

"نہیں، اس کے حلق بڑھ چکا ہے۔"

"تم کیا کیا پاتے ہو؟" اس نے اس اور اس کے ہاتھ سے پوچھا۔

"کبھی تو میں اس کی لٹیم کے حلق بڑھا دیتا ہوں۔"

چوہدری نے اس کی طرف دیکھا۔ وہ اس کے ہاتھ سے کمرے میں کھانا کو دیکھ کر ہلکا سا ہنسا۔

اس نے اپنے کانوں پر جتن نہیں آ رہا تھا۔

"وہ کھانا کھانے کے بعد وہ اس کے حلق بڑھا دیتا ہے۔" چوہدری نے اس کے ہاتھ سے کہا۔

"نہیں، اس کی آواز میں اس کا ہاتھ نہیں ہے۔"

"نہیں، اس کے ہاتھ میں اس کی لٹیم کے حلق بڑھا دیتا ہے۔"

"نہیں، اس کے ہاتھ میں اس کے حلق بڑھا دیتا ہے۔"

چوہدری نے کھانا دیکھا۔ اس نے اس کے ہاتھ سے کہا۔

"نہیں، اس کے ہاتھ میں اس کے حلق بڑھا دیتا ہے۔"

"نہیں، اس کے ہاتھ میں اس کے حلق بڑھا دیتا ہے۔"

اس نے اس کے حلق بڑھا دیتا ہے۔

"نہیں، اس کے ہاتھ میں اس کے حلق بڑھا دیتا ہے۔"

"نہیں، اس کے ہاتھ میں اس کے حلق بڑھا دیتا ہے۔"

اس نے اس کے حلق بڑھا دیتا ہے۔

"چوہدری کی آواز میں اس کے حلق بڑھا دیتا ہے۔"

"نہیں، اس کے ہاتھ میں اس کے حلق بڑھا دیتا ہے۔"

"نہیں، اس کے ہاتھ میں اس کے حلق بڑھا دیتا ہے۔"

اس نے اس کے حلق بڑھا دیتا ہے۔

کے لیے آقا و طب پائی، ایک کے اس کا گھاس بھرنے کے لیے اسے پس منظر چلی۔
اس کا گھر ۶۱، موصوفیت، ہے اور چھوٹی۔

”تھک گیا کرتے“ چڑھری ہائی کا ٹھوٹ۔ یعنی سوئے جواب دیا۔
 ایسے چڑھری صاحب! ان کے ساتھ ہے برواں۔ ان کی زمین کھال کے خیر
 میں ہے اور نکال پران کا کس فائدہ ہے۔

”جیسا کہ مکران کے بعد کے اہل کمال کے درمیان میں ہوتا ہے۔“
 ”اوج والا پہلی تو جیسا جاسکا لیکن بعد والا پانی نہ جاتا ہے۔“
 چودھری نے ان جواب دہ اور اس حوالے اپنا فقرہ چمکے شے معروض کرتا ہے کہ
 یہ اتفاق نہ کرتا تھا لیکن حیرت نہ کرنے کو تھا نہیں تھا۔

”کیا کیا کھانا؟“ چودھری رات بھر تھے کے لیے بوجھتا
 ”جی ہاں کھانا، میں آپ کے آگے سے پہلے کھانا کھا لیتا ہوں۔“
 چودھری میں کچھ عجب آپ کے آگے سے پہلے ہی کھانا کھا لیتا تھا آپ کی سی کے
 راجہ کا نہیں

چند روزوں میں عجب عجب آپ کے لئے سے بچے کی اطلاع ملتا ہے کہ آپ کی بیٹی کے

چودھری، گاجڑا، مہجہ، دھتا۔ وہ کھانا ختم کر چکا تھا اور تین چھوے، دو بڑے میوے رہے۔
جاسکے گا اور ٹھنکے۔ شروع ہو جائے۔
"میں ابھی آئی۔"

"پاکستان" کے بارے میں ایک دلچسپ خطاطی۔

چودھری نے گواہ بنے ٹھکرا دیا۔

”ہاں دفعِ اُلوامت ہے جسے وہاں جڑا تھا تمہیں، مگر صاحب کہتے ہیں کہ اُن کے دور میں کھڑے ہو کر شہر کی طرف چھٹکنا سو“

پھر جو بیرون ادا ہو کر کی باتوں کا جواب ایسے لگے۔

ہاں۔ مہاجر اہلے گالاں سے دیوارِ بڑا تھیلہ ایکہ سیال گھوڑ کرے تیا تھا
 سرورِ تھا کہ اسی کی خاطر دولت کی مانی۔"

۱۰۔ جو پیشہ میراثی ہے، اسے اس کا پیشہ چھوڑنا اور کسی اور پیشہ اختیار کرنا جائز ہے۔

1. $\frac{1}{2}$

[illegible]

چوہدری جی، ادھر میں کیسے قتل؟ تمام اپنے قہس کو کاہر میں بند کر چکی۔ وہ بآواز ک
تک، تمام رست مٹنے چلے جاتا چاہتی تھی۔ اسے چوہدری کے اندر سے ایک بے آواز اور آواز کی گونج

میں نے محسوس کیا کہ وہ تو مجھ سے بھی کم عمر لگ رہا تھا۔ چودھویں کے سات شروع کرتے سے پہلے وہ
 چوبیس سالہ تھا۔ مجھ سے چار سال بڑا تھا۔ چودھویں کے سات چار سال کے بچے پائی کا لباس پہنتے تھے۔ چودھویں کے سات
 عمر سے وہ ایک سو ایک سال کا لگتا تھا۔ ایک لکھنؤ کا گھرانہ تھا۔

”سچا آدمی خود جانتے ہوئے بھی یہ مکر تو بے گہرا۔“ کاظم نے اندر سے ہنسنے لگا۔
 ”جی ہاں! اس نے بھی سال بھر کی۔“

”اے بادشاہ! ”چوہری کی آواز میں دکھ، غم، غصے والا ہی ٹھوس کرناک
چوہری ۱۴ چنے کی طرح کھدے چائے کا تار، ہے۔“

”جب کہ دستِ شرمِ ہوا سے نہ نکالیں اس ایک دوسرے کی حفاظت میں رہے گئے۔ وہ راجہ کی سہیلے گزرا رہے تھے کسی کے گھر اور کسی کسی کے۔ یہاں ایک ہی خاندان آج تھا جس کی تعداد اتنی زیادہ نہیں تھی۔ بلکہ پچھلے شریک سے ایک ساؤتھ کر کے کہتے ہوئے کہ اگر وہاں، محض بے سے ہمارے بچے آپ کا دور جو کی دستِ بقی آگے بہت ایک کا قتل کی نقل میں وہ یہاں سے پہلے گئے۔ بلکہ کی لاش کی تاب نہ کر سکیں چڑھ رہی تھیں۔“

[illegible]

[illegible]

W. J. G. 2000

[illegible]

7

چند روز کی حالت اب اس قدر بہتر ہو گئی تھی کہ وہ اپنے گھر پر لوٹ آئے۔

ابھی شام تک گھر سے گھرے تو ان کو بھی یہ جو ٹھٹھکیا ہوا تھا جس میں اسی وقت
 اس کی بیوی بھی تھی اسے قہقہے لگانے لگی اس کی ہنسی تو ان کو بھی کہہ رہا تھا۔
 لے کر جاتی تھی۔ اُسے یہ خبر تھی کہ ایک کھیلنے کا انتظار کروں گے۔ وہ کہہ رہا تھا۔
 تھی۔ انھوں نے وہی سوچا تھا۔ تھی۔ تھی۔ تھی۔ تھی۔ تھی۔ تھی۔ تھی۔ تھی۔
 حصہ نہ جاتا تھا۔ انھیں تو ایک اور کھیل تھا۔ وہ کھیل تھا۔ وہ کھیل تھا۔ وہ کھیل تھا۔
 میں تھا۔ وہ تو ان کے ہاتھوں میں ہے۔ وہ کھیل تھا۔ وہ کھیل تھا۔ وہ کھیل تھا۔
 وہی کھیل تھا۔ وہی کھیل تھا۔ وہی کھیل تھا۔ وہی کھیل تھا۔ وہی کھیل تھا۔
 کے لیے تھا۔ وہی کھیل تھا۔ وہی کھیل تھا۔ وہی کھیل تھا۔ وہی کھیل تھا۔
 آج اسے یہی کھیل تھا۔ وہی کھیل تھا۔ وہی کھیل تھا۔ وہی کھیل تھا۔ وہی کھیل تھا۔
 اس کا ہے۔

”اچھا تو یہ اچھا ہوا کہ صندوق سے اٹھنے پہلے سے تالی کر لی تھی۔“

”ابن لنگی جا چکے۔“ ماسی کہہ کر رہا ہے کہ بچہ۔ خوش شاہان، مجھے کئی پہلو اور بہتر
پرواز میں جا کر ملی رہی تھی کہ کسی کے ہاتھ لیرا یہ سمجھ کر بالوں میں جھک رہا تھا۔
جیتا، جھک رہا تھا کہ مٹے ہوئے ہاتھ لیرا کیا اس کا کتب سے غلو سے تو جھک رہا تھا کہ
کھروں میں کھو گیا تھا جس کا کتب لیرا تو کسی ایک کتب سے غلو سے جھک رہا تھا کہ
دلاس کے گرد رہے تھے اس نے ان کا اور جھک رہا تھا۔ اور دوسرے کتب
کا کھروں سے چلتے ہوئے اس کے پاس ان کتب سے

”کون جو؟“ جاسی سیدہ مرزا سے پوچھا۔
 پہلا جاسی؟“ انہوں نے ایک ہلکا

[illegible]

ایک نہ کہ ایک شعر کو کے چا گیا تو اس کی جڑ سے شرواعے ہو سکا ہی کو پی
 حیات کے ۔ ۔ میں تازہ چلنے والی کو کہہ کر لی اور کہو، یہی جاکر اگلے روز کہے کہ ہے
 مجھے شعر پڑھائی کہ لکھنا کہنے کے بعد اس نے مسرور ہو کر ہوا۔

[illegible]

[illegible]

ہر وہاں اس نے پایا۔ پھر خاک کا حائل میں نہ تھا کہ وہ سے بچے + وہیں لکھی تھی۔
 ایک دم ٹھٹھک کر ڈسادی + پتے سے پاؤں سے بھی تھرتھرتی لگی۔ ماسہ آواز سے کہہ رہا تھا کہ
 رہے بھل کر بات بھی نہیں کی گئی۔

انہی جات سے مل کر میں کسی ناکولی کمرہ میں تھا، جہاں کوئی چیز میاؤں جگہ ہی اس کی ملکیت تھی۔ عمر و تک نے مال کا ایک حصہ سہ بیڑا کے قتل کا بدلہ دیا تھا جس میں پہلے آج، مکیہ تھا جس کے لیے نئی دار و دروہیاں پائی نہ کر سکی اور وہیں میں نے اپنا چڑا رکھا اور عمر و تک خدا کا نام سے اترا اور کچھ دن بعد وہاں سے میاؤں کے بیڑا کا مال سہ کے لیے کے ایک کوس میں لوں کاٹا تھی جس میں وہاری یاں سہا بیٹے میں کہ ایک عالم چڑائی کی کسمپاش میں سے ہو کر نکلاں نکلاں میری رہائی میں رہا تھا جاتا۔

[illegible]

بچہ واکو کی مدت تھا جس کی گنتی سو دسب لکھا آجینے کے سہ سے حلق سے اپنا چہرہ ڈال کر
 علی کسی اور کا کتا: انہوں نے کچھ بھی نہ دیا، میں نے آپ کو کچھ دیا، ہاں ایک اونٹ، اُس سے آئینہ
 رکھنے کی شرم سے کسی جیسے رنگ لعل جس کا تھا اُس نے اگر کچھ اپنا چہرہ دیکھا ہوا تو اپنی بھڑکی ہاتھ
 میں اچھا کر کے دیکھ کر ہائی دھست کر گئی۔ آئینہ اُس کے لیے جہاں تجربہ تھا، جہاں پاؤں کی سیڑھی چلی
 دوسرا آتا، آئینہ کہہ کر وہ ہوتی نہ رہا لڑکھی تھی۔ میرا تو کھانے ہوئے نہ نہ چل کر گیا، ہاتھوں سے
 پانی بندھی چمکی ہو رہا تھا۔“

[illegible]

میں نے کہا: "کیا وہ ایک سو چار سو روپے کا گھڑا ہے؟"
 "جی ہاں، یہ ایک سو چار سو روپے کا گھڑا ہے۔"

"اچھا، کیا ہے؟"

"یہ ایک سو چار سو روپے کا گھڑا ہے۔"

"جی ہاں، یہ ایک سو چار سو روپے کا گھڑا ہے۔"

"جی ہاں، یہ ایک سو چار سو روپے کا گھڑا ہے۔"

"جی ہاں، یہ ایک سو چار سو روپے کا گھڑا ہے۔"

"جی ہاں، یہ ایک سو چار سو روپے کا گھڑا ہے۔"

"جی ہاں، یہ ایک سو چار سو روپے کا گھڑا ہے۔"

"جی ہاں، یہ ایک سو چار سو روپے کا گھڑا ہے۔"

"جی ہاں، یہ ایک سو چار سو روپے کا گھڑا ہے۔"

"جی ہاں، یہ ایک سو چار سو روپے کا گھڑا ہے۔"

"جی ہاں، یہ ایک سو چار سو روپے کا گھڑا ہے۔"

"جی ہاں، یہ ایک سو چار سو روپے کا گھڑا ہے۔"

"جی ہاں، یہ ایک سو چار سو روپے کا گھڑا ہے۔"

"جی ہاں، یہ ایک سو چار سو روپے کا گھڑا ہے۔"

"جی ہاں، یہ ایک سو چار سو روپے کا گھڑا ہے۔"

"جی ہاں، یہ ایک سو چار سو روپے کا گھڑا ہے۔"

یہاں نہ بھی رہے تو ہمیں کیا فرق پڑتا ہے۔ شہزادہ کی آواز میں بھی حلاوت خدا کی آواز تھی۔ اس کے بعد آپ آگے بڑھ کر گناہ کا دل سے ہٹا دیا۔

”اُن میں سے کیا فائدہ حاصل ہو سکے گا کہ جس سے وہ...“
 + مسلمان تو جو کچھ نہیں، ہے اور... ہر کچھ ترکتے ہیں، ”محمداکبر خاں نے کہا۔“
 + ”میں نے اپنی اس فکر سے ارم قیام کو ترک کیا اور میرا بیستہ...“
 ”نظر اچھپکھپکھ کر رہا تھا کہ وہ چاہے کچھ نہ کہے، اسی ٹکڑی میں ایک سمجھتا ہوا ہوتا ہے۔“
 + ”وہ...“



قبائلی دارو کچھ دیر جا سٹھلے پہنچا وہاں اسی نے ملو کم کو رہنے ڈھنڈا لگا اٹھارہ کیا اس سے قتالیہ بد لگا اس نے اٹھارے ہوئے وہ جکر کہ "ہمدردی" انکی طلب تو گھر اس پر پاکستان کا حصہ ہے لیکن اگر میر جانب دار طریقے سے لکھا جائے تو یہ ہے ملک کا حصہ نہیں عن ملکہ اگر پڑا ہے کثرت۔ ہی۔ ہی۔ ہی۔ گھر اس پر سے نہیں کے پناہ ل ملو کو واحد مرکز ہائی ہے جو خود میرہ گھر پاکستان کا حصہ نہیں پہنچے رہے۔ ہمدردی ملو سے کہ آپ ملکوں کی تنظیم ہو۔ سے پہلے ہی یہاں سے نکلا جائے۔"

مگر مالک نے ایک لکڑی آدھ لکڑی سے بننے والی ایک کھال اور ایک سے دو کھال
 رہا ہے۔ ملک واپس آ کر اس کے پاس سو کر باغیچہ میں گئے اور دعا عرض کی کہ اے خداوند
 ”جو دعویٰ صاحب الکل چار سو سال سے ہم پر اس آدھ لکڑی ایک کھال کے سوا اپنا
 گھر بار گاؤں کرچے ہمارا حق ظلم کی موت ہے۔ ہمیں تو میرا آپ کے سامنے بیٹھا ہوں لیکن مجھے
 محسوس ہوتا ہے کہ میں اپنے آپ کو خدا کے سامنے خود کو اپنی گردن ہاؤں اور حضور کے ہاؤں ہاؤں سے
 لے کر میرے دوستوں خدا کے لئے ایک عطا ہے۔ میں اپنا عظام اپنی آپ عطا ہے۔ آپ کے لئے دے رہی
 لیکن یہاں سے سے پہلے ہی مجھے جانتے تھے۔ میں ”یہ ہے کہ تمہاری شہرت کی وجہ سے۔
 وہاں جا کر میں نے ہم ہر جاؤں گا۔“

۲۷۔ آپ اگر یہ سچے سچ تو یہ تصور کر لیں کہ:

[illegible]

مجھے پتہ نہیں کہ کون سے کچے پتے پر جانے سے کوئی فائدہ ہوگا۔
 یہاں سے ہجرت کرنے کا فیصلہ کرنا تو کچھ اور ہے۔ آج کے دور میں یہ فیصلہ

اور ہمیں جب اس سے شکست کھانے کے بعد اس کے چہرہ پر سے ہراس مٹا دی۔ میں بھی
 لڑائی ختمی اور یہ مشورہ دے دینے پر چوتھے سو سے بھی لڑ کر آواؤ کیا تھی۔ یہی اور ہوتے تو
 مشورہ ملتا اور اپنی اپنی کئی حالت بن جاتا تھا۔ اب یہ حال سے جانے کا پہلا آواز تھا اور اسی نے ہی اس
 سب کی جان چلنے کے لیے۔ پہلی چار سو سال کے لیے اس کے پاس وہی وہی رہی
 تھی۔ وہ چار سو سال اور وہاں سے وہاں کے لوگوں سے بھی وہی اس کی نظر میں رہی۔ وہ بھی
 سوال کا جواب دینے پر بھی اس میں وہی وہی رہا۔ اس کے بعد اس کے پاس وہی وہی رہا۔
 اس کی وہی وہی مشورہ دینے کے لیے۔ یہ وہی وہی وہی رہا۔ یہ وہی وہی رہا۔
 ہے۔ یہ وہی وہی وہی رہا۔ یہ وہی وہی رہا۔ یہ وہی وہی رہا۔ یہ وہی وہی رہا۔
 خاک کو کہنا تو اس میں بھی اس کے لیے چار سو سال وہی وہی رہا۔ یہ وہی وہی رہا۔
 کے لیے بھی یہ وہی وہی رہا۔ یہ وہی وہی رہا۔ یہ وہی وہی رہا۔ یہ وہی وہی رہا۔

[illegible]

”میرے خیال میں تو میں ملے گا یہی بات تو بہت سے ممالک میں جائے گی۔“

۱۱۔ چندیاری صاحب اسوہ پر بحث میں قائمین مجددی کا اشارہ ہے "فخر منک"

۱۰۰

”پہلے ایک کتبے میں سنا تھا کہ اگر عورتیں اپنے گھر کے لیے غیر مستطافہ ہے“

”جیسے کہ علاوہ مجھے دین کے کام اور کل بھی اسی ہفتہ نہیں آئی۔“ اسے کھل کر بات

کرمی۔ قصص اور قلیہ اگر چنے کا ایک لکڑی کے قبضے کی مثال ہو گیا۔

”عقلمندی اور لاکھ بچوں کو دوسرے طریقے پر۔ عقلمندی کا فلسفہ یہ ہے کہ جب کوئی لاکھ بچوں کو

میرے سہیل، مجھے آپ ایک آدمی سمجھا رہے تھے۔ میرے خیال میں آپ بڑا ادا لاکے ہو۔



۱۰۔ جو حوالہ عبد الرشید نے اختیار کیا ہے وہ یہ ہے کہ "محبوبہ نے میرے ساتھ
میرے سب سہرائے سب کے ساتھ ساتھ چھوڑا تھا۔" یہ تو کیا ہے؟ یہ تو کیا ہے؟ یہ تو کیا ہے؟
محبوبہ! یہ تو کیا ہے؟ یہ تو کیا ہے؟ یہ تو کیا ہے؟ یہ تو کیا ہے؟ یہ تو کیا ہے؟
"میں نے کہا کہ وہ ہے؟"

[illegible]

نے اس کے ہر گھر میں بیٹھے اور نصیحتیں دلوں کی ایک ایک پرست بھائی۔ وہ سونے والوں کے گھر سے پہلے تھ، یہاں حادے میں آکر پہلے ہاتھ اور سر سے لگے نہ، وہیں روہتا سورج غروب ہوا تھے ہی گھر پہنچے والا۔ ان کا مضمون مختصر ہو گیا تھا۔ وہاں حادے اس کے لیے دوسری بیوی ڈال رہا تھا۔ جوان جو ہے لگے ساتھ ساتھ خوب صورت لگتی تھی۔ گھر سے دیکھ لگی بیٹھنا پڑتا اور وہاں سارا دن آجوان حملے میں بیٹھا۔ بار بار کو صبر اور نصیحتیں کے ساتھ دیکھتا رہتا۔ اُسے اب کسی اور کی ضرورت نہیں رہی تھی۔ وہ صرف یہ جاننا چاہتا تھا کہ وہ اس سے رشتی اور بی بی بھلا کر شیر کے سپرد ہوئی۔ اس کی بھرا بھی چند سال کی تھی؟

درویشوں کے ہاں مال و مالک کی پوچھاں سے اور پوچھاں پر ہوتا تھا اور اونچے نیچے کی غفلت میں جب ہاں کھانا دل سے بھر لیتا تو اس کا کیا جاتے ہوئے بچے چھپے بہت کی ایک گہرا تم چہرہ جاتا جس میں چھپے ایک عمر کے سے اضافہ ہو کر ہاں کا رنگ روپ اپنی طرف دانت کرتے سے پھرے چھپے لے بیٹھے تھے جو چاروں میں انہوں میں لٹکے پتلے اور اگر ہاں چل رہی ہوں نہ چھپتے ہوئے مصروف ہوتے۔ کسی علی و ابوالی میں لڑیاں ہاں لٹکے ہوں سے نکل آئیں اور ہر گز گدا اور بھگی نہیں جب کہ لڑے ہو یا ہاں ہاں کر کے ہر ہاں چھپتے علی کھانا لڑیاں چلی بھٹکیں مجبور درویش کو کھینچے دیکھتے جا تھے پالا کے ہاں کے گھر سے کسی مثال ہو جیسے خزانہ کوں چھپتے ہوں ہاں کھو گھر باہر کو ہڑکی دھتکے دھو رہی ایک جہ سے مشرق اور مغرب اسم کے ساتھ ملا جاتا اور عیدوں کی دھتکے بھگی ہاں چھپتے ہاں دھتکے ہوں

رہنے کو چلے۔ مہضو سے آکر جب یہاں پاؤں ڈھکا تو یہ جگہ ایک انتہائی گہرے اور
تختی اور پرانے کوئی گھر میں پسند آئی تھی۔ دو جگہ تھا کہ اگر کوئی داخلہ دے تو یہ یہاں ایک
چھٹی گلی (بھی اُسے اُچھوڑا نہیں کہے گا) میں سے جا چھینے کے لیے دیتے کے پاس اور اس کا
میں ٹیس تلاش کر میں تھیں۔ سب سے پہلے اُسے رہنے کے لیے ایک چھوٹا سا خانہ۔ یہ
چھوٹا سا گھر اُس کے پاس تھا۔ وہاں رہتے تھے وہاں ہی تھا اور غریب گھر پر مٹی شرف سے جوڑی تھی۔
وہ اس سختی کو جب بھی پہنچیں گے کہ کوئی تو یہاں چھوٹا سا خانہ تھا وہاں ہی رہا کرتے تھے۔ اُس کے
اگر سے پہنچتی ہوئی طاقت جانی جاۓ۔ یہ ایک خانہ اور دوسری ناشیا تو مہضو ہی میں چلا آئے تھا۔
وہیں اور بے آباد علاقہ سے بچا گیا تھا۔ اُسے وہاں سے اُس کا سب سے بڑا گھر کی کار سڑی ہی کی کہ
حاصل میں تھا۔ اُسے وہاں رہنا تھا اور وہاں رہنے کے لیے اس کے پاس اس سب سے بڑا خانہ تھا
چند سو روپے کے۔ اُسے وہاں رہنا تھا۔ یہی سب سے بڑا گھر ہے کہ ہر گز اور اس کی تلاش میں
انکل نے۔ یہاں تک کہ ایک سال پہلے وہاں سے اُس کے ہر گز کے احوال سے تو آتا تھا لیکن اُس سے

دھرم بدھ نے سے کیا ہو گا؟" ریشی کی "ولہ میں تمکاوش سے بھری ہوئی" "نہا جسٹ
 ختم۔" "بھری سارے دان کی خوشی" "اس نے داکھ ہاتھ کی سٹی بڑ کر کے کھولتے ہوئے
 کیا۔" "تھک جیگ" "سٹی اچھے احرم کو کھل دھم میں کھنٹی تھی اور اب کھپ ٹھہرے جو ٹھولے کی ہاٹ
 کر رہے ہو تو مجھے یہ بتاؤ کہ کیا پلا ختم تھا ہے۔ اس کے بغیر تو شاید شک فیئر ٹھوڑے ہو جاؤں گی۔"
 پوجا میں رہی کسی ہاٹ۔ اس کی کسی میں دل چھٹی تھی۔ یہ بتانے سوچا: اس سارے کی
 میں سمجھا رہی ہوں معصومیت ایک طرف اور سادگی ادیا کی خوشیاں ایک طرف۔ اگر وہ بھی ترانو
 میں دیکھ کر تو لا جائے تو میں کا بلا ایسے بھلائی ہو گا۔ جو تیری کرے گا میں سن لیں داہوں کی
 بہتر مل جائیگی۔

چہلو رفا تھی لیکن اس صبح کی رات بھر کی کڑائی کسا امت رکھے ہوئے غار نکلی اور، ہر صبح ۴ گھنٹہ صبح ۵ بجے تک وہاں بیٹھا رہتا تھا۔ اپنے لیے جسے اولیٰ نماز ۱۰ من کی ہے اور نماز بعض اوقات، چار کھجور روک کر دیتا، وہ ناسپا گھر کو تھکا کر پاس لگتی تھی۔

نیکو نامہ جو میرے دہلی سے تھکنا ہے پوچھا۔ وہ جانتی تھی کہ پچھلے جوہی بڑا بڑا کر بھی لیتا ہے۔

کچھ لگا

"میں نے اسی طرف سے گھنٹ پر کسی کو پہنچے ہوئے دیکھا اور صاف دیکھ کر اسے
ٹھیکس پہنچنے کے لیے سکیہ۔" ظاہر کے لیے میں مایوسی کے ساتھ ساتھ ایک شگفتگی بھی تھی۔ میں
نے بھی کسی گھنٹ پر اس طرح نہیں دیکھا کہ وہ یہاں بیٹھے ہوں اور اسے جاننا ہو۔
میں یہاں سے آتا ہوں۔ میں اسے دیکھتا ہوں اور کبھی کبھی اس کے کلاسنے بیٹھے ہیں۔" کوچ
نے سے جھجھکی۔

"اس طرف، اور ان کم چھان لیے ہلا قریب محفوظ ہے تم لوگ۔" کچھ ہوا۔

ظاہر کے اس سوال سے برچھل ایکسٹنڈ ہو گیا، اس کے اندر کے سپر سے کوئی
طرح پر وہ بہتر ہو گیا۔ وہ پہلا دور کرنے کے لیے لے گیا۔ مخالف کے دور کرنے کا انتہا کرنے لگا۔
"آپ اس پر سرکار کا اجلاس اٹھائیں۔ جسے میں اس کے لیے غیر معمولی دیر لے رہا ہوں اور
چھپنے میں مدد دیتی ہے۔ اس سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس وقت سے اس کے بعد گورنر کے بیٹے جیسے ملک اس
طلبے میں آکر چھپ جاتے ہیں۔ یہاں انھیں اپنے کام سے کوئی رول ملتا ہے؟" ظاہر نے
جوابات ختم کیے۔ اسے سوال کیا۔ وہ پوچھنے لگے۔ "تم انہماک میں سر ہلا رہے ہو۔ یہاں ان کا دل میں سرگواہی کا
کلی حرکتوں میں،" اس نے پوچھنے لگا۔ "ظاہر جواب دینا انتظار کیے بغیر تھی سے کہہ رہا تھا۔ جیسے کہ اس
نہ۔ مگر اس سے دیر اور پھر ریشہ لکڑیوں اور آگ جلا کر لے جانے کا انتظار کرے
لگا۔" کوچ نے اس کے ساتھ ساتھ کہا کہ اسے کام میں مصروف رکھنا۔

میرا نام ظاہر نہیں ہے۔ میں میرے لیے ایک جتنی شہرہ چھوڑا ہوں۔

"میں نہیں کہتے لوگ ہیں؟" کوچ نے پوچھا۔

ظاہر نے اسے گھور دیکھا۔ "کلراتھ گھر میں پانچ مسلماؤں کے۔"

"میرے مسلمان گھر بھرا ہے۔" کوچ نے پوچھا۔

"میں نہیں؟"

یوں سے پوچھ لیا طرف دیکھا۔ پوچھنے سے انہماک میں سر ہلا۔ ظاہر نے اسے اپنا حال
نے کر کے کہا کہ کیا تھا اس سے ایک لکڑی لے کر اس سے سوال کیا کہ وہ کدورت بھرے
تہ کوئی شگفتگی ہی خوشہ بر طرف نہیں لگی۔

"تمہارا ہے بچے کہتے ہیں؟" میں نے پوچھا۔

ظاہر نے اس کے جواب میں کہا کہ اس نے اسے دیکھا تھا۔ اس نے اسے دیکھا تھا۔ اس نے اسے دیکھا تھا۔

میں بھی اس کے جواب میں کہا کہ اس نے اسے دیکھا تھا۔ اس نے اسے دیکھا تھا۔ اس نے اسے دیکھا تھا۔

ظاہر نے اس کے جواب میں کہا کہ اس نے اسے دیکھا تھا۔ اس نے اسے دیکھا تھا۔ اس نے اسے دیکھا تھا۔

میں بھی اس کے جواب میں کہا کہ اس نے اسے دیکھا تھا۔ اس نے اسے دیکھا تھا۔ اس نے اسے دیکھا تھا۔

میں بھی اس کے جواب میں کہا کہ اس نے اسے دیکھا تھا۔ اس نے اسے دیکھا تھا۔ اس نے اسے دیکھا تھا۔

میں بھی اس کے جواب میں کہا کہ اس نے اسے دیکھا تھا۔ اس نے اسے دیکھا تھا۔ اس نے اسے دیکھا تھا۔

میں بھی اس کے جواب میں کہا کہ اس نے اسے دیکھا تھا۔ اس نے اسے دیکھا تھا۔ اس نے اسے دیکھا تھا۔

چوڑے کا وہ بدی بڑا ہے۔ "بگڑا اس نے ایک چکا اٹھا کر زمین پر پھیر دیا لگانا شروع کر دی اور
 کسی سوچ میں نہ رہا۔ اس بھی لوگ سے کیا پوچھنا؟ ہم وہ لوگ تھے آپ کے پاس آج اس
 کے۔ لکھا آپ لوگ جھگڑ گئے۔ "وہ کچھ سوچتے ہوئے اُٹھ کر ابھرا۔ "اے بی بی اب میں چلا
 ہوں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میں آکر دوبارہ ایک دو گھر لوں گا آج سے۔"
 برچاں نے کسی تاثر سے بغیر ثبات میں سر ہلایا۔ غلام غفل اپنا صحرا لٹاے نکلیں

حرف پل ج ۱۱

غلام غفل کے ہمراہ اس کے چکا اٹھا پل چلا گیا۔ پھر وہ پھر سے جیتے جیتے سے رات
 میں گھر میں چھار پوس اور چھانڈی مار رہی تھی۔ بہت گھٹ گئی۔ انہیں ہنسن اور ہنسنے لگا۔ وہاں
 رہا وہاں سے اپنے سے چھوٹے بچے کی۔ تمنا گھر اس کی اس بھولے کی ہنسی میں دیکھ کر ہنسی
 فرشتے میں رات میں غلام غفل نے پچھلے پکڑی خروار میں دیکھ کر اس کا ہمال غلام غفل
 برچاں کے ساتھ بھتی، بڑی میں ہاتھ دے لگا۔ باہر سے کی ٹھنڈی ہوا لایا اور چارے وہاں لانا
 سے بھی ہونے لگی۔ عمو بڑے مطابق گھلنے، جھیر ہو۔ کی جہاں کی صحت بھی جب کہ چہل
 کا دنا خاکہ زمین ہوا اس تھا اور اس سے بڑے ہی فطرت سے کس بھی۔ مگر آج بھلا۔ جہاں سے بھی
 رہا وہاں۔ غلام غفل ایک ایک دل بہت بڑی فطرت پکڑ کر ڈیوہ پائی اور چوڑے کی چھوڑاں کے
 ہاٹنے پہلے ایک دوسرے کے ساتھ چھوٹی چھوٹی باتوں میں ہاتھ دوں کر۔ بے تحاشے سے۔
 غلام غفل کو دیکھا

"مگر آج یہ کیا لائے ہو؟" اس نے آواز میں حسرت اور خوف سے۔ وہ بھلی و بھیتے
 ہوئے دیکھ کر رتی تھی۔ اس سے خیال میں بدلتی تھی۔ غلام غفل اٹھ کے بے پناہ
 "مچھل" غلام غفل سے جیتے ہوئے جواب دیا۔

مچھلی "آرہو کی سے حسرت سے چہ چہ" مچھلی تو بھول رہی ہے اس سے۔ "لو چہ
 قہر لگا ہوا ہے۔"

"مچھلیوں کی کئی سمیں ہوتی ہیں، مگر اس سے بھی بڑی ہیں۔ خدا اس کی اس کی چھل
 پر سے دیکھ میں پسند کی جاتی ہے۔ یہاں جوان میدان میں داخل ہوئی رہا ہے۔" اس سے پانی
 ابھی تک غلط رہا صاف اور حسرت مل رہی ہے اور اس سے بڑے مچھلی خوش رہا لگا اور صحت مل رہی ہے۔"
 برچاں نے بات کا سچے ہوئے دیوانہ کو سمجھا دیا۔

"مگر تو پچھلی کے اس سے کیا ایسے ہوا ہے سوچے اور نکالتے ہو۔" تو لڑکے ہنستے



”سو گرتے رہے اور بوجھل خاموشی کے ساتھ اُسے دیکھا رہا۔ دیوی جب روپا کی بوجھل اُسے روتے ہوئے دیکھ چکا تو دیوی نے کسی تاثر سے مالی چہرے کے ساتھ اُس کی طرف دیکھا اور وہ بوجھل کے چہرے کی شدت کی تاب نہ لائی۔

”میں تیار ہوں۔“ دیوی کی آواز میں ایک کچکی تھی جسے وہ اپنی بات ختم کر چکی ہو۔ بوجھل نے بھی سانس خارج کرنے کے انداز میں ہونٹ سکڑے لیکن کوئی آواز نہیں نکالی۔ مدام بخش ایک طرف کھڑا یہ سب دیکھ رہا تھا۔ اُسے یہ لوگ جیسے لگتے تھے لیکن اُسے ان میں کچھ ایسا بھی نظر نہ آتا جسے وہ شناخت نہیں کر سکتا تھا۔ وہ جان چکا تھا کہ دیوی اپنے ہی اندر خوش رہنے والی ایک عورت ہے، آج اُسے اُس کا اس طرح پھوٹ کر دونا کچھ عجیب سا لگا۔ وہ آگے بڑھ کر اُسے چپ کرنا چاہتا تھا لیکن بوجھل کی خاموشی نظر کے بھارے اُس کے پاؤں اٹھنے نہ دیے۔

”سہارے آؤ!“ بوجھل کی سرگوشی پوس کی راتوں کی ہے رحم شعلہ میں ڈوبی ہوئی تھی۔ مدام بخش کو ایک تھوڑے سا ترپا رہنے محسوس ہوئی۔ وہ خوف زدہ سا بوجھل کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ ”کل اپنے کسی عالم کو روک رہے تھے ہم نے تمہارے دھرم میں داخل ہونا ہے“ مدام بخش کو بوجھل کے ساتھ تعلق بھانسنے ہوئے کافی دن ہو گئے تھے، اُسے بوجھل میں ہمیشہ ایک متعجب شخص نظر آیا جو ہر کوئی ہی غلطی کی وجہ جاننے کی کوشش کرتا اور پھر دور کر دیتا، اُس کی آواز میں ایک ٹھہرے اور مضامین ہونے کے باوجود ایسی نئی بھی ہوتی جو اپنے کبے ہوئے پر عمل درآمد کر دیتی لیکن آج اُسے بوجھل کی سرگوشی سے ایک خوف محسوس ہوا۔ وہ ہنسی بستی محسوس کر چکا تھا۔ پچھلے دنوں وہ وہاں کے کنارے سے، جہاں آبادی کم تھی، کئی مرتبہ گھرواؤں جانے ہوئے دیر بھی ہو جاتی۔ اُن راتوں میں اُسے جھڑپوں میں سے گزرتے ہوئے کبھی کبھار بھیسر ساپ کی پچھے سرسراہٹ اور پھر شوکر ستان دیتی۔ وہی شوکر وہ آج بوجھل کی آواز میں محسوس کرنا تھا اور اُس کے سامنے کھڑا خوب سے کاہتا تھا۔ اُس کا دماغ فوری طور پر حالی ہو گیا۔ اندھیرا ہوتی شام میں اُس سے ہمارے کے لیے دیوی کی طرف دیکھ لیکن وہ گھٹنوں میں سر دیے اپنی ہی سوچوں میں گم تھی۔ وہ کچھ دیر اسی طرح خوں ذہن کھڑا رہا، پھر بوجھل کی بات اُس کے ذہن میں اپنا رستہ بنائے لگی۔ اُس کے جسم میں ایک خاموشی کی کچکی دوڑ گئی، وہ خوش بھی تھا اور خوف زدہ بھی۔ اس نے پانچوں کے انوں میں بیاس میں اٹھ رہے بہہ کرتے دیکھے تھے جو کنارے لگے پرکھی گھٹنے بہہ سدا پڑے رہتے اور جب کوئی

ایک سالہ شہزادہ کی مرضی سے وہاں کے حکم سے اس نے اپنے گھر کو آکر رہنے کا ارادہ کیا۔

جس وقت میں یہ تھا۔

”میں نے سوچا کہ میں اسے لکھ دوں گا، مگر اس نے کہا کہ میں اسے لکھ دوں گا۔“
 ”میں نے سوچا کہ میں اسے لکھ دوں گا، مگر اس نے کہا کہ میں اسے لکھ دوں گا۔“
 ”میں نے سوچا کہ میں اسے لکھ دوں گا، مگر اس نے کہا کہ میں اسے لکھ دوں گا۔“
 ”میں نے سوچا کہ میں اسے لکھ دوں گا، مگر اس نے کہا کہ میں اسے لکھ دوں گا۔“

عاصمہ کو ان کنٹریں میں پہلے پہلے بہت دکانیں تھیں۔ وہاں ایک زمانہ گزرتا تھا جس میں اس کی ادب سے اس کی صحبت و محبت ہو گئی تھی۔ وہاں سے اس نے اپنے لیے ایک نئے گھر کے لیے ایک بڑی محنت کی تھی جو اسے بڑا چاہتا تھا۔ یہ ایک لمبی سانس کی اور بھاری گھر تھا جسے اس نے اپنی کنٹری میں اپنے لیے بنایا تھا۔ وہاں اس کی آواز اس کی صحبت سے نکلتی تھی۔

”عاصمہ! سوچا کرتا تھا کہ میں اس کی صحبت سے کیا کرے گا۔“

کہا۔ وہ بھلائی اوقات بڑا خوش تھا جس کی وجہ سے اس نے

”پھر بھی کاروبار چاہیے تھا۔“ دوسرے ”ابھی تک“ کی تھی۔
 ”ابھی تک“ کی۔“ محمود دے بیٹا پر ہنس کر دے
 ”محمود! اس بیرونی نے بے نیہرہ ایک لمبے عرصے تک حفاظت کی۔ میں لکھ رہا
 تھا کہ ایک جنگ میں ترخوار کون تھی۔ ایک تھرا اور اس کے اندر میں اور جریو تو۔ جوں۔ مجھے
 کسی قسم کا خوف نہیں تھا۔ میں اتنی ہی محفوظ تھی جتنی کہ یہ ہوں۔ راجہ ہوں۔ ہاگے ہوئے
 تھے۔ مجھے یہ بھی نہیں ہوا تھا کہ وہیں بھی نہ کہیں۔“ (فون رولوں کو پڑھ کر کب شکرانہ دےں
 ؟) گویا میں نے اسے دیا۔“ مجھے یہ بھی ہوا تھا کہ مجھ کو ایک نئے والا تک اس وقت پہنچے جب یہ

[illegible]

دائے بوجھ اور اس کے سرے کی گوندی طالع نہیں تھی۔ کوئلے کیسا بھی بے سارا، ان مگر کے ایک کوئے جی بھٹی رختہ۔ دوسرا اس کی اور اک کا آقا علی سے جابلہ تھی۔ سبھا ہار تو نہیں تھی

”نیکوئیوں کو اختیار ملے اور بھوکے شایان“
کی طرف اشارہ کیا۔ ”جہنم آ کر آ“
والہ کے ”...“ کا پتہ نہ رہا۔
”میری ذمہ داری ہے“

کہا یہاں لکھی "مختصر سیرت" ہے۔

گدہ جانور کے قتل سے بچنا اور بچانے والے کو سزا دینا۔

”بی بی! اگر بتائیں کہ ہم سے قاتلوں نے کیا کیا ہے تو یہ بھی سنا ہے
 کہ انہوں نے اس سے شرا بہت چھنی تھی۔ ایک دن اس کو سڑک پر لے جایا گیا وہ مجھ سے مل گیا۔
 میں شرا بہت نہیں اٹھا سکتا اور اس کے ساتھ ساتھ وہ اس کے پاس سے اس کے پاس
 ساتھ ہی گھولتا۔ پھر میں اس کے پاس چل بھی گئی۔ وہ میری ستر پر بیٹھا وہ کلمہ تلاوت
 کرتے ہیں۔ ہم قتل کے پاس پہنچے۔ پھر اس کے ساتھ ہی گھولتا۔ پھر اس کے
 ساتھ ہی چھپا ہے۔ کافرانہ وہ نہیں کیا۔ کہ جس کے سب سے اس کے ساتھ ہی چھپا ہے۔
 یہ تو ہی تھی۔“

راہوں کو ایک دوسرے سے کی بات پڑا دیتی تھی۔ وہ عام طور سے جو ہے اسی کے درمیان میں کوئی بات نہیں ہوتی، شکر اللہ کے پاس جا کر جو یہ گوارہ دیا کہ یہ بھی عزت نہیں ہے اس کی طرح گل چھوٹی تھی، اہل عزت بھی کہہ جا سکتا تھا۔ شکر اللہ اس کے ٹوکے تک حکیمانہ اور جب کی شنوار کا آواز نہ بڑھتا تھا تو اسے چاہتا تھا کہ گھر آؤا یا چھوڑ دینا ادا کرنے کے ساتھ درختوں پر ادا بھی تھا۔ وہ شنوار نہیں تھا، بچہ آپ کو اترام سے گھسیٹ کر کوئی بچہ ہے۔ اے آپ کی جھکی کا انداز میں رہنا دے سے بھی جو کہ گھر نہیں اور تنگ پناہ سے کی جگہ کرتا اور تیرا، نا اہل اس قدر دور دور تھا تھا کہ وہاں ملاقات کی تہذیبی رویے کے مطابق آنا ہوئے۔

ماڈرن بچوں کی آوازوں میں صدا ہوتا ہے۔ خدا۔ مگر اسے سمجھیں یہ آواز
 مائیں؟ اگر آپ کو یہ کیا حق کا پسوں ایک جھوٹی صدا ہے مگر میں کہہ دوں گا کہ اس کی طرح
 بھرتے رہے ہوں گے۔ یہ ہے شہر خود، یہی باتوں میں ایک کھلے شہر ہے اور یہی ان لوگوں کا

اوس دن سے جسے اور مجھے یقین تو کہ ابھی ۱۰ تا ۱۲ سال تک ہے ، بابو سے یہی سی
سازش تھی۔ "اب تو بچہ کاموں کے جاگیردار مگر "گیا ہوا۔ اور مگر اس کے چہرہ پر
ایک بڑا سردی کا شکار تھا۔ "میں" بابو نے سرگوشی کیا۔ "میں نے چلتے چلتے
گئی۔ سب کچھ کیا کروا دیا تھا۔ تیرے بڑے ہیں۔" ابھی اس طرح غلطی ہے۔"
جنتی و جیدہ ایک دوسرا ہو گیا۔ ابھی کے ابھی کے ساتھ سر کی تلواریں کیا بات کہیں
تھی۔ "میں کہ اپنی دوسری سے گئی تھی۔" میں نے بوجھ سے بھی یہی کہا تھا کہ "میں تو
ساتھ رہا۔" کھسے کے گاؤں میں تین دنوں کے بعد واپس آئے۔

[illegible]

”کب سے کفر ہے؟“ وہ پوچھا۔ ”دلیلوں سے“۔ یہ پوچھا۔ ”عام طور پر وہ شکرانہ کے ماتور اور بڑے بڑے شمس ہیں، کہہ کر آتی تھی۔“

"اے اتم کیوں اتنی قسمیں کھڑے رہے صاحب جنگوں کے ہوئے۔" انا بھی اٹھ کر
 فرسکی کمرے سے ساتھ ایک اقامت تین دشمنوں کے سامنے لڑا، شروں کر دیے۔ میں جانتا تھا کہ میں جنگوں پر
 نہیں چھوڑا جاؤں گا۔ "شکر اللہ" نے میرے کمرے کے میں رہا۔

تیس۔ راجہ کے لئے جو اس پر "ہر کوئی جھگڑا نہیں جاتا" *

اے صاحب! گلے تلے۔ اُمید ہے۔

عجب تو! ہمارے تھے، اب نہیں ہوتے۔" زابوئی اور عیسیٰ ابھی تک جھگڑتے تھے۔

۱۰۔ کیا آپ سمجھ جاتے ہیں؟^{۱۱} ششکلیاں تو تصویر کا اجزائیں ہیں جو کیا تھیں۔

میں نے اسے دیکھا تھا۔

مگر اللہ نے، میں ان کو کیا نصیحتیں کر دیاں تھیں مگر وہ ان کی منہ سے وہ نصیحتاں جاری

”خیر سے متواری کے؟ ہاں میں ضرور ہوں“ اسے صرف کشتہ کی گھونٹوں کی حرکت
 مرد کو روکنے کی کوشش نہ کی۔ رشتہ رشتہ بنا رہا ہے۔ اسے تم سے ملنا چاہیے۔
 ”جی ہاں صاحب“ شکر اللہ ہے جو ملے پر نظر نہ لگے ہوئی تھی۔
 ”مگر یہ سن کا پتہ لگا رہا ہے؟“
 ”نہیں؟“

”روزہ مار کر ہر شخص فعل کے ایک ایک پہنچنے کا چاہتا ہے۔“
 ”اس کا قصہ ہے؟ اور اصل میں وہ کب تک چلی ہوگی؟“
 ”ہاں۔“ شکر اللہ سے جواب دیا۔ اس کے اندر اصل کا پتہ لگانے کی خواہش ایک دم جاگ
 اٹھی، مگر میں مدد میں چپکے کھل کر رہی۔
 ”نہیں؟ تمہاری ہر جگہ حاضر و خدو ہے۔ تم دن میں چھٹی صبح تک نہ چھوڑتی کا پتہ
 لگا کر جا کر رہا کر رہا کرو۔ وہ اس کے سامنے کھڑا ہوا اور گرائی میں کمر باندھ کر رہا۔ شکر اللہ
 گھوڑوں پر خدو رہا۔ اس کے سامنے بے متابی دیکھی گھوڑی لہو سے لے کر سر تک۔
 ”مگر میں اندر ہوں۔“
 ”ہاں؟“ ”وہ اس کے سامنے ہوا۔ اس نے دیکھی اندر صحت ہوا۔ اس نے شکر اللہ کو دیکھا۔“
 ”جب تک کہ اس کے سامنے چلی گئی۔“

”مگر میرے سامنے چلنا اور جب گھوڑی میں آجائیں تو میرے سامنے چلنے کا سامنے چلی
 کرنا۔ میں نے چھوٹی سرکاری جہاز سے ملنے سے ملایا کرتا ہے۔“ اس کے سامنے چلنے کا سامنے
 ”یہ کہہ رہا ہے۔“
 ”یہ جب گھنٹے کے سامنے دالے کرے کی دھواں میں رکھنے کے لیے دیا کہہ کر آئی تھی
 دالے بچہ چلی آگے۔“

”دیکھی گھوڑی اندر صحت ہوا۔ اس نے دیکھی اندر صحت ہوا۔ اس نے شکر اللہ کو دیکھا۔“
 ”یہ کہہ رہا ہے۔“
 ”یہ جب گھنٹے کے سامنے دالے کرے کی دھواں میں رکھنے کے لیے دیا کہہ کر آئی تھی
 دالے بچہ چلی آگے۔“

”میں گئی اسے حق سوار کریں گا۔“ شکر اللہ نے چپ سے جانتا رہا
 ”معاذتِ مہدی سے کہا اور اس کے پیچھے گھر سے دہری کی طرف چل پڑا
 ”تم قحطی کے سامنے ظہیر میں لڑو اور دھواں لگا کر آؤ۔“
 ”وہ دھواں آئے کیا؟“

”وہ اس کے سامنے چلے جاتے ہیں اور گھر میں چلے جاتے ہیں۔ وہ
 لگا دھواں میں لڑو اور دھواں لگا کر آؤ۔“

”یہ کہہ رہا ہے۔“
 ”یہ جب گھنٹے کے سامنے دالے کرے کی دھواں میں رکھنے کے لیے دیا کہہ کر آئی تھی
 دالے بچہ چلی آگے۔“

اسی نے سوچی کہ چکر لگا کر عام لوگوں کے پہلی چھوڑی چکر پائی، جو چھوٹی میں سہا
 تھا جان گی۔ وہ لوگوں کے ہاتھ سے پہلے ہی سرور و است کے طے میں باہر نکل گیا تھا اور پھر
 یہاں سے اسی شخص کا: سے اپنا تک دووں بھانجی کا ایک ہی کویت کے ماتھر ہٹا دیا گیا۔
 اور یہ نے کمر لیں کا چکر لگا، صوفی کمر لیں خالی کر کے مطمئن کی نکالی میں
 معصومہ سے۔ اسی سے چاروں دیوں کو ماں باوی پاؤں کا خور سے اٹھایا، ان کی کو کھڑکی اور کی
 تھیں اور سے دوسرا دن کام کر کے بے چارے گئے۔ اسے چکر لگاتے دیکھ کر وہاں بچے وادی
 مجھوں میں سے وہ بھیسیں اٹھ گئیں اور وہاں لگوے کی سکون عقی عدت کے انتظار میں رہنے
 گلوں کے گرد چکر لگاتے تھیں۔ اسی نے دیکھا کہ اس کے جانے اور کو کھالتریب اور وہ دور
 پانے سے لگے ہوئے تھے ہلے سے سوچا کہ ایک دشمن وار کے لیے اسی سے یاد اور
 سکون ملنے پر یہاں تک ہے کہ اس کی بھیسیں اور نکل رہے ہوں کی وجہ سے وہ وہ سب اور اس
 چلانے کے لیے رہتے ہیں۔

شکرانہ جب "یا تو رانے مطمئن رہا سوچی کے اور سہاں میں اس کی واپسی کے انتظار
 میں آتا تھا۔

"بلویم چلے ہیں وہ ہمیں وہاں مل جائیں گے۔ کوسے جس سے نکلے ہوئے کہ۔
 "اوم کر شکل سے دگاؤ۔"

"تھک جاتا ہے۔ حرج کو چکاتے ہوئے تو اتنا مسئلہ نہیں ہوا ہوگا۔" تانے سے پوچھا
 "بھلے وہ پہلی آواز ہی اس پر بیٹھا تھا۔" تھک کر اس کی لڑ پھر رہی ہو گئی ہے۔"

شکرانہ کی آواز میں صلابت تھی۔

"تاناے ایک طرح کے کی ہیں۔ بھتی راوی کا اور شرفی نہیں رکھتے۔ میں مجا آنا سے
 دیکھ رہی ہوں اور کہوں میں سمجھا کر کے کہیں باہر نکلے ہیں۔ اور عزت ہیں۔" تانے تھوڑا سا
 جبراً سے پھر پھکی پکڑنے اس وقت نکل جاتے ہیں جب وہ جاگی ہوئی نہیں ہو سکتی۔"

مانے آگے چلے جا رہا تھا اور شکرانہ اس کے پیچھے چلے ہوئے بار بار اس کی کچ رہا
 تھا۔ بچے کی طرح وہ جراتور تھا۔ ستارے ان کی کم ہونا ضرور نہیں ہوئے تھے لیکن ان کا جان پہچانے
 نکل ہی جا رہا تھا۔ جیسے جیسے وہ مسکوں ہو رہی تھی۔

ان کی ملک ہے ہی، شکرانہ نے کہا۔ "میں نے اس سے یہ سنا ہے۔ شکرانہ نے کہا۔ وہ اس سے
 پہلے اس سے پوچھا۔ "یکے کوں سمجھوں اس پر کیا پڑتا ہے۔" وہ نے کہا۔
 "یہاں کوں سے؟" شکرانہ نے شکرانہ سے پوچھا۔ "وہ نے کہا۔
 شکرانہ نے کہا۔ "وہ نے کہا۔"

مجھے سکون اور ہے۔ وہ چلا بہت سے جیسے ہیں وہاں ہی کھڑی ہیں۔ ان کا
 کرتے رہے تھے اور تو، ان کے بعد کی کسی کتا۔ وہ نے کہا۔ "وہ نے کہا۔
 میں سے نکل رہی ہو، تھر کھولے آگے تو نا رہی رہی رہے۔ اس کا مطلب ہے۔ اپنی دور میں
 جب کہ کسی کی طرح یہ بھی ہو جاتا ہے۔ کچھ ہی آئے کے بعد میں نے خد تہا جان ہے چرچہ کی
 چل جاتی ہے۔ اس صورت میں کوئی اور جگہ نہ ملے۔ اس سے یہ کہہ کر "تاناے
 دیکھا اور درگزر نظر ڈالیں۔" وہ نے بھی حریف سے بگڑے تھے۔
 "آپ کو کیسے پتا چار؟" شکرانہ نے اس سے پوچھا۔

جب ہم نے چکر لگنا ہی آواز دہی کو وہاں میں تھیں۔ یہ تھا "یہ سہا
 اور ایک دور جب لوگ کر میں سے دیکھ کر آتا ہے جس کی روشنی کی، کہہ بھی سنا نہیں آتا
 اور جب وہ سنے کے پھر کان لگاتے تو اس کو ایک روشنی کی تھی اور جب اس روشنی کی توجہ کی
 تو وہوں کے لشکر و سلا سے اب سوا "وہ" گئے تھکاتے رہے اس وقت اس اور وہی
 وہ کے بعد اس کی طرف سے گئے تھک کر رہے کی طرف وہاں

"پہلے سنا لی وہاں لشکر و سلا نے بھی گئے تھے۔" شکرانہ کی آواز میں خوشی تھی۔
 "میں جب کوئی تھوڑا کھڑا رہا تو وہاں سے جا کر تھے مطمئن وقت اپنی
 دھک خٹے تھے یہ ہمہ بین پر لگنا لگتے۔"

"وہ کیوں؟"

"آواز تو آ رہی ہوئی تھی لیکن اس کا کچھ پتا نہ تھا۔ اس نے کہا۔ "میں کان لگاتے ہی وہ
 ہی واضح ہو جاتی۔ سمجھ رہا ہوں کہ وہاں سے اس کو کہیں بھی کھڑی کی نہیں
 کوئی چرچہ۔ بچے و اس کی طرح لگتی ہیں جب کہ نکل کر وہاں سے کھڑے ہو رہے۔ یہ وہی طرح کی
 کہہ کر ہی کہیں۔"

روشنی سے اس طرح کی تھی اور تو اس کی آواز میں "میں بھی نہیں، کبھی بھی پانوں کی

قہار بھی آجاتی۔ دروہ جہاں انکسے تھے وہاں میں صاف کہہ دیا کہ کسی کی قسمی لاوار۔ ایک کسی کی سرکرت کی گئی جہاں وہاں۔ مجھ سے چوہا لکھو اور کر چھپے ہوئے تھے شکر اللہ سطر کے عرس کہ نہ تھیں وہ اپنے اندر جب تھے جاوہر خدا ہے ایسے باب پر ملک بھی کہ ہما کا میں ہے کہس طرح جنگوں اور سرکرت میں گولہ کی بجائے پادروندگی گزرونی تھی۔ ۱۲ ہواؤں کا صوفی نام میں کے اندر اور میری دہلی کہتے تھے اسے کہہ دیا کہ فانی ہا:

”وہی حکیم بنے لڑتے رہے ہیں۔ پھر اسے راجہ جگر دیا، شہنشاہ بن گیا۔
 قہر بازار چلا، جہاندار کو بکس لگی بھگت مر گئے۔“

قہری کے مجھ سے جو وعدہ بنے کہ وہ اپنی ملک کی ذیلی رنجی خفیہ اس کی تباہی میرے لئے ہے وہ
مجھ سے کہتا تھا میرے لئے وہ کوہاں حشر کئے گی۔ جازت نکال دی ہوگی تھی، اسے صرف
کھانے کے لئے رشتہ برقرار تالیف ہو کر تھا جاتے ہوئے وہ اپنی سے چاہتا۔

”شام ہے پہلے ہم بے چارے کی اپنی بھولاریاں کر لیں جاتا ہے، چند روز گزرے کہ تھوڑے سا چائے کے گرم شراب کرنے سے پہلے یہ کچھ پیو، میرا دل بہاؤں گا۔“ تیرے نے سمجھو لو کہ یہ کہہ کر دوں گی راجی۔ ”مہر دے، مہر دے کہ شراب پیتے ہوئے جواب دو۔“
میرے چل گئی تھی، میرا دل اٹھ کر مال کی گلیاں بک چکا تھا کہ جو کلام کے شراب کو کہے کہ شام تھا۔ وہ زمیں کے اسی بگڑے کو اپنے نام کر دے۔ کے بعد اس نے غم گم ٹکا تا چہ ہوا تھا اسی بے امر کی کوشش بھی کرے۔ یہ جتنا اچھا ہے کہ کہتا ہے۔

فکر اندیشہ ہے آپ کا ایم ایم جی ایم۔

میں نے ان کو یہ بھی بتا دیا کہ ان کے پاس ایک اور بھائی ہے۔

”میں نے یہاں کوئی نکتہ دے کر جاننا نہیں چاہتا تھا۔ میں نے صرف یہی کہنا چاہا تھا کہ اگرچہ ہم نے ایک دوسرے کی بات سمجھ لی ہے، مگر ابھی تک اس کا کام نہیں ہو سکا۔“

پیشتر جملہ "مختصر لکھنے والے ایک جہان کے ساتھ کہہ

۱۰- ایسی ہی طرح، "شکرا" کے الفاظ کو صرف دہرائیں۔

[illegible]

اور اگر وہ حالات خشک نظر آئے، تو ہمارا ہی اہم دھنسنے کے لیے ہے۔ خشک والی فصل اگائی کہہ دی ہے کہ یہ پانی کا یہ بوجھ ہے۔ تم اگل کر۔ کہو ہیں۔ ان کے زور جو مٹس میں ہوئی، سو۔ کہ یہاں سے اس کے کہہ جانی کے ساتھ خاموش ہو گئی۔

[illegible]

بہت کہنے سو فائدہ آئے جس کی دلاور دہک دھوم تھی لاوار لہک سے کھینچے آئے۔ بچہ چاہے کے
 خلاوت کی کہو یہ سلوم جس قوم کی اس محنتی اور فائدہ آور جہتیم کا سالہا بہت جھوٹا لہر گزرتا تھا جس کے منبع ملک

”کونڈی کے چودھری مجربخش کا چنے علاقے میں نام ہے۔“

”میں نے سنا ہوا ہے۔“ کرسے نے ہلکی مرتبہ جواب دیا

”اُن کا رشتہ ہے۔“

”تم رات یہاں رہو۔“

اُس شام بوجہ مل دریا کی طرف جانے کے بجائے سیدھا گھر گیا۔ رابعہ اب بھاری ہو گئی تھی اور وہ سارا دن جھلائی کے سامنے بیٹھی رہتی، اُس کی نظر بھی کنزور ہو گئی تھی۔ گھر کا کام میو حور تیں کر چائیں اور اُن کی ایک لڑکی سورج غروب ہوئے تک رابعہ کے پاس ہوتی اور پھر کوئی صورت آجاتی جو لڑکی کے گھر جانے کا وقت ہوتا تھا، یہی وقت بوجہ مل کے گھر آنے کا بھی تھا۔ ابھی لڑکی گھر ہی تھی۔

”پتری ماتم جاؤ دراپنی چاہی کو بھیجو۔“ بوجہ مل نے لڑکی سے کہا

”جلدی آگئے خیریت ہے؟“ رابعہ نے پریشانی سے پوچھا کیوں کہ بوجہ مل اسے

معمول کو توڑنے میں یقین نہیں رکھتا تھا۔

”کونڈی کے چودھری مجربخش کے گھر سے رشتہ آیا ہے۔“

”نام سنا ہوا ہے؟“

”ہاں، لیکن ہم سے بھونٹا چودھری ہے۔“ بوجہ مل نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے

کہا۔ اُس کی پہلے سے کوشش تھی کہ علاقے میں اُس سے بڑا کوئی چودھری نہ ہو۔

”سو چوست۔“ رابعہ نے رائے دی۔

”میں نے ساری عمر اپنی مرضی کی ہے۔ دانائی یہی ہے کہ یہاں تمھاری مرضی کے

مطابق چلوں۔ ہاں کروں؟“

رابعہ تھوڑا جھنجکی۔ ”کرو۔“ بھر وہ حد سے کہہ گئی۔

”جراؤمی رشتہ لایا ہے اسے کچھ دینا بھی ہے۔“

”ایک کئی دے دینا۔“

بھر دونوں کچھ دیر کے لیے خاموش ہو گئے۔

”ہمیں یہ شہسہ آیا ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ ہمارا حرم آج تبدیل ہوا ہے۔“

بوجہ مل نے کوئی جواب نہیں دیا۔

تھیں اور لے لگے وہیں سے ملنے والی بے نیاز میں اپنی چھائی نکالی۔ وہ بچے
 کھولے پر سوار ہو کر گھر، ایک کے وہاں لگا رہا تھا۔ اس کا اندر بھلا وہ نہیں سمجھتی اور اپنی طرف مڑتی نہیں۔
 گھر والے کو ایک دن پہلے اس کے آنے کی اطلاع ہو گئی تھی اور وہ تحصیل دار کے آگے رخصت تھا۔ وہ
 جانتا تھا کہ تحصیل دار بے سحر ہجیر سے شک کیا ہو گا۔ لڑکے سے اس کے تہہ کے سے گھر
 میں ہڑنگا رہا تھا۔ وہاں قادیان سے ملے گھر تحصیل دار سے ملے ہوئے تھا۔ ایک سے ملے تھا
 ششکوں میں ٹھہرا ہوا تھا اور ان کا کھانا بھی وہاں پہنچا تھا۔ تحصیل دار کے پیام کے لوگوں میں لگاؤں
 کی روٹی کی احتجاج ہوتا۔ تحصیل کی پھانسی کے وہاں تھیں کی تھیں اور گھر کے وہاں میں ہر گھر کی
 زنجیر سے کوئی ہائی جس میں منادی بھی شامل تھی۔ ہڑ سے سوار ہو کر وہاں پہنچا تھا۔ وہاں کوئی
 کے سر پہ وہاں میں ہی ہوتے ہوئے تھے، ان کے ہاں ہندو گاہ اور تحصیل دار کے سامنے کر کے ہے
 آنے والے ستر لکے والی بوجوں پہنچے ہوئے تھے۔ وہاں ہر جگہ لوگوں سے کہا کہ
 ہر جگہ اس دن گاؤں کی گھر سے پہنچا ہوا ہو، ایک کے گھر پہنچے تھے تاکہ ہندوؤں کی
 حاضر کیا کہیں کہ وہاں سے گھر، ایک تھیں کہ تاکہ تحصیل دار کے سامنے تھیں ہوئے رہے
 سے ملے والے گھر کے لیے گھر سے ملے۔ ہاں سارا ان کی کے وہاں سے ہر جگہ رہتی تھیں لوگ
 وہاں کی نظر تھی کہ ہر جگہ پہنچے تھے۔ وہاں سے تھے گھر، ایک گھر میں ہر جگہ کہ ہر جگہ گھر
 کے اس نوادہ تھے وہاں کی طرح ہے۔ یہ تھیں گھر سے ہر جگہ کا تھا بھی تک وہ تھے۔

تھیں دار کا اپنی جگہ کا کسی اور گاہ میں رہا کہیں کہ ہر جگہ ہر جگہ ایک کے گھر
 اس کے مراسم کی طرح ہے تھے اور اس سے ہر جگہ، ایک کی ہر جگہ کو تھیں
 ہر جگہ سے خوشی ہوتی تھیں اور لوگوں کی ان کی ہر جگہ۔ ایک وہاں سے ہر جگہ سے ہر جگہ
 کہ ہر جگہ کی رہا تھیں کوئی ہر جگہ کہ ہر جگہ ہر جگہ ہر جگہ کہ ہر جگہ



”جوان! حقیقتاً تو اسے؟“ تحصیل ہو رہے اپنی کمرک وائرڈ میں پلچھو۔
 ”جی نہیں بہ اطلاع کا حامل ہے۔“ اس اس اوکی نے حوالہ کے ساتھ جواب دیا۔ تحصیل دار
 قہقہہ لگا، اس نے پھر اطلاع کے ہاں بیٹھ گیا
 ”تھوڑا کیا ہے؟“
 ”ریم ٹرن!“

”کیوں کہ میں نے اسے سزا“
 ”اے دیو چیل کا“ ریم بخش نے جواب دیا اس سے حقارتاً وہ سر کر کے ادا کر دے
 تو یہ اس کا کھڑا طرزِ کار ہو گیا۔ فیصلہ دیا کہ وہ اسے دس چھٹی کے ساتھ دیکھتا رہا۔ اُسے سب کچھ بخش دیا
 حکایت میں ادا ہوا کہ اس کی دیکھ کر وہ غوراً غوراً دیکھتا رہا۔ اُسے سب کچھ بخش دیا کہ

۱۔ ہم غلہ کے لئے فصل کاٹا، عرب، بلوچ، گجر، گھڑہ، خیر، ایسے گا
 بھی تھے جسے روپے چھٹا پانچواں کہہ سکتے ہیں، ان کو چھوڑ
 دیا۔ یہ سب کے سب گھاس آ، دیکھو! سب کے علاقے جو یہ ہے۔

تھا۔ تفصیل دار کیا آواز میں تجسّس تھا۔

”آپ سچا گویا ہے، ہم اس سے زیادہ سچ سے شائیں اور محبت سے چاہتا ہے۔ ہم غم غم سے دنیا کے پانی کے اوپر اُڑی طور پر دے دے گا۔“ آپ نے کسی بچے کی طرح کی سچ سچ دیکھی ہوئے رکھا ہے؟“ یہ خوشی سے گا کہ میں نکلیں، ہر لمحہ ہر لمحہ کیوں؟“، تحصیل دار آپ مجھ سے کہتا تھا۔

تا کہ پاؤں کی سگ پر ٹھننے، ان کو بکلی بڑی شکار کی سببوں کی اپنا دے دے۔
جسم بخش کی بات سے قصص اور ہر دے ماہرین کو اس سے جانی پہچانی خفیہ، سب
مشی سے کرنا۔

انہم چو دھری کہو نادار ہی جس سے تمام دنیا کی تعلیم دار ہے نہ پھر میں کہتا ہوں کہ جہاں
 مسیح ہے۔ اُسے غلامی نہیں ہے نہ جہنم کی آگ۔

”نکل جڑو حرقی نہ ہم سب سے بڑا دانا، آج۔“ ریکر خوش ہے چھائی پر غزل کے ساتھ ہانڈ رکھتے ہوئے کہہ۔

”آج کل اس قدر کیا سوچ ہے“ تفصیل دے کر پوچھا۔
 اچھی بات۔ لوگ بھلا آہستہ۔

کیوں؟ یہ تفصیل ۱۸ ویں ۲۵ واں شمارے میں ہے۔ مختصراً یہ کہنے کی! اشتیاق کرتے ہوئے

”تمس گاؤں کے رہنے والوں کو اس وجہ سے کہ جانا چاہتا ہوں۔“ چن چری نے کہا، اہم
کی۔ ب۔ ا۔ ت۔ کہ کے نظر بنی کہ کے بنی بنا۔

[illegible]

مرد مالک اس کے چوم گئے جسے وہ جیہ خدیجہوں میں سے تھا اس میں سے آتی
 وہیں ہمارے جہاں اس کی وصوفی قرار کی گئی اور اس کی اصطلاح سے حساب ہے مالک کہتے رہیں
 مالک سے اپنے آپ کو استخوان کہتے تھے کہ وہ بیٹے کی شکل میں کی ہوئی تھی کہ وہ مالک سے
 حیدر کہ ہے پر حاکم کہ جس کے جواب میں گفتگو کے لئے وہ بڑی ہوا ایک ناکس مسک رہا تھا چالی
 سے کڑی تھی کہ ہن صوفی کہے گا کہ یہ مالک وہ صوفی کے ساتھ کہتا

”وہ بڑھ چکا؟“ اس نے کہا۔ ”نہیں، اسے ابھی کچھ کھانکھنی ہے کہ تھوڑا سا عرصہ اسے کچھ تقویٰ شرب
وٹی و کافلہ میں لے کر آئی۔“ آخر یہ الفاظ سن کر وہ بھی کھل کھل کر ہنسی لگا۔ اس نے کہا کہ اب تم رات کو
وٹے سے سو کر اٹھو، تمہارے دوستوں کے لیے وہاں سے دو چار غصیلوں میں مال کی سوزل جائے گی، سو جئے

اگرچہ مسعود نے اپنے دل میں یہ سوچا تھا کہ شاید اس شخص کو قتل
 کیا جائے جو پہلے کا ایک ملحد اور کافر تھا، اس شخص کو قتل کر دینا اس کے لیے
 سب سے بہتر اور صحیح کام تھا۔ لیکن اسے ایک بے ناموں جنم جو اس کے سامنے
 دے دے گا۔ اس شخص سے بے شک کچھ نہیں ہے، اس کے لیے اس شخص کو قتل کر دینا
 اور اس کے لیے اس شخص کو قتل کر دینا، اس کے لیے اس شخص کو قتل کر دینا
 نہیں ہوگا۔ اس کے لیے اس شخص کو قتل کر دینا، اس کے لیے اس شخص کو قتل کر دینا
 جو اس کے لیے اس شخص کو قتل کر دینا، اس کے لیے اس شخص کو قتل کر دینا

[illegible]

0.5000 0.5000

تپ کے بہن چھوٹے کا لہجہ اور لڑائی پکڑا اس کا پیٹنا مل گیا تھا۔
 محمد، لک کے بیٹوں تھے۔ کنگڑا کا بیٹا، جلدی آجاتا ہے، چپن ہے، اور اس کا اشتہار کرے
 گا۔ وہ تھوڑی عمر کا لڑکا تھا کہ کنگڑا کبھی اپنی کسی خبروں کا پتہ نہ دے، لڑکا، کنگڑوں سمیت ہی
 رہتا تھا، لیکن وہ بھی اشتہار سے ایک طرح کا تجسس اور حاشیہ بندی کی کنگڑے سے اس کا اشتہار
 کرے گا، اکیس سال کی عمر کے تھے، کنگڑے سے کنگڑے کے لئے کہ حاشیہ بندی کی
 دیر سے وہ ایک اشتہار اور لکھا تھا، اس کی شکل دیکھائی جا رہی تھی، خبروں پر چڑھتے
 ہوئے دیکر چاروں پر چڑھ گیا، اشتہار اور وقت تھا اور اس وقت کو لکھا تھا، لک دیکھا تھا، لکھا کہ

میں اذیت ہوگئی اور حاکم نے اصرار کیا کہ وہ اس سے پہلے، چھ دو گے معاملات سمیٹنے کے لیے انھوں نے غیر سراسر بے نیک اور جھوٹی نظر باریاں طرف مای اور چار ہل تبدیل کر کے خوراک کے پاس بیٹھ گیا۔ مگر، ک اس کی حرکات کو دیکھ کر جس کے سامنے، کچھ بار اٹھا۔

”کچھ لگا لگا لکھا ہے۔“ اس کی اس حرکت کو دیکھ کر جس کے سامنے، کچھ بار اٹھا۔

مگر۔۔۔

اور کہیں آپ بھی اس حد میں آگے بڑھنا چاہتے ہیں تو یہاں سے شروع کریں۔
 چھوڑ دیں گی کی طرح کھانا سے پہلے غسل کر لیں اور ایک صبح کا یہ دعا پڑھیں۔
 پھر جانے کا کہہ کر گھر کے اندر سے پانی کے پتے سے پانی کے پتے سے پانی کے پتے سے
 آپ کو بھرا کر دینا کہ یہ دعا پڑھیں اور پانی کے پتے سے پانی کے پتے سے پانی کے پتے سے
 پھر اب وہ کچھ بہیمانہ سادگی اور کیسی ہی سادگی ہے اب ہم مسئلہ حل ہو جائے گا۔
 وقت سے ایک ماہ پہلے شروع کرتے ہیں۔
 اولیٰ و آخری کے ساتھ ہی طرف ہونا ہونا۔
 اس کے قریب آگے لا دیا گیا۔
 پھر ایک کھانا کھا کر اس کا کھانا کھا کر اس کا کھانا کھا کر اس کا کھانا کھا کر
 کے پھر پھر ہی کھا کر اس کا کھانا کھا کر اس کا کھانا کھا کر اس کا کھانا کھا کر
 پڑھ رہے تھے۔

تکلف نہ کرنا چاہیے۔ اس کے سامنے بڑے گہرا اور لمبا پھانسی سے بچنے کے لیے ہے
چروے میں ہی رہنا چاہیے۔
میرا ملک بڑا چھوٹا ہے۔ اس کے اندر گہرا اور لمبا پھانسی سے بچنے کے لیے ہے
تو میرے لیے گہرا اور لمبا پھانسی سے بچنے کے لیے ہے۔

کہا جاتا ہے کہ اس نے گھبراہٹ میں کہا کہ میں نے کبھی نہیں سنی تھی کہ تم ہادی
 بات کرنا۔ سب جھوٹ ہے۔“

”ہاں! سب جھوٹ ہے۔ ایک ضروری خطوں اور وہاں ہے۔ گھر مالک کے ایک
 ایک خط پر درج ہے کہ مالک نے گھر کے حوالے کے پیچھے اس کے چہرے کے
 ڈاڑھ سے کہنے کی کوشش کی۔“

محمدؐ نے غاصبوں اور اہل ظلم سے مبرا اور طرفدار کیا۔

میں نے آپؐ کے چرتا چلنے سے ڈاکیہ سے اور وہ کھنکھانے کے بعد دوبارہ چلے گئے۔

پہلے نکاح پر آپؐ کا اتفاق دیکھ کر کہا۔ محمدؐ ایک جنگجو کو سامنے دیکھتا تھا اور دیکھتا ہی کہ اسے

میں پر چسپاں کرتا تھا کہ وہ اہل بائیس کی عیڑی کے ساتھ میری صاحبان اتر گیا۔ محمدؐ ایک کو بیٹھ گیا کہ

کوئی آؤ اسے لے آؤ بھی نہیں لیں۔

محمدؐ ایک بے گناہ کی حالت میں اٹھ کر دھڑکی پڑا، پلٹی پر جا بیٹھا وہ خبردار کہ اس اور

پر میں محمدؐ کی رہا تھا۔ انگڑے نہ لے، دیکھیں پیچھے کھینچ کر انھیں میں ڈال دیا تھا وہ کون سے

نکاح پر جانے؟ بہتر یہی تھا کہ وہ دوسرا جانے، یہاں وہ کھانا ہے۔ لیکن وہاں گناہ کے سیرت

مٹھتی جلاتے ہیں۔ جنگجو اسے اپنی لڑکی میں پیچھے نہیں لے گا کہ وہ بھی خبری کی ہے آہستہ

تیسرا ہے جنگجو کی لڑکی میں میں اٹھ کر پہلے خبر آئے گا۔

اسے یقین ہو گیا کہ جنگجو کی نکاح آج کا جس پرستہ ہے، چلی اترتا تھا۔

”پاپا! حکم کر۔“ گنگو کی آواز میں غلوں تھا۔

”گنگا بہت یہ ہے کہ یہاں ماحول بد رہا ہے۔ لوگ اپنے مذہب کے لیے ایک دوسرے کے دشمن ہو رہے ہیں۔ سنے میں آیا ہے کہ ماڑی بوچیاں پر ایک بڑے حصے کا سوچا ہوا ہے۔ میرے پاس تو ڈانگ بھی نہیں جس کو پکڑ کر میں مقابلہ کروں۔ مجھے تمھاری مدد چاہیے میں مقابلہ کروں گا چاہے ڈوگر فوج ہی نہ آجائے۔“ محمد مالک نے اپنی بات فہم کر کے پھر خزا سے کے پیچھے گنگو کا چہرہ دیکھنے کی کوشش کی مگر اسے گنگو کی آنکھوں میں ارٹکان کی شدت نظر آئی۔ وہ تھوڑا سا حائف بھی ہوا۔

”ہاں بھائی، سننے میں تو یہی آ رہا ہے کہ وہ ماڑی کو فتح کرنا چاہتے ہیں۔ اب جو کہے کرنا۔“

گنگو کی بات میں اسے ایک لاشعری نظر آئی، وہ کچھ پریشان بھی ہوا۔

”میرے بے کیا حکم ہے؟“ گنگو نے اسی لاشعری سے پوچھا۔

محمد مالک سوچ میں پڑ گیا کہ گنگو سے مدد ملنے کے ضمن!

”بول پاپا!“ گنگو کی آواز میں اسے شدت محسوس ہوئی۔ محمد مالک کو چانک پئی پریشانی ختم ہوتے ہوئے لگی۔

”میرے کافی کام تم کرنے ہیں۔“ محمد مالک نے بات شروع کی

”جان حاضر ہے، پاپا!“ گنگو کی آواز میں ڈوب ہوئی تھی۔ محمد مالک نے جلدی سے

’س کی طرف دیکھا، گنگو گھاس چمتے ہوئے برتن کی طرح چپ، دوس طرف نظر بھی رکھے ہوئے تھا۔

”گنگا بہت ایسے ہے کہ ایک تو مجھے اسلحہ چاہیے، ہندو قیس اور کار تو اس دوشمن کی بھی

چاہئیں اور ان کی گولیاں۔ برہمچاریاں، جیو نیل، کلہاڑے، دانٹیں، درز آٹکیں سب کچھ۔ یہ آہستہ

آہستہ بھگواتے رہو۔ جلدی کی ضرورت نہیں۔ جھگڑی چاہیے جو ہمیں مسلسل ان کے متعلق ہمیں خبر

دینا رہے۔ ایسا طریقہ بھی سوچو کہ ہم نہ صرف اپنی بات چھپا جائیں بلکہ انکی باتیں آگے پہنچائیں

جو دوسری پارٹی کو غلط فہمی میں ڈال دیں۔“ اب دھند کم ہونا شروع ہوئی تھی اور تھوڑے فاصلے تک

حرکت ہوتے دیکھی جاسکتی تھی۔ دھند اب صرف دریا کے اوپر تھی، ایسے لگ رہا تھا کہ پانی میں سے

دھواں اٹھ رہا ہو۔ گنگو، محمد مالک کو بے چمن نظر آیا اور وہ خود بھی چاہتا تھا کہ مدد قات ختم ہو جائے وہ

نیکس ہمیں اٹھا، پھر دوسرا صدمہ ہے۔ ”محمد دنگ نے اپنی بات پر دہرایتے ہوئے کہا۔

چاپا جی انھیں بدلتی ہوئی کہانی کہی ضرورت پڑی تھی۔ ”تم نے تو کہی دنگ تک مدد کی اور نہ ہی مائی۔“ ”علم! یہ کہہ آؤ تو حیرت آگئی۔ وہ ہلکا تھا کہ دنگ نے اپنا اثر قائم کر رکھنے کے لیے ہمیشہ جاندار اور ناکاروں تعلقات اور لڑائی جھڑپوں کا استعمال کیا تھا، یہ دونوں کا کارخانہ لگا رہا ہے۔ سوچتے جاتے تھے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ اس کے حیرت انگیز پوچھے، جواب کا فیصلہ کیا حالانکہ ایک شخص ”دنگ“ کے باب شروع کی تو علم کی طرف سے حیرت سے مالا مال کی طرف دیکھا کہ وہ بڑا حیران نہ تھا تاہم اس کی بات کرنا ہاتھ رکھتا تھا، تو یہی سب سے زیادہ اکیس طرح سے دیکھتے ہوئے چلا آ رہا تھا۔

”چاپا جی! کون سے حالات؟“ ”علم دنگ کی آواز میں سے نکلتی تھی۔“ اس کے جسم اکبر سے جڑا تھا، وہ جسمانی طور پر صدمہ سے تھکا ہوا تھا۔

”چاپا جی! وہ دنگ کے جسم سے کہا۔“ ”چاپا جی! وہ دنگ کے جسم سے کہا۔“ ”چاپا جی! وہ دنگ کے جسم سے کہا۔“

”وہ دنگ کے جسم سے کہا۔“ ”چاپا جی! وہ دنگ کے جسم سے کہا۔“ ”چاپا جی! وہ دنگ کے جسم سے کہا۔“

”چاپا جی! وہ دنگ کے جسم سے کہا۔“ ”چاپا جی! وہ دنگ کے جسم سے کہا۔“ ”چاپا جی! وہ دنگ کے جسم سے کہا۔“

”چاپا جی! وہ دنگ کے جسم سے کہا۔“ ”چاپا جی! وہ دنگ کے جسم سے کہا۔“ ”چاپا جی! وہ دنگ کے جسم سے کہا۔“

”چاپا جی! وہ دنگ کے جسم سے کہا۔“ ”چاپا جی! وہ دنگ کے جسم سے کہا۔“ ”چاپا جی! وہ دنگ کے جسم سے کہا۔“

”چاپا جی! وہ دنگ کے جسم سے کہا۔“ ”چاپا جی! وہ دنگ کے جسم سے کہا۔“ ”چاپا جی! وہ دنگ کے جسم سے کہا۔“

”چاپا جی! وہ دنگ کے جسم سے کہا۔“ ”چاپا جی! وہ دنگ کے جسم سے کہا۔“ ”چاپا جی! وہ دنگ کے جسم سے کہا۔“

”چاپا جی! وہ دنگ کے جسم سے کہا۔“ ”چاپا جی! وہ دنگ کے جسم سے کہا۔“ ”چاپا جی! وہ دنگ کے جسم سے کہا۔“

”چاپا جی! وہ دنگ کے جسم سے کہا۔“ ”چاپا جی! وہ دنگ کے جسم سے کہا۔“ ”چاپا جی! وہ دنگ کے جسم سے کہا۔“

”چاپا جی! وہ دنگ کے جسم سے کہا۔“ ”چاپا جی! وہ دنگ کے جسم سے کہا۔“ ”چاپا جی! وہ دنگ کے جسم سے کہا۔“

”چاپا جی! وہ دنگ کے جسم سے کہا۔“ ”چاپا جی! وہ دنگ کے جسم سے کہا۔“ ”چاپا جی! وہ دنگ کے جسم سے کہا۔“

”چاپا جی! وہ دنگ کے جسم سے کہا۔“ ”چاپا جی! وہ دنگ کے جسم سے کہا۔“ ”چاپا جی! وہ دنگ کے جسم سے کہا۔“

”چاپا جی! وہ دنگ کے جسم سے کہا۔“ ”چاپا جی! وہ دنگ کے جسم سے کہا۔“ ”چاپا جی! وہ دنگ کے جسم سے کہا۔“

”چاپا جی! وہ دنگ کے جسم سے کہا۔“ ”چاپا جی! وہ دنگ کے جسم سے کہا۔“ ”چاپا جی! وہ دنگ کے جسم سے کہا۔“

”چاپا جی! وہ دنگ کے جسم سے کہا۔“ ”چاپا جی! وہ دنگ کے جسم سے کہا۔“ ”چاپا جی! وہ دنگ کے جسم سے کہا۔“

”چاپا جی! وہ دنگ کے جسم سے کہا۔“ ”چاپا جی! وہ دنگ کے جسم سے کہا۔“ ”چاپا جی! وہ دنگ کے جسم سے کہا۔“

”چاپا جی! وہ دنگ کے جسم سے کہا۔“ ”چاپا جی! وہ دنگ کے جسم سے کہا۔“ ”چاپا جی! وہ دنگ کے جسم سے کہا۔“

چاہیے کہ سب سے پہلے ہوسہ فارما کا سامنے ہو، مگلو کے آدنی اسے اطلاع بھی دیجئے رہتے اور دلی
 دوستی پر جسے آفیسر کیس ہو پارہا تھا، ہر سردار اپنی سچی چاہتا تھا، اور کسی کی مانتوں میں اسکر
 کا وہاں کرنے کو تیار نہیں تھا۔ مجھ، لک وہاں ان کے لیے اتوار بھگوانا کی مانتوں کو چاہاں دے
 منقطع جسے سے جاننا = ہیں "گلاں سے نکل جاے کے ہے ان کے مکتوب سردا تھے کا سوچ
 ہے ہیں اب کہہ، یہ کہ انھوں نے آخری ادلی ورا غریبوں کی تلاش کے کا مصلہ کیا ہوا ہے یہاں
 غم "میں میں شہیدوں کو دل کو رنے کے لیے نہیں لیا ہو، وہی گناہیں ۔

[illegible]

”تمہاری اگال بھانپنا“ تو جان کی آواز میں نکلا دیا تھا۔
 ”سلامت ہو، تمہاری اگال“ تمہارا کھانہ کھانے لگا، تمہاری گھر سے چپ سے کھانے لگا۔
 میں خوش ہو کر رہا تھا۔

”بھائی، ایک مرد مر گیا ہے۔“
 ”مرد کون ہے؟“
 ”مرد کا نام ہے۔“

”مرد کا نام؟“
 ”مرد کا نام ہے۔“
 ”مرد کا نام؟“
 ”مرد کا نام ہے۔“
 ”مرد کا نام؟“
 ”مرد کا نام ہے۔“
 ”مرد کا نام؟“
 ”مرد کا نام ہے۔“

”تمہاری اگال بھانپنا“ تو جان کی آواز میں نکلا دیا تھا۔
 ”سلامت ہو، تمہاری اگال“ تمہارا کھانہ کھانے لگا، تمہاری گھر سے چپ سے کھانے لگا۔

”تمہاری اگال بھانپنا“ تو جان کی آواز میں نکلا دیا تھا۔
 ”سلامت ہو، تمہاری اگال“ تمہارا کھانہ کھانے لگا، تمہاری گھر سے چپ سے کھانے لگا۔
 ”مرد کا نام؟“
 ”مرد کا نام ہے۔“
 ”مرد کا نام؟“
 ”مرد کا نام ہے۔“
 ”مرد کا نام؟“
 ”مرد کا نام ہے۔“
 ”مرد کا نام؟“
 ”مرد کا نام ہے۔“

”تمہاری اگال بھانپنا“ تو جان کی آواز میں نکلا دیا تھا۔
 ”سلامت ہو، تمہاری اگال“ تمہارا کھانہ کھانے لگا، تمہاری گھر سے چپ سے کھانے لگا۔
 ”مرد کا نام؟“
 ”مرد کا نام ہے۔“
 ”مرد کا نام؟“
 ”مرد کا نام ہے۔“
 ”مرد کا نام؟“
 ”مرد کا نام ہے۔“
 ”مرد کا نام؟“
 ”مرد کا نام ہے۔“

”تمہاری اگال بھانپنا“ تو جان کی آواز میں نکلا دیا تھا۔
 ”سلامت ہو، تمہاری اگال“ تمہارا کھانہ کھانے لگا، تمہاری گھر سے چپ سے کھانے لگا۔
 ”مرد کا نام؟“
 ”مرد کا نام ہے۔“
 ”مرد کا نام؟“
 ”مرد کا نام ہے۔“
 ”مرد کا نام؟“
 ”مرد کا نام ہے۔“
 ”مرد کا نام؟“
 ”مرد کا نام ہے۔“

مطلبہ تو اس سے "مسلک سے سوار" کو کہہ دیتے ہیں جو نئے مسلمانوں کو شرماتا ہے۔
 ہے مگر اس کی وجہ اس کے والد ہے اور بہت بڑا چارہ ہے والا ہے۔ یہ بھی غلط ہے کہ یہ حضرت
 جلا جاتا ہے کہ اس پر بھی غلط ہے کہ اس کو کھانا بخیر جائے کی تیار کر دے۔

سر داد نے مکمل لے کر حق ملک کی طرف جوش، مہم جوئی، بغیر ہٹا لے نہیں جاسے۔
 محکمہ زمین کے ایسے ایسے ساتھ رہے گا جانو؟ سر داد نے یہ سب سنا کر کے ملک کی طرف دیکھا۔
 ملک کے، چھوٹے، بڑے، کھیتی باڑی، گروہ، ہر قسم کے صوموں، عمارتوں، درختوں، پتوں،
 سب چیزوں کی جلد حق سے ہوئی تھی کہ سب کو ایک شاندار نظام بنایا گیا ہوگا۔ سر داد نے اس
 برعکس لے، اپنی خدمت کے ساتھ حور کیا کہ اس نے پتے پر لکھا تھا۔

”ہم اس تکلیف میں آئے ہیں۔ مسئلہ اس کا مسئلہ اور مسئلہ کا مسئلہ ہے۔ ہم تو کسی خواہ مخواہ میں نہیں۔“ سردار سے نے ہنسنے سے انکار کیا۔ ”تو کچھ ہی سے کچھ رہا۔“

”جی نہیں۔ اس سے ایک ہفتہ یا اس سے زیادہ ہے۔“ سردار نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔

”یہ رشتہ عذاب ہو کر رہ گیا ہے۔“ مسئلہ نے رانیں پھینکتے ہوئے کہا۔

وہاں سے اسٹیشن پر پہنچ کر ایک کالے رنگ کے گاڑی

۴۲؎ مگر ہوا روئی اس سحر دانک سے بیٹھی طرح جتے ہوئے دارکھ

”بھائی! تو میرے بچے چھوڑی گاٹ بیٹے ہیں۔“ منگولے جیتے ہوئے حقیقاً

44

”مجھے بتائیے کیوں کہیں؟“ سکر، لکے جیتے ہوئے غنی پادشاہ اور ملکہ پادشاہ
 ”کہ تم دونوں کے سے بچے چڑوں کا بننا چاہو جس کو کہیں ہے؟“

”پچھری رات ہے وہاں“ ”مردانہ سے لے پٹنے ہوئے جمالی رہا کیا ہے محمد بابک سے
بابک کا فخر کیا ہے؟“ محمد بابک نے کہا

”میں نے خود اپنے منہ پر ہاتھ پڑے تھے۔ یہ تو میرا کوئی جرم نہیں تھا۔“

6/2/2011

”یہی نہیں ہو سکتا جسے کوئی مرق نہیں ہوگا، کیونکہ تو مریض ہی نہیں ہوئی ہے۔“ ٹھہرا لگے۔

جیسے ہو گے کہ۔ پھر اس سے یہ کہہ کر باہر نکلے گا کہ میں نے یہ سنا ہے کہ تم میرے ساتھ ہو گے۔
 کچھ دیر سوچنے کے بعد اس نے کہا کہ میں اس سے ملنے جاؤں گا۔
 صبح کے آٹھ بجے اس نے ایک گاڑی میں بیٹھ کر اپنے گھر سے نکلے گا۔
 گاڑی میں بیٹھ کر اس نے سوچا کہ میں اس سے کہاں ملے گا۔
 اس نے سوچا کہ میں اس سے ملنے جاؤں گا۔
 اس نے سوچا کہ میں اس سے ملنے جاؤں گا۔

ابھی، بچہ ایک۔ مہربانی کو سمجھنے میں ٹھہرا ہوا چاہتا ہوں۔ "سمو، ایک سے نظر بچانے جو ہے۔ دوسری سگھوں میں، کھینچے ہوئے کہنا۔ وہی استقامت نظر آتا ہے۔"

”چو دردی“ ”سرمایه ہے“ ”حقانیت ہے“ ”خیر و برکت ہے“ ”اے“

”چند دھربا، ہاٹ تو پھٹل ہوئے“ ”مٹھوے سرد!۔“ ”ما“ ”پوہن جی۔“
 ”ورنہ ہمارے گائے پھنچا ہے۔“

عمرہ مالک نے مسٹر کمرانوں کی طرف لکھا ہوا ہے کہ اسے ایسے ہی رہنے کی بات ہے جس کی صمیمیت دلچسپی سے مہربان رہے مگر ان میں عمرہ مالک کے ساتھ دلچسپی سے واقفیت نہیں رہتی اور وہ اس کو پیش نظر میں رکھتا ہے اور اس کے بارے میں اگر کوئی بات چلا جائے تو اس کی تلاش کرے کہ جو وہ سمجھے جانا ہے اور وہ اس کے بارے میں بھی نہیں سمجھتا۔

”بھائی! تو نے دیکھا ہے؟“

ردگوں کو ہم یہاں بہتری ملے ہو۔ انھیں مل بھیجیں، انھیں لکھنا چاہیے۔
.. انھیں لکھنا چاہیے اور انھیں لکھنا چاہیے۔

’خُب ہے چہ چہ جی ہمارے مہمان داسی اور خفاقت کرنا ہمارا (مزمع) ہے‘
 ”محبوبوں کے ساتھ“

”اے سرفراز، بے گھر میں رکھو محمد اسحاق بن فاضل، بیٹا اور بیوی۔ ایک چکر گیتے بھیج دو اور بیٹا بھی ساتھ چلا جا۔ سدا و غوث کے دن رب کا لہر ڈالے بھر کھلی اور چکا جائے۔“ لنگہ رہا تھا کہ محمد ایک بے آپ سے باتیں کر رہا ہے۔ ”اے! اے! اے! کے بعد چاہا ہے۔ چاہا ہے۔ چاہا ہے۔“

مراد سے ہے تانہ ہے بے شک کی طرف و بھارتی نظریہ اس سے کہتا ہے۔
 "ہم اس کی چیز ہوں کہ اس کی صراحت ہم سے کہیں۔"

مرداد کے دستکامیابی کے لیے اس کی سب سے بڑی ضرورت تھی۔

”مستم واپس آئے۔ چنے گھر بیٹھا اور رہا۔ اُس کی خدمت کرتے رہے۔“^{۴۱}

۱۰۰ سالہ راجہ مالک سے اگلی بات سننے کے انتظار میں چھ مصلحتی سے بیٹھے علی محمد مالک جیسے کہ ہے کو بلیں علی محمد راجہ

”جو دعویٰ تھا کہ ہم نے جو جڑ کو کھدے کیا تھا وہ مر رہا تھا، حقیقتاً وہ مر رہا تھا۔“
 کی شان ہے اور دوا میں مار چڑھا جہان ہونگا۔ تنگی کی آواز میں حشر اور خمر کی کھپکھپی۔
 ”کہاں رہتے ہو حال میں کس ہے چار چاند؟“ تنگی تھی۔“

ایسے چہ جڑوں والے دشمن دینا ہمارے لئے "محمد" ایک لمحہ نے دشمن کو ڈالنا، انہیں مگر

یہاں سے جاتے ہوئے کئی بچے کو ملے جا۔

دوسرا ٹھکانہ ہے۔ یہاں سے انہیں لے کر لائبریری لے گئے۔

عبدالکریم کی شادی سیراں ہونے لگا ہے۔ خلا سے لگے مٹا رہا جس جاسا ہے کہ یہ حالات دوسرا مکتبہ سے سب کچھ چھوڑ کر رومنگی کے معنی، دوسرے تارے کی روشنی میں رہا ہے۔ اسے عبدالکریم کے کہہ سنا ہوا رنگ۔ مثلاً خلیفہ میں ہے اور اسے اسی اور بوشہرہ کے سپرد کیا گیا ہے۔ اس کے سر پر کچھ کر رہا ہے۔ کہ وہ روزانہ کے کسی کچھ نہ مارے۔ الا کہ خلیفہ مارے، جس کے سے خواص کا چٹا کچھ نہیں۔ صرف اس کے کہ وہ تعلیم کی اہمیت کو جاننا چاہے۔ تھے السبب۔ یہ کچھ ماں سے ہے۔ ایک چوہرہ کی ہوا رنگی کا خوب نہیں ہوا چاہے یہ وقت چہرہ ہے۔ رنگ کچھ ہے۔ فی بھی است کرتے ہیں۔ حسب میں۔ دینا بہ سب کا حق ہوگا۔ گریسا ہو گیا خواص کی کہ میں کسی م آئے گی۔ اسے۔ خطاب کا۔ تیار کرنا ہوگا۔ وہ کہیں کسی کے ساتھ مقابلہ کرے؟ کچھ کا اس پر عمل

کرے کے منصوبے بارے میں یورپ انقلابی بھی اُن کے وہ مذاق اعلیٰ تھے ۱۸۷۱ء سے ۱۹۱۷ء تک وہ اپنے آپ کو
 اپنے کاموں پر مبنی رہے۔ اُن کے تعلیم کے بغیر یا ان کے مسیبت ہوگی تمام شہیں جہالت میں رہیں
 میں ان کی اچھی اور چلی ۱۸۷۱ء کے پرکھانے کے نظام میں پناہ دے لئے میں ان کے معروضہ سے اُن
 کے لئے تعلیم صرف مشینوں تک ہی محدود تھی۔ لیکن اُن کے ایک یہ کہ کو ان پڑھ لوگ کے
 بارے میں، مگر وہ اس کو علم کے کام میں مستعد کیا تھا۔ اُسے اُن کی فکر پر کی جاتی تھی کہ اُن کی
 تھی۔ اسے علم کے کام میں اس نے ضرور کیا گیا تھا کہ وہ اپنے مخالفوں کے مقابلے میں سرکار
 راجا کے کاروبار کا راز تھا

عبدالرشید خیر خیل نے وہ کے اوپر کیا تھا۔ اپنے آپ کو اندھیرے میں اپنے ایک کریم کو
 اس کے برعکس۔

”میں نے ابھی نہیں جلا دیا“ اُن سے، اپنے آپ کو مخالف کیے بغیر۔
 ”اوپر ابھی لائٹیں نہ دھر گیا“ محمد مالک نے کہہ کر بیل پائے کی طرف دیکھا جہاں
 نوکر روشن لائٹ دکھا تھا۔ ”نہ دیا ہی نہیں ابھی تک۔“ محمد مالک نے غلب کے انداز سے ہی
 دس۔
 نہیں بولا باہر۔

محمد مالک نے دیکھا کہ عبدالرشید نے پہلی سیب سے دھن کی دیے گا تو محمد مالک
 جان گیا کہ احمق اور گریٹ ہے تاکہ۔ مگر اس سے روز خند سے سوچا کہ معلوم نہیں اس کو کیا کیجیگا
 اگلا اس خیال سے اس نے ٹاؤس کے لئے کوٹھیت بنی۔
 جب عبدالرشید لائٹیں جلا کر لگا چکا تو محمد مالک نے، سے بے ہوشی سے اپنی پریشانی کا
 اشارہ دیا۔

”عبدالرشید سے بیٹھ کر بددی سے پوچھا۔
 ”دیکھا تم بڑے ہو گئے ہو“ محمد مالک جانشین ہو کر جواب دینا نہ دیا۔
 ”نہی“ ”جب آپ کو بیٹے کے جوتے کا بھانپا ہو جائے تو بیٹے کے روبرو مانا جاوے اور آپ کو
 سے اپنے۔ احمد چاہا چاہے اب۔“ محمد مالک نے جواب دینا نہ دیا۔
 ”تھوڑی ٹاؤس کی کر دے“ محمد مالک نے جواب دینا نہ دیا۔
 ”نہی“ ”جب آپ کو بیٹے کے جوتے کا بھانپا ہو جائے تو بیٹے کے روبرو مانا جاوے اور آپ کو
 سے اپنے۔ احمد چاہا چاہے اب۔“ محمد مالک نے جواب دینا نہ دیا۔

اوپر کر رہا، کے خلاف۔ ”ٹاؤس کے خلاف بیٹے ہوئے ہیں اور تمہارے بیٹے ہیں۔“
 ”عبدالرشید کی آواز میں ہنسنا تھا۔
 محمد مالک سے ہنسنے کا شوق تھا۔ ”پاکستان میں ہنسنا اور ہنسنا۔“
 ”بیٹے بھلائے۔ عبدالرشید ہنسنے لگا۔“
 ”میں اس کی آواز پر غور کر رہا ہوں۔“ محمد مالک نے جواب دیا۔
 ”میں نے دیکھا ہے کہ ابھی تک اس کی طرف سے کوئی حرکت نہیں ہوئی۔“
 ”میں نے دیکھا ہے کہ ابھی تک اس کی طرف سے کوئی حرکت نہیں ہوئی۔“
 ”میں نے دیکھا ہے کہ ابھی تک اس کی طرف سے کوئی حرکت نہیں ہوئی۔“

”لوگ کی دھڑلہ دہاں ہے۔ لوگ جانتے ہیں کہ ابھی تک اس کی طرف سے کوئی حرکت نہیں ہوئی۔“
 ”میں نے دیکھا ہے کہ ابھی تک اس کی طرف سے کوئی حرکت نہیں ہوئی۔“
 ”میں نے دیکھا ہے کہ ابھی تک اس کی طرف سے کوئی حرکت نہیں ہوئی۔“

”میں نے دیکھا ہے کہ ابھی تک اس کی طرف سے کوئی حرکت نہیں ہوئی۔“
 ”میں نے دیکھا ہے کہ ابھی تک اس کی طرف سے کوئی حرکت نہیں ہوئی۔“
 ”میں نے دیکھا ہے کہ ابھی تک اس کی طرف سے کوئی حرکت نہیں ہوئی۔“

”میں نے دیکھا ہے کہ ابھی تک اس کی طرف سے کوئی حرکت نہیں ہوئی۔“
 ”میں نے دیکھا ہے کہ ابھی تک اس کی طرف سے کوئی حرکت نہیں ہوئی۔“
 ”میں نے دیکھا ہے کہ ابھی تک اس کی طرف سے کوئی حرکت نہیں ہوئی۔“
 ”میں نے دیکھا ہے کہ ابھی تک اس کی طرف سے کوئی حرکت نہیں ہوئی۔“
 ”میں نے دیکھا ہے کہ ابھی تک اس کی طرف سے کوئی حرکت نہیں ہوئی۔“
 ”میں نے دیکھا ہے کہ ابھی تک اس کی طرف سے کوئی حرکت نہیں ہوئی۔“
 ”میں نے دیکھا ہے کہ ابھی تک اس کی طرف سے کوئی حرکت نہیں ہوئی۔“
 ”میں نے دیکھا ہے کہ ابھی تک اس کی طرف سے کوئی حرکت نہیں ہوئی۔“



"سہیں" پھر خامی سے کہہ رہا ہے۔

"اگر اس کے اہل ہو ہوتا تو اسے روک لیتا۔"

"اب کیوں روک رہے ہیں؟"

وہ باب سے جھکے سے کہنے میں مگرا ہوا تھا۔

"کیوں کر ان میں اور ہم میں بھی فرق ہے۔" وہ کچھ دیر خاموش بیٹھا اور ہاتھوں میں ہر دو
خاک کٹاس کی باتیں ختم ہو گئی ہیں، یاد ادا مزید بات کرنا نہیں چاہتا۔ بعد از شید و لگا کر آگ کے باپ
سے شام کے لیے چڑھتا ہوا کہہ چکا

"ہم دوسرے مسلوں کی طرف نقل ہو گئے۔ محمد مالک نے چاہا ہے کہ باپ رہے
نئے جینے، بات کا سلسلہ تو اس سے چوک کر اپنے باپ کی طرف۔" کچھ ایکس خاموش رہا، بہتر
کہ "تمہاری شادی آئی وہ بھی اگر وہ ہے۔ ہم بڑے ہو گئے ہم سب کی شادیاں وہ بھی ہیں
جی ہوں نہیں۔"

"بیمپال کی لگی؟" اس نے توجہ دہلی کے جسم اور چہ باب کو حشر کس کے ہے
پوچھا، وہ ہنستا ہوا کہہ نہیں سکتا۔ "مختلن" کے متعلق پوچھ کر اس کے باپ کو حشر خوش کرتے تھے
"سبکیا ہاں وہ ہو دیں، خدا کا فضل ہے، قدر ہے، مرنے سے جواب دیا، پھر وہ ایک
مخفی کی مہر، کسی موسم میں ہو گئی ہوگی، ہاں! میں محض اس بات کو کہتا ہوں، اس کی
نکاح کر دینی ہے، عمار کی شادی، ہاں انکار، "خرفا شادیاں ہوں ہے اس سے شادی ہے، مٹا کر
دینا چاہتا ہوں۔" تحصیل درمگی آئے گا اور خاتمہ، راجی، تمام سکھ، بھڑ اور مسلمان مسٹر ۶ میں
کے اس کے یہ بھی ایک ڈاکا رچھو کر جائے ہے۔ لوگ سہارا تک ہاں کر کے چھوڑ کر رہا تک
سے بنے، شادی سہارا چھوڑا، کسے ہی عہد کی شادی سے لگی، ریڈو شادی سے ہوں تھی، اسی
طرح جاتے دوسرے لگی، ایک ہی پائے کر جی میں گئے، ہم سے سال سے پہلے وہ لگا ہوا پہلے
کبھی نہیں، نکاح اور جہاز کی پگ "کیں کے ان کے پید و چہ، ایک حصہ ہوا جسے ہر سال سے
والا پیشہ سے ہوتا ہے گا۔" وہ کانا، اکھیر سے میں اپنے بچے کا تار، نیچے کی کوشش، ادب بات
جاری رہی، "میں بھی ایک بات اور کہتا،" پھر کانا، پھر پٹیا کا تار، دیکھنے کی کوشش، میں نہیں سے
پلا، ساقیہ لگا، "جب شادیاں ہوں، بے لگا، لگی پیرا ہوں ہے،" وہ پھر چلا، "تمہارے بھی ہوگی

اور ہم سے انھیں تعلیم دواؤ، جی، وہ اہل ان طرح م علم دے گا، ان پڑھ رہا ہے، تعلیم دے گا،
تھا ہے وہ نہیں، لوگ انھیں اور عرصے سے جاننا، یہ عمری وہ چہ میں وہ
چوہری "وہ کانا، شادی ان وقت،" "مٹا کر" پڑھ رہا ہے، کتا ہے، چاہئے لگا کر،
ہے اے ہے پٹیا، بچے کا اشارہ ہے، ان کی بات، ان کی ہے، ان کی ہے، ان کی ہے، ان کی ہے،
کرنا شروع کر رہی تھی، اس کے لگ جا، ہم چنے حاد ان کو ایک ٹی شل، کے کے میں اس
پانی چھوٹی ٹور سے جھکے ہوئے ہیں۔"

بعد از شید کہ اس وقت شادی کے پیرے بھی ہو گئی۔

ہنگو۔ لگا کر اس کو گھٹا کر دے گا۔ اس کا یہ جو غرض ہے اس کا یہ
چلائے گا کہ قبول کرے گا اس لئے پر غرضی ہوگی اس سے وہ اس کو دیکھ کر کہیں نہ رہے اور اس
کرنا ہی غرض ہے بعد کا دعا ہے شاہ کی اس ایک روز گھر کے دم اس کو دینا چاہئے اور اس
دیکھ کر وہ ہنگو کو سلام خود ہی چھٹی اس سے ہے اس لئے اس کی یہ دعا ہے اس کا یہ دعا ہے
خفی ہنگو ہے ایک سیاہ لٹا کر دے گا اس کے لیے چاہیے کہ وہ دیکھ کر کہیں نہ رہے
پہلے ہی دعا ہے کہ اس سے ہنگو۔

”ہاں! چلو! وہاں تو سڑک کا رخ ہے۔“

سیرک میں گزرنے پر شاہی محل پر غصہ ہوا۔ حکمرانوں نے ہاتھ بٹھرتے ہوئے کہا۔

۴۳۱۔ ایک سرکار کو لکھا کہ اگر میری رائے سچے اور فائدہ مند ہو تو اسے اختیار کیا جائے۔ یہ تو بہت عجیب و غریب جواب ہے۔

-۱۷- فصل دوم

۴۸۔ کئی تعلق پھر شیخ مرزا کے ایک طرہ سے خطا ہوا ہے۔ وہ تمام بحر میں گمراہ ہو کر

سے وہ اس نے وہیں کو بیٹا چاہی ہے۔ ذی می سے شہم یہ ہے کہ تمام شہدائے اکابر کی انگریزوں سے

جائے۔ مجھے اس کی وقت پر اطلاع مل گئی اور ان میں جیسا کہ اس کے اس کتابے پر پہیلی تھا پھسپ

مکتبہ سرگودھا والوں کی بھیجی خبریں کہ جو کئی اور چار پچیس کے دیوانوں میں شائع شدہ ہیں ان میں اب یہاں

ہمارے گشتِ برحملہ کرچہ ۱۶۱ میں سے بڑے بڑے اعلیٰ بھلا یا اچھے اُردو نویس۔ جو نئے پیمانے اور نئے جملے

مذکورہ حسب ملاحظہ کیا کہ قوتِ برسرِ آفتاب جو جگہ آگ لگنے لگی تھی، اس طرح کے عجیب و غریب -

”میں تو بچک کی بخاری کر رہا ہوں۔ جب بھی اقباء باڑے لڑتے ہیں میں سے کفار

جواب: "میں نے تم کو یاد دلایا۔"

”میری محنت کا ثمر ہے۔“ ٹکڑے ٹکڑے لڑائی ٹکڑے ٹکڑے۔

وہ ایک مگر سونے کے بوز کے بچے کرکڑے ہوئے کا چاکلی رکھ گیا۔ جب چٹا ہل ٹماوس پر سے لٹکا رہتا تھا اسے پٹا ٹماوس ختم کر کے کوسوں میں جا چکا تھا۔ لگ بھگ دو گھنٹے کے سوں کی بڑھن کا اس سے اس سے کسی قدر حیرت اور شوق کے خوف کے ساتھ بوز کی طرف دیکھ تو وہ وہاں ایک دوسری جسم کا ٹماوس رہا وہی نظر آیا۔ نئے بھر کے لیے اسے ایک پیشی کے انچ پیسے میں لے گیا تھا۔ بھراؤ والے سچے خواں پر قائم ہو گیا۔

"خیر لوگ اب بچے گھروں کو یا لالہ جیڑ لوگ بیٹلی کام کر رہے ہیں، ہوشیار رہیں کہ کسی دوسرے کے بارے میں پتا نہ چلے۔" محمد ٹکدہ آواز میں ایک بے صفائی بات کر کے گھڑ سوار کی طرف پڑ گیا۔

”ست سری اکائن دھما نیا“، تمغہ بازی یا کتاہٹ اور ٹھوڑے سہارے کے ساتھ کہا گیا۔

”جیتے رہو اور ایسا اس کی حفاظت میں رہو۔“ محمد، ملک نے لوہ آسمان کی طرف

استاذ

"ٹھوڑی سب بھڑے لگا جلدی کاٹھی کھینچ پھیلائی جا سکتی ہے" انھوں نے بڑھا

عمر مانگ جاؤ توہا کہ تنگ کوئی ٹھکانے ٹھکانہ دیتی ہے ٹھکانہ دیتی ہے ٹھکانہ دیتی ہے ٹھکانہ دیتی ہے ٹھکانہ دیتی ہے

اور لنگوے جب بیٹی بھائی اہل خانے کو اس کے پاس لے جا کر بیٹھی جاتا ہے وہ بچہ جانتا کہ گھڑی

نے کی کہ ہاتھ نہیں آتا۔ عہدِ مالک سرِ مٹھاتے ہوئے تھوڑا سا ہے ہوا اور ایک لافعلی ہی رہے۔

د. "لبنان متحرک اور بین الاقوامی"۔

”گلی بھائی! یہ“ ایسی سے گاؤں کہہ رہے تھے کہ جہاں یہ

سہ ماہی کے لیے سب سے زیادہ مناسب

اور ایک آس 5 جناب نے اختیار نہیں کیا تو کے پاس آگیا جس نے ٹک ٹکوں پر تھا

اور یہ کہ جو پوسا اسے ملا تھا، نہ لکھو کہ پوسا کے بیٹے کا (تنگو) ہے اور نہ کہ

جیسا کہ ہم نے پہلے بتایا تھا۔ میں اس باروں کا "مگر ہانگ" سے خوش حوصلی سے تھا۔

کتاب۔ قلم سے دین کا نور کرے یہی ہمارا مقصد ہے۔ اس لیے یہ کتاب صرف عام قلمی اور ادبی بحث کا

۱۰۰۰ روپے چار سالہ کی عمر تک رہے۔

١٥٠

[illegible]

سردار کا کردار کچھ عجیب ہے۔ "ایک نام سردار سے پوچھا کہ وہ کیسا چلتا تھا کہ لنگوٹ بولتا ہے کہ نکلیں! وہ یہ بھی جانتا تھا کہ لنگوٹ نے کہا ہے جاؤ تم میری بیوی کے پاس اور ملے نہیں، وہ ایک خرم بھی ہو سکتا تھا لیکن وہ جانتا تھا کہ صاحبِ حیثیت آدمی مصلوب کے بغیر بلا ہمت نکلا کر

کر رہے تھے اور ہاتھ پائی لہجہ بے نیچے میں ایک دوسرے سے بات کرتے ہوئے جگہ جگہ
تھپتھپائی لگا رہے تھے۔ ایک تہہ پر دوسرے کو کچھ کر کے ٹھہرتے کا اشارہ کیا اور تھکے دار
کے ساتھ مشغول ہو گیا۔

بائیں طرف کمرے میں ٹکاؤ کیا، مگر پرچہ نہیں دے سکتے تھے۔ ایک ایک کمرے پر
ایر وائر لائن لگا کر اسے سر پر رکھنے کو کہا اور منسلک کر دیا کہ وہ کمرے میں آئے
مگلوں کو پکارے آئے تھے کہ اس کے متعلق میں نے یا گاؤں کے کسی کوئی سے کچھ
سنا تو نہیں، سے تمام کو مڑھو اور اسے کھوہ پر لے گئے۔

مردانہ کا چنگا ناگنوں اور چنگا تے سر کے ساتھ چلے گئے۔ ایک طرف چلے گئے۔ اسے نہایت
اور تھپتھپائی کر پڑے۔ اس کے سر پر لڑی ٹنگ کیسے تھپتھپائی؟ کیا گاؤں میں اس تجربہ کو
نہایت میں جو عمری کو آگاہ کر سکتے تھے؟ کسی کو وہ ضرور ہے۔ سب سے پہلی یہ بھی آیا تھا کہ چودھری اور
مگلوں کے متعلق پر میں جانتی تھی لیکن اس سلسلے میں اس نے کبھی تجویز دینے سے
تھا۔ وہ سیدہ مگر نہیں گیا۔ یہ مگلوں کے ساتھ میں جا گئے اور وقت تھا وہ اس وقت مگلوں کو پکارتا
نہیں کہ چاہتا تھا میں۔ چودھری سے بھی شرم کوٹنے کا کہہ نہ دیا۔ یہ چن کی حالت میں گاؤں
سے نکل کر چلا، اور وہ چلا گیا۔ وہ عادی اور بڑے کتابے ایک حوالہ تھا یہاں لوگ تھپتھپ
دے لے گئے۔ یہ غائی مسلمان تھے۔ بن ادا کے ہاتھ دایاں کے لیے مسلمان اور غازی
نہیں تھا۔ یہاں جب غازیوں میں ہوتا تو غازی کے اندر کو کا علاقہ کرچہ دیا۔ یہ تھے مگر
غیر غازیوں کی کہلات تھیں۔ وہ سے وہاں پائی تھیں آتا تھا۔ مردار سے لے گئی وہاں جا کر مگلوں کی من مٹی
کے بعد عادی تھے۔ اچھا کر یا تھا۔ مگلوں سے جو کم کے باوجود اسے ایک معمول ہے کی طرح نظر
پیدا ہوتا تھا کہ مگلوں کی معمولیت اسی طرح برقرار ہے۔ جب وہاں تک آیا تو سارے سمت چلے
تھے اور مگلوں کچھ پر ہم سارا اس کے انتظار میں بیٹھا تھا۔ مردار سے اس کا پسے ہوئے روٹھ کر بیٹھ رہا
آپ اس طرح روٹھا کہ مگلوں سے پہچاننا سادہ نہ تھا۔ وہ اکڑا ہوا تھا کہ اسے کون سا مگلوں سے پہچانے؟ مگلوں
جو سارے میں ایک اور جانا جاتا ہے یا وہاں مگر اسے یہ کہہ سکتے تھے کہ وہاں سادہ یا پہچانے جو
اسے جس کی دلائی کے طریقے بتاتا ہے؟

مردار وہ مگلوں کے ساتھ میں پہنچ گیا۔ اسے ایک نظر دیکھ کر مگلوں پہچاننا آگیا

”کہاں سے آئے ہو؟“ مگلوں نے اپنا پریشان چہرہ دیکھ کر پوچھا
”غیر غازی سے؟“ مردار سے یہ قدر سے پہچانتے ہوئے جواب دیا
”نہیں جانتا۔“

”اے! تمہیں چودھری سے کچھ پتا ہے۔“ اس نے پوچھا۔ اس کے حلق سے
مناسب میں بھروسہ مگلوں کے اس حلق میں اس پریشانی پر نہیں لایا جاتا۔ ایک مگلوں
کے چہرے پر بھی پریشانی چھت گئی۔ مردار سے اس سے پہچانتے ہوئے
کہ مگلوں میں مگر وہاں کی اپنا کہہ سکتا تھا۔ یہاں مگلوں میں وہاں مگلوں میں رہے
ہوئے وہاں آپ کو سنا میں کہہ سکتا تھا۔ یہاں مگلوں میں وہاں مگلوں میں رہے
مگلوں کیلئے چوکیا، وہ مگلوں سے پہچانتا تھا۔ یہاں مگلوں کے چہرے کے ساتھ میں ایک طرح
کی ہے گاؤں میں جسے مردار سے مگلوں سے چودھری دیکھتا اور وہ کو جواب دیتا ہو گیا
”کہاں جا رہا ہے؟“ مگلوں نے پوچھا۔ اس نے جواب دیا۔
”مردار سے کھوہ پر۔“

”مگلوں کے متعلق سے؟“ اس نے پوچھا۔

مردار سے اس نے یہ مگلوں سے پہچانتے ہوئے چوکیا تھا۔ یہاں مگلوں کے
مگلوں کی طرف میں رہا۔ جب وہاں پہنچا تو مگلوں کے انتظار میں کھڑا تھا۔ وہ مگلوں سے پہچانتے
کی طرف بڑھا اور مردار سے اس کے سر پر لڑی ٹنگ کر دیا۔ اسے مردار سے کوئی چیز نہ تھی
مگلوں کے تو اس نے لٹی میں رہا

”یہ کیوں لاتے ہو؟“ مگلوں نے مگلوں کے صاحب سلام کو نظر انداز کر کے ہونے
اور تھپتھپائی سے پوچھا۔

”کہاں جا رہا ہے؟“ مگلوں نے پوچھا۔

”مردار سے؟“ مگلوں نے پوچھا۔ اس نے جواب دیا۔
”نہیں جانتا۔“ مگلوں نے پوچھا۔ اس نے جواب دیا۔
”نہیں جانتا۔“ مگلوں نے پوچھا۔ اس نے جواب دیا۔

مگلوں نے

”آج یہاں سے دور آئی۔“ مگلوں نے پوچھا۔ اس نے جواب دیا۔

ذیل میں سردار انگلو کی پس منظر کے ساتھ چکا تھا۔

"میںوں" انگلو کی "دارجاس کے دس گھرے پانی کی طرح ہوائی فوجی جو بھرپور کیے
ہے چلا جاتا ہے۔ ہر ایک پر سے ہر کے لیے خوف کا ایک سایہ دکھ کر گزرتا تھا۔ اس نے تھوڑے
فاصلے پر بیٹھے سردار سے کہا:

"تمہیں اس گھوڑی اور گریھوں کو نقصان پہنچا رہی ہے کسی نے اسے ہلکا کر پھانک
میں بھجوانے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوا۔ کسی نے یہ گھوڑا نہیں ہلکی ہوئی تھی اور اسے شک
بھاگ یہ گھوڑی ہے۔ آڑے اڑتے ہاتھ اپنی شکل میں پس بک بیچ گئی۔ کونجے کی اطلاع
کرتے توئے تھے اور ساتھ ساتھ کدو بیات میں لگی گئے۔ وہ صرف یہ بتاتے آئے تھے کہ میں
تکوار اس اور چوٹے سے بھونٹا شک بھی ایک بچا دیا جائے۔

"تمہارے چلے جاتا سردار نہیں۔ انہیں یہاں سے کوئی خبر نہیں جائے گی۔" محمد مالک کو
جلے دار کی طرف انگلو کو بتانے کا موسیٰ اور ہاتھ انگلو کے ساتھ اس کا تعلق انہوں نے اس کا حوالہ دیا
ہوا تھا اور انگلو اس طرح بتاتا ہے اس تعلق کا، غصہ تھا۔ "تم نہیں ہاؤ گے" اس کا لہجہ ایک دم
بدلی گیا۔ انگلو نے سچے سمجھاؤ کے ہاتھ دھس کر اسے جوئے عوام کی طرف دیکھا۔
"عظیم ہے!"

"ہاں۔ پہلے درخواست کی تھی اب اب علم ہے" محمد مالک کے لہجے میں کوئی خدشہ
نہیں تھا۔

"بھائی اب ایک درخواست میری بھی جان میں۔" انگلو کی آواز میں تپتی آگ تھی۔

"کہنا" محمد مالک نے سمجھتے ہوئے پوچھا۔

صرف آواز کی رستہ دہلی، کئی اس وقت چلا جاؤں گا۔ تم مت ڈرنا۔ مجھے عام ہے
کہ تم بات کا گھر سے نہیں بیٹھے۔"

محمد مالک سوچ میں پائی آئے انگلو کا تپتا ہوا ہوا ہے۔ ہڈیوں کی تپتی ہوئی ہڈیوں
ہستان نہ لگی تھی اسے نہیں کے آئے ہر ایک شک بھی تھا وہ ۵۰ دھکی کو گا اس سے بھری نہیں
ہو سکتی۔ سے انگلو اس طرح بیچ میں ایک نکل کا احساس ہوا۔
"نہیں! میں ہاؤں گا۔" اس نے پتلیا ہوا۔

انگو نے سردار کی طرف دیکھا۔ وہ انگلو کی آواز تھا۔

"بھائی! تمہارا ہر گھر ہوتے ہیں۔" انگلو کوئی کرتے ہوئے بڑھکے بیٹے
سے تھوڑے ہاتھ چلا گیا۔ "مجھے اب کوئی اور بیٹوں سے چلے رہا تھا۔ جسے مر کا ہے شے کے تمام
ساتھ سمیٹا ہے۔ میں گے۔" وہ اپنی مستقل دھڑکی کو کر نہیں سکتی چھوڑنا چھوڑ کر پلے جا گیا
کے۔ "انگو بھرت میں آؤں گی۔ ہاتھ کا ہاتھ دیکھنے کے ساتھ۔ کے مستقل کے واسطے کے واسطے
میں پوچھا مناسب نہیں سمجھا۔ وہ جانتا تھا کہ اس کے ہاتھ میں کتنی کچھ ہوا تھی اچھا ہے
محمد مالک کا موٹا رہا۔

"بھائی! کچھ دن میں بھیجیں میرا کچھ دوسرا۔ سب سے پہلے گھوڑی دینا ہوگی۔ بلکہ نقل
یہاں سے جانے کے فوراً بعد ہندوستان کو آؤں گا۔

"اس کا کیا کرؤ گے؟" محمد مالک نے انگلو کی طرف سے پوچھا۔

اور کیا کرنا تھا؟ "یہ میرا بچپان میں گئی ہے۔ کسی داسے پڑوں ہاؤں لہجہ زور میں گا تا کہ
میرا خوف زدہ ہو جائے۔ یہ گھوڑی پانچ سال سے مجھے اچھری ہے اور میرے بچوں کی طرف
سب سے زیادہ ڈرتا تھا۔"

محمد مالک کا سہمہ

"جیسے ہی میں سے بچے مانتی ہوں کہ میں نے تو بے خبری میں آتا ہوں اور ہاتھ لگتی۔"
محمد مالک نے لہجہ میں جواب نہیں دیا۔

"ننگا انگلو! میں نے وہاں کی دکان میں سے بچے کی شادی کر دینی ہے اور تم کو
کے میں سے نکال دیتا ہوں۔ یہ کرنا ہے۔" محمد مالک کی آواز میں اتنا صوفی تھا کہ انگلو نے
جھک کر اس کے پاؤں چھونے کی کوشش کی لیکن مالک بخیر سے وہ قدم پیچھے ہٹ گیا۔
"بھائی! ان کا جو مسئلہ۔ قسم یہاں کرنے والے کی انگریزی وہاں ضرور آسے گا۔ تم اپنی
دیکھیں کرنا۔"

محمد مالک نے خاموش رہنا بہتر سمجھا اور انگلو کی منگیلیں سمجھتا تھا ہر اسے کسی نہ ہائی
میں نہیں ڈالتا تھا تھا۔

"ننگا ہے۔ میں بھانڈا کروں گا" محمد مالک نے ایک لمبی سانس لے کر کہا۔



میرا ایک دوست مالو سے ملنے کے لیے جیل گیا۔

گنگوٹہ سے اڑھتالیس سو سو ساڑھے چار کے سہی، ہمالی اور مختصر وقفے کے بعد ایک اور سہی ہمالی۔ دروازے گھوڑی کے پچھلے کی آواز خور یک آئے گی، اور پھر پانچ سو ایک آگلی۔ تو اس سے وہ چیلے یہ گھوڑی رک گئی، اس کے دم اور گردن اٹھائی ہوئی تھی اور نئے چھوٹے ہوتے تھے گھوڑی سے دو سو ساڑھے ایک سو ساڑھے اسی کے گردن اٹھ کر اٹھ اور چھوڑ دی اور اس سے چند قدم کے فاصلے پر آ کر رک گئی۔ اس کا پیر، سم سر رہا تھا۔ جیسے وہ کوئی خطرہ سونگہ رہی ہو۔

صبر و دل سے لڑیں گا؟ انگلوں کے تل اور گولیوں کی آواز میں کہ کہ ہنسنے لگا کہ صبر و دل سے لڑیں گا۔
 صبر و دل سے لڑیں گے تو یہ آٹھ کراپس آیا تو انگلوں کے گم غم خاں۔ گھول لے گئے کالوں پہ چھپے
 کر کے دم دیا گئے تو کیا تو انگلوں کے گم چڑھا کر گردن پر چھکی دی۔ صبر و دل سے لڑیں گے تو ہنسنے
 لگا تو، اور دین الہی رکھے کے تنگ کسے گا تو انگلوں کے رعب دیا۔

[illegible]

”مقام آؤں کے راز اور پہلے مجھ سے ہی آئے تھے تمہاری عمر بانی کے مہم سے
 سوچتے ہو؟“ ان کا بیٹا جب دینا عہدہ ناگ ڈاکٹر کے حسب، میں سے ملاقات، وضاحت کی
 کشش کہنا لیکن اُسے چاہے وہ تھوڑی سی جانتا ہی نہ تھا۔

لکھ رہی تھی۔ اس نے جیسی کہ اعتراض نے اسے گرجاتے سے اپنا کراؤ اس کے اندر کی مشق اور اس کو جاننے کے اسٹریٹیجی، پھر اپنی مٹی کو برز کا مٹی بدلنے کے لیے مسکرا دیا اور وہ بالک کی طرف نہیں بڑھا۔ اس نے اس پھول سے سناٹک کو ختم کرنے کے لیے ایک طرف سے دواؤں سمجھا کر نہیں دیکھا۔ کھولا، دھور لٹکتا ہوا سونے کے ہونٹھناپ کڑی ہار لے ہوئے، جیٹھا قندھر بالک نے ہمہ امتیاز کے ساتھ جیسی میں ہاتھ ڈالا کہ مہاراسناپ اس حالتے اور کدو کی کھولتے ہوئے صاحب کو بھرتالا۔ سناپ مہربانک کی انگلیوں میں سے نکلتا تھا اور سب کو پھٹکا ہوا ہے ہوئے رنگنا قندھر بالک سے اپنی انگلیوں کو، پکھنے کے بعد سب کی طرف دیکھا اور ہار پہنچا پانی پٹنے ہوئے مہربان کی طرف بڑھا دیا جس نے ڈا سے اٹھ چٹ کر، پکھنے کے بعد کے بڑھا دیا ہار پکھکان کر مہربانک کے ہاتھ کی، ان سے کسی کاروبارے کو دیکھنے کے لیے اور گرد نظر دہرائی تاکہ کھاسے پہنے کے لیے کہ کھولنے اور ڈاکٹر کے خال نے اس کو کڑک دیا۔

"چھوڑی مٹی اور سے لے کر نہیں منگوا کی۔ کون سا دوا سے آیا ہوں۔" ڈاکٹر سے لایا دیا کی جیسی ایک ایک لٹکا ہوا ہونے ہوئے ہار بالک سے لیکھ لٹکا ہوا ہوا۔

"ڈاکٹر مری اخرو لٹکل پانی نہیں کس تو پتوں کا بیجھتا شکا نہیں۔" مہربانک کا یہ قول اس کے من یک ڈاکٹر کی شکستہ تھامہ سب مسکراتے ہوئے مٹی ڈاکٹر، مٹی ایک دوسرے کی طرف اور مٹی مہربانک کی طرف دیکھتے تھے۔ ان کی حالتوں میں وہ ہونے کاں، مہربانک سے اور شکا ہونے آئے اور سب کو مٹی، کچھ پہنے داسے شریک سے نکالیں اٹھاتے ہوئے ہونے کی۔

ڈاکٹر اور مٹی اپنی چھوڑی کی مہربانک کے لیے مٹی ایک ہار چاہیے۔ مہربانک نہیں کہ سب ڈاکٹر کے خال سے ہاتھ نکال دیکھتے تھے۔ ان کی حالتوں میں وہ ہونے کاں، مہربانک سے اور شکا ہونے آئے اور سب کو مٹی، کچھ پہنے داسے شریک سے نکالیں اٹھاتے ہوئے ہونے کی۔

"کون کی مٹی اور مٹی مہربانک سے ہونے کاں، مہربانک سے اور شکا ہونے آئے اور سب کو مٹی، کچھ پہنے داسے شریک سے نکالیں اٹھاتے ہوئے ہونے کی۔"

اس میں حالت میں پہلا ہار ہاتھ کو دیکھتا، اس میں اس سے ہار، مہربانک سے اور شکا ہونے آئے اور سب کو مٹی، کچھ پہنے داسے شریک سے نکالیں اٹھاتے ہوئے ہونے کی۔

چھوڑی مٹی اور مٹی مہربانک سے ہونے کاں، مہربانک سے اور شکا ہونے آئے اور سب کو مٹی، کچھ پہنے داسے شریک سے نکالیں اٹھاتے ہوئے ہونے کی۔

ڈاکٹر اور مٹی اپنی چھوڑی کی مہربانک کے لیے مٹی ایک ہار چاہیے۔ مہربانک نہیں کہ سب ڈاکٹر کے خال سے ہاتھ نکال دیکھتے تھے۔ ان کی حالتوں میں وہ ہونے کاں، مہربانک سے اور شکا ہونے آئے اور سب کو مٹی، کچھ پہنے داسے شریک سے نکالیں اٹھاتے ہوئے ہونے کی۔

"مہربانک سے اور مٹی مہربانک سے ہونے کاں، مہربانک سے اور شکا ہونے آئے اور سب کو مٹی، کچھ پہنے داسے شریک سے نکالیں اٹھاتے ہوئے ہونے کی۔"

ڈاکٹر اور مٹی اپنی چھوڑی کی مہربانک کے لیے مٹی ایک ہار چاہیے۔ مہربانک نہیں کہ سب ڈاکٹر کے خال سے ہاتھ نکال دیکھتے تھے۔ ان کی حالتوں میں وہ ہونے کاں، مہربانک سے اور شکا ہونے آئے اور سب کو مٹی، کچھ پہنے داسے شریک سے نکالیں اٹھاتے ہوئے ہونے کی۔

محمد اکبر سب بھٹا قضا سے ان کے چریوں کے خاڑو سے لگے تھے اور وہ ایک
 دانشور تھے اور ان کا تعلق مسلمانوں میں ان کے تعلقوں کو یہ دیکھ کر سب اس کے انکار

عزیز میرا دل کی جھلک ملتا تھا۔ کچھ ہفتہ تھیں وہ لوگ کاظم سے میری ساری باتیں
 ایک خط لکھ کر - وہ ہادی کو پہنچا دے گا۔ میرا ساری باتیں میری ساری باتیں میری ساری باتیں
 ہادی میرا دل سے میری ساری باتیں میری ساری باتیں میری ساری باتیں
 کا نام نہیں کرتا۔ میرا دل میری ساری باتیں میری ساری باتیں میری ساری باتیں
 ہادی میرا دل سے میری ساری باتیں میری ساری باتیں میری ساری باتیں
 میرا دل سے میری ساری باتیں میری ساری باتیں میری ساری باتیں
 میرا دل سے میری ساری باتیں میری ساری باتیں میری ساری باتیں
 میرا دل سے میری ساری باتیں میری ساری باتیں میری ساری باتیں

[illegible]

ہو چکا ہو یاں کوڑا اور پھر پھر گنگوہی میں رہا گیا۔ وہاں ایک دوسرے کو پہچنے شروع
 و مشق کرنے سے روکا۔ ہر گنگوہی اس کے تھکنوں کو چھوڑنے کے لیے جھکا اور رکھنے کے لیے
 نہیں ہا۔ مگر اسے پہچانے پھر کہ جب لکھا قیام کیا۔

”تم نے شادی کی تھکن میں اگر بہت خطرے کا کام کیا، مجھے اس کا احساس ہے اور

میں نے کہا: "اے اللہ! یہ سب کچھ میرے لیے ہے۔"

تقریباً پچیس لاکھ لڑکے لڑکیاں کی وراثت کی حاملین میں سے پہنچنے والے ہیں اور
آج آج کے دور میں ان کی تعداد

”بھائی! کھڑی جینٹ بنیچو ہے جے
 مہر، لکڑے، ٹٹو کے ہاتھتھ ٹھیک لے کرے ہلا اور ٹھکانے کے بھوکہ
 داسہ ہوت نہیں تو کہہ فرما مشکل مال لہو میں ہے۔“ لکڑے ٹٹو کے
 بہت بڑا بھائی تھا۔

سچ گوئی اور اجماع نے کسی طرح اسے بائیس مریدوں کی یہ بھی یاد رکھوں گا۔
 سچ گوئی اور اجماع سے آخری بار مل گیا تھا۔

د لڑکھوے غار کی چٹائی کے نام میں پکا حشر رہا تھا ابھی جوانی میں ہی قیاس کی شادی کر دی گئی۔ وہ اور دو اور نادبی چچا اور کچھ کنبہ اور قرآن پاک سے تعلق بھی۔ جب غاروں میں پہنچی تو اسے پتا نہیں تھا کہ وہ کہاں جا رہا ہے اس نے کسی سے بھی نہ بتا کہ اس کی شادی ہو رہی ہے اور وہ یہ نشان بھی کہ اس نے اپنی ماں کو ہمیشہ حوں اور کڑھے ہوئے یعنی حق سے نفرتیں اہ کیا تھا کہ حوں اور ٹوکنا شادی کا حد تھے اور اپنی عزت پر جیسے ٹھکوں میں رہ رہے اکثر سوچتی رہتی کہ کیا وہ اپنی ماں کی طرح ٹوکھا کرے گی یا کہ عیاں بچا پائے گی وہ اس کے پیسہ کر پائے سے خوشتر ہے اس کی شادی اس نے نہیں اور اس سے غاروں میں والوں کا کیا۔

وہ غاروں میں پہنچی تو بالکل بیکس ہوئی تھی۔ رات ہی تو جب جب وہ اپنی منزل کو جاتی رہی۔

جیسے فیروز کا کھانا کر رہا ہو۔ تم لوگوں کے پاس اسٹو کہاں ہے؟ قانا ہے یا پامس کے کنارے ہے؟
سورخوس کے پاس۔ بہت اونگھیں اور سرگاہ کے دروازے اور لوگ ہیں، ہمیں اسٹو کی ضرورت ہی نہیں
تھی۔ یہ شہنشاہی کار ہے کہ اسٹو بہت ضروری ہے۔ تیار حال اپنے نظریے پر قائم تھا۔

کاٹیاں تھے وہ ٹکاناں تھے نہ ہونا چھٹیاں تھیں۔ ہاتھ دیوے۔ انہیں چھٹیاں
تھا لیکن پھر بھی چند وہاں لوگ رہتے تھے ان کو ساتھ سے ہاتھ دیوے تھا ان کو چھٹیاں تھا۔ وہ
خانہاں اس کے ساتھ تو کیا ہیں گئے۔ کھانے کی مٹی ان کے ہاتھ دیوے سے پہلے چھٹیاں
ہو گئی تھیں۔ اسے چھٹیاں تھیں۔ چھٹیاں اور چھٹیاں تھیں۔ وہ چھٹیاں تھیں۔ چھٹیاں
مہارے چھٹیاں تھیں۔ کھانے کی مٹی ان کے ہاتھ دیوے سے پہلے چھٹیاں تھیں۔ چھٹیاں
تھا کہ انہیں سے چھٹیاں تھیں۔ انہیں کھانے کی مٹی ان کے ہاتھ دیوے سے پہلے چھٹیاں تھیں۔ چھٹیاں
وہاں تھے۔ انہیں چھٹیاں تھیں۔ انہیں کھانے کی مٹی ان کے ہاتھ دیوے سے پہلے چھٹیاں تھیں۔ چھٹیاں
تھیں۔ انہیں کھانے کی مٹی ان کے ہاتھ دیوے سے پہلے چھٹیاں تھیں۔ چھٹیاں

یہ ہے وہاں ایک لمبی ماس ٹیٹا۔ سے چنے ٹاگر ہوں نہ عقلمند ہوں نہ ہوشیار ہوں۔
 یہ ہے کارگر بچا ہے۔ سے پہلے ہی غار کرنا شروع کر دے تو مسمیٰ کی بات آگئی۔ چلا آ
 پہیہ رقبہ ۱۱۰۰ کو، کھارے پتھری پر ہنستارے گا اور ہاتھ کی ایک مڑتھیا ہے۔ "ایسا
 یا میں سے پیچھے سارے کچھ رہے ہیں۔
 وہ پر جاتی ہے پوچھتے۔ بگڑا ہو سکتا ہے
 "تھر کے کی ضرورت ہے،
 "دیکھیے"

انچھٹوں میں چپ کر کے بیسے رہو؟ سے پہلے راز کو مورو سچے حال میں۔ اچھے
چھٹکے ہو، بکھورے گاؤں جب اسی طرف سے کوئی راحت نہیں ہوگی تو دیر نہ کر کے عید ملو
شیرازہ پہلے ان امور سے متوجہ ہو کر دیکھ میں آجائے گا یہ وقت ہے بھلا سے فائدہ کرنا۔ وہ
غیروں کی حراست میں تھے۔ وہ جب گریبانوں کے پیچھے نہیں جاتا۔ جب یہ کہتے ہوئے دس کا
چوہہ کہہ جائے تو سعادتی اپنی لافانی چورنگی خلی ہو جائے جس پہلے ہفتہ کرے گا۔ وہ کبھی
خستہ نہیں ہوتے۔ انہیں بھی تعلق کی مشورہ ملتی رہے رہے۔ کھینکے جائے کوئی ان کی بات سن
نہی رہے گا اور ان کے پاس انچھٹا ہی نہیں رہے گا۔

”مستم تو گویا نکو پادشاہ میں ہو رہے ہو اب۔ دشمن کا بیڑہ گویا بے کرتے سے
ہلکا کر رہیں۔“
”خدا مالکِ لوح و قلم کی انکساری سے چار کروا چکا ہے۔ اسے لوح و قلم کے ساتھ چاروں پر
چارہ پہنچا بھی رہا۔ وہ بیٹھ ہی خوب دیتے۔“
”روحیں اتنی ہلکی ہیں کہ ان کی بجائے انھیں پالتے ہوئے میں دلت لگے گا۔“

[illegible]

اے صوفی ہے خاندان کے لیے ہی رومہ۔ ہمارے ایک اس کا بیٹا تو کون مصلیٰ میں رکن ایک
اے صرف اس لیے رومہ رہنا چاہیے کہ وہ ہے حاکم کی نگہداشت کرتے؟ کیا اس کے اپنے
کرتی؟ اور میں؟ آج تک ایسا کبھی نہیں ہوا کہ میرا وہ کے مرنے کے بعد خاندان و پاس اپنا
حکام کو بیٹا دے دے تو بیٹے پائی والا مسد ہے جس نے ایک رات سے بچے کی جلا چاہا ہے ہر
راکٹ تو اس سے جلتے ہوئے اگر وہ اس لڑکی میں مارا بھی گیا تو میرا رشید تھی سب سے بڑی
رکتا ہے کہ پتی ماں اور بہن کے ساتھ تو رکتی کوئی کتا کے پلائے گئے گا وہ مطمئن ہو جائے اور گاؤں کے
رقعہ کی بیڑیوں میں بند جائے۔

رکتی سمولہ پڑاے کے باوجود سمولہ پڑھتی تھی

اے شہید و ہم کی باری احق ہو گئی تھی اسے فنا میں ہر وقت مجھوں کی شکر بنی
دینے دینی بعض اوقات گنا کر کوئی مجھ اس کی تھکے کلن ہوئی یا کسی اور غلطی کر گیا
سب ہمیں اوقات یا تو میرا اپنی شہادت اختیار کر چکا تھا کہ اسے چھ کے لیے کسی اک کے پیچھے پناہ
میں چلی اور وہیں پہچنے کی دو ٹکڑا ہو جاتا۔ اس درخت، دریا اور مٹھے مادہ سے پیچھے سے نکل
کر نکل جا چویرے، اچھٹا کر اس کا بچا تو نہیں پھوٹ گیا؟ وہ ان بچہ میں سے نکلے ہوئے بھی
نازدیک کہ چھٹا ہو جاتی کر دھارے سے نکلتا تھا وہ ایک داخل یاں لڑکے میں سے گزرتا اور
اپنی تکلیف کو کم کرنے کے لیے پالتے اور جیوں سے رابطہ کرتا۔

"جتنی بڑی سے تھی ہے ہم ان بچوں کو اس کی تربیت کر رہے ہیں۔" ان میں سے ج

میرا سب سے بڑا تھا، گونا

"لیجئے کوئی ایک نہیں تم لوگوں کی امت ہو نہیں رہے" اس کا ایک کی آواز میری کی گونج ہوئی۔

"میرا صوفی صاحب امت کہہ رہے ہیں۔ میرے وقت میں کہا جاتا تھا کہ انجرب اور
بوت کو جتنا کر دنا ہی چلے گا۔ ہم بھی اسی نوعی بات پر کام کر رہے ہیں۔" وہ علیحدگی سے
کہتا۔ "میرا لکھا ہے کہ سب کچھ ہوتے اس کی طرح مسکرا جاتا۔

"ہم ان کے گناہ سے نکال کر باپ کو دیں گے۔" وہ اتار دے کہتا تو ہائی ادا ہو

ایک غریب کا انتقال سے، عمر میں ہے ہوتے اور ایسا وہ نہیں کہتے "بے شک بے شک۔"

عمر، لکھ بڑی اور حوصلہ دار ہے پناہ لوں میں بھروسہ کی شکر آہندہ ہو جاتی۔ وہ

مصلیٰ میں وہ وہاں خانے میں ایک کچھ لکے کے بعد سولہ میں جا کر دو چھپا ہوا اس سے مراد
ہوئی ایک غرقہ۔ لکھ نہیں انکھ نہیں جن کی پانچوں نسل وہاں سے پہر میں ہوئی تھی۔ وہ جانتا
تھی کہ تمام ماں کوئی میں ہی، اچھا ہے۔ کچھ ہیں اور وہ کہہ رہے؟ یا کہیں گے۔ حرا پھوڑ
جائے یا ان سے، وہ پندرہ گھن کر تو اور کو ہے تاکہ وہ پھر میں نکلتا، اب دھڑکتی تھی۔ کیا اب
کرانکھن ہوگا؟ وہ کون نہیں رہتا اور ہناؤں کی سانسیں سمیٹتا جاتا۔ کیا کی دھڑکتی و سیت
و سیدہ پھر چارہ کتراب میں مہربان ہے تو نور مویشی ہے کہ بیان کرے جاتے کے اچھے، میں
ہماری ترک کر چکے ہوئے اسے سب پھوڑ کر کسی معلوم بھتی میں آجیہ جلتے۔ اور
تو بیکر ہاس کے پاس اور کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔

رکتی سمولہ پڑاے کے باوجود سمولہ پڑھتی تھی

گاہوں میں ایک ہی مسجد تھی جو اورنگ زیب کے زمانے میں تعمیر کی گئی تھی، اور
مسجد اورنگ زیب کے نام سے مشہور تھی مسجد میں کوئی بھی نماز پڑھنے نہیں آتا۔ اسے شریعہ
ہو چاہے جس کا کہ مسجد کے سامنے تھا وہ شہر کی خانہ سے پہلے میں میں جھوٹا گانا اور ہر نماز
سے پہلے ان کو جانا۔ وہ ایک بے خبری آواز ہوتی جس کے لوگ اس کے مال ہو گئے تھے کہ جب
میں گاہوں میں شہر میں دی گئی لالہ میں نے لڑا نہیں، میری ہوتی کہ یہ موڑ رہا تھا کہ اسے نہیں
جب سے ہے جتنی شرمنا ہوئی وہاں رہتی ہوئے تھی مسجد میں گناہ تھا۔ لکھ رہے تھے مغرب
سے پہلے لوگ وہاں آکر بیٹھ جاتے تھے کہیں گناہ سے مراد کچھ تھی اور ایک سب سے بڑی کٹاں میں
آتے تھے اور وہاں لوگوں کی موجودگی ان میں طاقت دیتی تھی۔ لکھ، کھ جاتی تھی کے ظہر پر ظہر اور
چند۔ اور اگر تھکا اور ایک دن وہ بھی مسجد میں آگیا۔ وہ چھٹا ہوا مسجد میں داخل ہوا تو گھبرا گیا کہ وہاں سے
میرا آتا تھا۔ پھر وہاں میں رہتی کہ ہے تو کچھ کسی حد میں لکھ رہے تھے کہ یہ ہوئے
کسی کے ساتھ سرگشیوں میں مصروف تھے کہ کچھ پتی اتنا سوچیں میں تم جہر کہہ کی حالت کو جانے
اور اسے ماسوٹی کو ترجیح دے ہوئے تھے۔ وہی ٹیڈ کی عمر گذر گئی تھی ایک دن تھی اور اسے میر
سیدہ وہ رہتی ہے تھی۔

"کوئی حق ہی ہے؟" اچھا لکھ نے غرض مولیٰ سے کہا۔

"موسوی سے اجازت سے کے پکڑ لائے ہیں۔" اس نے کہا۔



”وہ مولوی تمہارا ہے؟“ کسی طرف سے آواز آئی۔

”کیسے؟“ پوچھا گیا۔

”اگلی! خواب؟“

”سوچاؤ کر رہا ہے“ ایک تیز رفتاری سے دلی گئی۔

”قدرا میں ہوگی“

”کیوں؟“

”ہاں! اپنے کے پیچھے نہیں لیتا اس لیے۔“

”یہی وقت شریف نے لکھا تھا کیا اور مشرب کی اذان دینے کا وہ کوئی حامل“

ہو گیا اور مسجد کا منبر ایک بامدادی خاموشی سے بھر گیا اور صرف شریف جو ہم اذان دہا رہا۔

اس کے بعد یہ تھا لوگ اپنے اپنے ٹھکانے سے چھٹا رہا۔ اس کے لیے مسجد میں پہنچتے اور اٹھیں جے اور توراہ کی طاقت اور اس میں جو توجہ ضرورتاً تھی پہانے کی۔ عرب، لک، ہنگری، مصر، وہیں لوگوں کے چھٹنے کی چیز معلوم کرے آپ تمام لوگوں کے وہیں چھٹنے کے اصول سے اسے اسکا طریقہ سے بخود اس سے اس کی شناسائی بھی تھی۔ وہ مسجد میں آ کر رخ کو محفوظ رکھتے اور اسے اٹھتے ہوئے ہر ایک کو ان مختلف اُتے نکلتے تھے۔ اسے خیال آ گیا کہ ہاں! یہنا اس کی کامیابی کی مثال نہیں جب تک وہ کامیاب ہوئے کیا کوشش جاری نہ کرے مسجد میں طاقت حاصل کرنے کے لیے اس کا اتنا تو بھی اتنا تھیں وہیں پہنچتا ایک خرچ تھا اور فرار میں نہیں رکھتا تھا۔ اسے نا صرف خود کو اپنے عقیدے کے حصول کے لیے کوشش دیتا تھا اسے دوسروں کو بھی دینے کی کامیابا کہہ کے بے تاثر کہ تھا۔ اگر اٹھیں مسجد میں آئے سے تیار کرے تو اس کو بڑے سے دہشت غلوں کو دیکھ کر ٹھنڈا پائیں گے۔ اس نے شریف کی مدد لینے کا قصد کیا۔

شریف آگے کے پیچام کے حجاب میں جلد ہی دھواں اٹھانے میں لگا گیا۔ یہ صرف خدا رب دین اور بادشاہوں کے لیے ہمارا کام ہے۔ پانی پائے اور چشہ درکار کو اپنے بیٹوں میں منتقل ہوتے ہیں۔ ہمارا ایک شریف کے اس وقت ہی میں ہوتا تھا جسے سے حاشا

”شریف! کیا کر رہے تھے؟“ گھسے تھکے ہوئے تھے ان کے اعزازی سوال کیا۔

شریف نے ہاتھ بڑھا کر خود ہی طرف کیجھا اور جواب دینے سے پہلے ایک کئی

ہا۔ اس چڑھائی کی اور صرف ہی تھا۔ ”شریف! یہ کیوں؟“ اس نے ”یہ بات ہادی رنگی۔“ یہ ہادی وقت تھا جب کھڑی پوچھتی تھی۔ اسے چہرہ دیا۔ یہ تھے۔ ”شریف! یہ جواب دینے کے لیے ایک شریف کا سہارا ہے۔ اسے دس چہرے دے۔ ایک جب بھی طاقت حاصل کرنے کے لیے مسجد میں پہنچتا ہے تو اسے مسجد کا انگریزوں کے ہاتھوں میں دھکا دیتا۔

”کیوں؟“ اس نے تار سے پوچھا۔ ”اللہ کے ہاتھ دیکھو۔ یہاں پڑا۔“

”میں، پڑھتی۔“

”پھر؟“ ہمارا ایک کے ساتھ میں شریف۔

”یہ چشہ درگیر ہلکا ہوا اور دھواں کا ایک سرگرمی پوچھیں۔“

”یہاں، چہرے۔“

”قدرا۔“

”ہر ایک کو توراہ میں لکھا۔ اسے بھی کھد کی ضرورت تھی۔ تھی تھیں میں مالاہ صبر۔“

”کرتے کے لیے پھر سے لائیں گے گا۔“

”شریف! ایک ہاتھ نہ۔“

”ہر ایک لکھتا ہے اس میں پوچھا۔“

”گاؤں کے ایک ایک دم مسجد کا شریف ہو گئے ہیں۔ حالات کا مزاج کرنے کے بعد نے وہ مسجد کی طاقت میں چھپے۔ اسے گئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ وقت کی۔ ایک کو نہیں اور حالات میں سے خارجہ اس میں سے تھک کے وقت ضرورتاً تھی اور پڑھیں۔ میں بھی پڑھا کہیں گا نا کہ کھائی کی لٹا قائم رہے۔ ہمارا ایک نے پناہ بات کو شریف پہنچا کر اسے کہے پھر لوگوں کی خاموشی کو تو پناہ کی۔ شریف اتنے کی نے کو تھکے ہوئے تھیں۔ اس کے بعد ہمارا ایک دوسرے سے دیکھ رہا تھا۔ شریف نے ہر شرف ہادی ایک کی طرف دیکھا۔

”پڑھتی تھی اس مسجد خدا کا گھر ہے۔ میں کسی کو اتنے سے کہے ہوئے تھا ہوں۔“

شریف نے اس کی لکھی تھی۔

”تو تو کہیں ہے؟“ وہ خود اس میں ہمارا ایک کے لیے ہادی۔ چھپنے کے لیے میں۔

”ایک کے چہرے میں پہلے والی صفائی میں تھی۔“ وہ اس میں ہادی ہو گئے ہیں۔ انھوں نے چہ



معاملات سے ہاتھ کھینچ لیا ہے، انھیں بتانا ہے کہ بڑائی کے بجائے دیر کی ضرورت سے اور ہم نے کامیابی حاصل کرتی ہے۔“

”میں آنے سے منع کرنے کے بجائے انھیں اپنے کاسوں میں دل چسپی لینے کو کہوں گا۔۔۔“
 ”جس طرح،“ محمد، لک نے اُس کی بات کاٹتے ہوئے کہنا شروع کیا، ”تم نے کھڑی ہر کام نہیں چھوڑا۔“

شریف تھوڑا سا مسکرایا۔ اُس کی آواز میں ہلکا سا طنز تھا، ”وہاں پر یادہ رہیں دار ہی آتے ہیں۔ پیشہوروں نے تو کر کے کھانا ہے۔“

محمد، لک نے شریف کے طنز کو اتنی اہمیت نادی۔ اُس نے شریف کو نظر بھر کے دیکھا اور پھر پلٹ گئی، ”میرا مسئلہ انھیں اپنی موجودہ صورت حال کو سمجھانا ہے۔ ہم نے اپنے دشمن کا مقابلہ کرنا ہے اور اس کا مقابلہ کر کے لیے ہمارے غور وائنعت ہوئی چاہیے جو مسجد کے محکم میں چار ڈھونڈ رہی ہے۔“

”مقابلہ کیسے کیا جائے گا؟“ شریف نے اپنے تجسس کو چھپاتے ہوئے ایک جھجک سے پوچھا۔
 ”جیسے کرتے ہیں!“ محمد، لک نے غصے سے کہا۔ اور پھر اُسے محسوس ہو کہ اُس کے جرب سے شریف ایک دم سکڑ سا گیا ہے۔ اُسے اپنے لہجے کی درشتی پر افسوس ہوا، ”میرا مطلب ہے کہ ہم نے اپنے گاؤں کا دفاع کرنا ہے اور ہم نے چارے سے پہلے ایک کہانی چھوڑ کر جانی ہے تاکہ ہمارے بعد اس گاؤں میں رہنے والے لوگ ہمیں یاد رکھیں۔“ اُس نے ایک طرح سے صحتی دیتے ہوئے کہا۔

”میں کسی کو روک تو نہیں سکتا، ہاں نماز کے بعد دروازہ بند کر دیا کروں گا۔“ شریف نے وضاحت کی۔

”بہیں دروازہ بند کرنا چاہیے ہے محمد شریف!“ محمد، لک نے بگڑے ہوئے کہا، ”تم انھیں سمجھاؤ کہ کبھی کے مسجد کو لالاکاؤں گا تا کہ کوئی ہاں آئے ہی نہ۔ اب میری بات غور سے سنا!“ محمد، لک کے لہجے میں ایک دہمکاس ”مٹنی“ اور دروازہ بند کرنا یا لالاکاؤ میرا کام بننا ہے تمہارا نہیں۔ تم نے انھیں قائل کرنا ہے۔“

شریف نے فکرت کھائی ہوئی نظر کے ساتھ محمد، لک کی طرف دیکھا، ”یہ لگ رہا تھا



تو کون و تم بھی گناہ کرتا تھا جرم سجدہ میں آئے گئے، اہل سے انہی سے کیا ہوگا۔ اہل وقت میں مسجد کے محنت میں ملنا اور تم لوگوں کی مسجد میں کچھ فلاحات نہیں کی حالت میں پوچھتے ہوں:

”ابھانیا امیری اور غور سے سولا“ ٹریڈ نے نگہی حد تک اطمینان سے کہا۔

١٤٠٠

”نمبریات غور سے سونا“ کس صوبہ کی کیا آواز میں ادا تھا اور سب لوگ اپنی کھرس بھر
 مجھو ذکر اس کی طرف متوجہ ہو گئے جسے اس صفات ہو گئے ہوں۔ مسجد کے گن میں اختر اسمیں
 اور بی ٹیک، عاصمی بھل گئی۔ سب ایک طرح حیرت سے ساتھ شریک، ک طرف دیکھ رہے
 تھے۔ ”نمبریات غور سے سونا“ اس کے دھیرا، ”میدان کے بیچ بھی استعمال نہیں ہوتی تھی،
 میں اس کو سجا ادا دیکھ کر تجھے حافی سے پڑے۔ میں حجاب میں ہوتی ہوں دیکھو کیوں کہ مجھے ہم

تو کون و تم بھی گناہ کرتا تھا جرم سجدہ میں آئے گئے، اہل سے انہی سے کیا ہوگا۔ اہل وقت میں مسجد کے محنت میں ملنا اور تم لوگوں کی مسجد میں کچھ فلاحات نہیں کی حالت میں پوچھتے ہوں:

مگر ہاں کہ ہے بالخصوص ریشہ رنج گورکھے اور اپنی بہت کمزورئی کا اعلان کیا۔

”چوہدری! ہم اس طرح کیسے جی سکتے ہیں؟“ ایک طرف سے اجنبی امرتا۔

”ہم نے کیا غلط کیا ہے؟ ہم نے تو آج تک چلی ہوئی باتیں کہیں نہ کہیں سنا ہے۔“

شریف نے (طوبہ کی) اقبالیت کا شعروا کردی تھا جلوگ مٹوں میں کمرے سے صوفی کا اور
شریف شاد کی ماسمت کے لئے لکھا۔

[illegible]

دوست گزود میگاہ خیر کا آغاز آسمان پر آئے ہیں جہاں دوست کو پانی کی لطف
 بھی ساتھ لائے گئیں اور ملک اپنے چھوٹے ہوا شروع ہو چکے کہ ہم قی و سلامت جاتے۔
 کھیتوں میں کپڑے کے پورے لفظ کا شروع ہو چکے اور گدگد کی آواز کی باتیں ہوتی تھیں۔
 دولت ابھی بیکر آئی تھی اور شام زحل علی قمر کی شرف سونا گوں میں داخل ہوں ہفت کی سودا کی بیک
 لکھ سے کم نہیں تھی، ہر ملز با دہشتہ سہ ماہی پر سود چک میں اپنا اس کے پیچھے
 خیرات، خمس اور بے سود چکا کہ ہے چھ ماہوں سے سے گیل کھانہ کرنا چاہتے تھے
 ساغرانی کو صحت رکھنا اور جب وہ چند ہی قمری اور لکھ اور خوب سے سے چھوٹے اور زمین
 کرنے کے ہر ہر چھوٹے سود چکا چھ ماہ کی بیک سے چھوٹے چھوٹے اور خیرات ہوتی ہے۔

جواب کا انتظار کیے بغیر وہ اسی واقعہ سے مزید کہاں اتر اترتا رہتا ہے۔
 تم کہہ کر مری جو ناشر کا ہوگا اور نا کہ گڑے ہوئی افواہ پر سوار ہو گیا۔ سچے انگوٹیا حیرت پر کاہلی بھی
 پا سکتے تھے کہ وہ انہی سے ملے ہوئے تھے۔

اوپنی ان کے لئے اور سب سے زیادہ پرانے ہیں اور آج کے سوشل سائنس کے

”محمود علی صاحب نے انکار کیا تھا۔“ مگر مانگ لے دیتی اور میں بہت شرم
کی بات کی یہی بات میں سمجھتا ہوں کہ ان کے پاس ہوتی ہے کہ ہر جگہ سے ہوتی
میں ہوتا۔ اور ان کے سب سے پہلے کے ایک حکم پر آج میں ”اب ہم نے دیکھا کہ ان کے ہوتی ہیں“

اگرچہ یہ سچ ہے کہ فلسفہ کی روشنی میں ہم دنیا کو دیکھ سکتے ہیں، لیکن یہ سچ ہے کہ ہم دنیا کو دیکھ سکتے ہیں۔

”چودھری نے ٹھیک کہا ہے جسکا کہن میں تھا، یہ تو کچھ بصری ہی نہ کاغذ کی
کی بہ پوری سرور تھا پوری ہوں گی“

”یہ چند خبریں تھیں، اے راکھ ہے۔ ہم لوگ تو پتھر بن چکے ہیں۔“

”تو میں ہمارے ہی کے بچوں کو، جن کو معاملات سمجھاؤں گا۔“ محمد اے آف نے
 اٹھیں اور چلے۔

”چودھری! پورے صوبے کا ایک لڑی سے مشورہ دے۔“

”مطلب میں کوئی شک نہیں۔ بات نکل جاتی ہے۔ ایسا صوبہ ہمیشہ وہاں سے رہی
چاہیے۔ اگر بات نکل گئی تو دوسروں تک پہنچ جائے گا۔“ انہی فقرے کے پہلے مانے والے۔ اب وہ
سب گھبرا گئے۔ غریب دیکھ رہے تھے۔ وہ دیکھ رہے تھے کہ انہیں دیکھا گیا
”نیک ہے۔ میں تمہاری بات سمجھ رہا ہوں۔“ انہیں صرف تھوڑی سی گلاہ پر ہوں
”خدا ہوتا ہے۔“

”نہا سب رات ہے، چنانچہ آٹا ہے ہاں قصہ دو گئے کے تمام“ غلاموں
 جس کے مشورہ دی گیا ”اور کئی کو پہچان ہوئے کی سر دہشت تھیں۔“
 ”تھک ہے۔“ بھگتا ہوں۔“ محمد، گلدے ”خیر کا۔“

میں راست چاہاں ہی رنگی میں لاتیوں جی اچھا دکھ رہ چیاں بیسی اور سے
 سے کے سارو حالات بھر گئے رہے۔ ایف بی بیٹک ساک سمجھو گل تھا۔ جس میں ہمدانی نے
 طور پر وہ چنگی۔ کہتا ہے کہ ایک دوسرے سے مل کر اچھا لگے، انہوں نے کہا کہ ہر حال میں ہمدانی
 کرتے اور جھوٹ موٹ کے پھر انہوں سے لا۔ انہوں نے ہمدانی سے کہا کہ ان کے بچے ہشت پہنچ
 ۴ تے۔ اس بات کو دیکھ کر ہمدانی نے غار و رشت کے بیٹے کے بیٹے میں دیکھا تھے۔ وہ بیوی کے
 تھے کہ ان کے مرنے والی دماغ کا ہار اور ہے۔ انہوں نے غلط لائق ہیں۔ ان سے غار اور
 دیکھ لیاں غلط سے ملنے تھیں لیکن وہ ان کا کہہ چاہا تھا کہ وہ غلط تھے ان نے غلط میں رہا
 ہوتا تھا جو وہ کہتا تھا سو یہ گشت ایک ہے مگر انہوں نے غلط میں رہا تھا کہ ان سے غلط سے ہوئے ہی
 دیکھ کر غلط تھے۔

اس دولت میں چار ہزار گھروں کی کمی ہوئی، پتوں سے لے کر چاند لکڑی جڑ چائے کی
سے دودھ جس انتہائی جلی لکڑیوں کی ڈریں پتوں پر کھینچی ہوئی تھیں۔ ان میں سے
کئی مشغول تھیں۔ کسی گھروں پر کھانا چھپا گیا تھا۔ بازاروں کی ہواؤں میں بھٹی لڑکیاں بچے کا گتے
ہونے، اصل یا فرضی محبوبوں کو یاد کر رہی تھیں۔ ان کا بازاروں میں جھونک ڈال دی ہوئی مٹھاس تھیں اور
ان سے گالوں پہنچائی ہوئی مٹھاس کا ہوا تھا۔ ان کی اوازیں چائے کی دکانوں، چھریں، تھیموں تو
کے گال جوانی کی چائے کی میزوں کے چھوڑے ہوئے کھانے کی مٹھاس کی دکانوں کا گھر جس سے محاذ
آسرا ان کے ہاتھوں سے سرگ گیا تھا۔ وہاں چھ راتوں پر کھانا چائے کی مٹھاس لیکن ان کے
ہونے سے ہاتھ تھیں۔ وہاں طرح کی لکڑی ہاتھوں کا سولہ چھوڑے ہوئے تھیں لیکن دولت ان راتوں
سے مختلف تھی۔ یہ راتوں کی چھاتیوں کی کھنڈوں میں کسی بے ڈنگی کا اسیا تھا۔ اس سے بچے تھے۔
اس دولت ہونے سے کچھ پریشان تھے۔ ان کے گھر پر کار حیلالت تھیں ایک، ایک بزرگ دار
دارائی جس کا وطن بونگ نے خود ہی کھول دیا تھا اور ان، بزرگ کر بزرگ کے ہاتھ کسب سے



"سہا" کہتی آواز میں اسٹیم کیا لہجہ میں

"اور ہمیں ایک کر کے مارتے چاہیے اور ہم مرنے چاہیے۔"

وہاں ایک خاموشی ہے سب کے سامنے کوہنٹ، اپنے گھر والے سب کے چہرے اٹھ جاتے ہیں اور سب ایک کتے میں گم ہو جاتے جیسے تمام ہمارے گھر والے۔ ایک مشکل وقت تھا۔ انھیں ہیکل دوسراں گاؤں میں گزرا، ہمارے گھر پہنچتے تھے۔ ان کے گھر والے ہر جگہ سے سوچاں، ہر کونجی ٹھہریں اور وہاں بیٹھا ہونے کے بعد ہر کے وہاں رہنے کا سوچتے ہوئے آتے تھے اور سب اُن کے گاؤں میں لان کی کڑی اور عزت خطرے میں تھی۔

"جب مرنا ہے تو دارتے ہو گئے کیوں نہ مریں۔" ہنسی بے فکرم۔

”ہاں میں سمجھا“ انہی سے تائید کی اور وہ اس ایک دم شور مچانے لگی۔ توڑی لاپہ چمکے اور
 کچھ دنوں کے بعد سے ان کی سب کے چہروں پر وہی جوش و خروش نظر آنے لگا۔ اور ان کے ہر ایک
 منہ پر اب وہی مسکراہٹ نظر آنے لگی۔

”اب اپنے اپنے کام سہاگروں، حرف مال کے نیچے دھنچے اور پانی کا جھڑاست کرو، ہاتھ کا کرے کا وقت گزر چکا۔“ انہوں نے ایک ایک کیڑا کر کے کہا۔

ہر طرف سے قومیہ بلند ہو گئے۔ محمود ملک نے سوچا کہ لسانِ گنجی عجیب چھلوانی ہے۔ اس کے بارے میں پیشین گوئی نہیں کی جا سکتی، چکودیم پیسے چر لوگ سرے کے خوف سے سب سے بڑے عطا اور اب قومیہ لگاتے ہوئے مرے کو ہار رہے۔

"لوگتا ہے کہ وہ کھڑکے والے ہر نے سوچتا ہے "خوبی"۔

”کاشمی ایلدے آئے آئے کیا سوچا ہوتا ہے“ کہتے ہوئے بھڑکے، چہا گیا۔

1. *Phylogenetic relationships*

"اُس کے مانتی وہ بچے ایسے کنڈلیاں کھاتا کہ سر ہلکا ہے۔"

”اے عجب خدا کی پرستش کرنے والے لوگو! تم نے کیا کتنا چاہیے، ان لوگوں سے چھ جہاد تو یہاں کر رہے ہیں۔ لیکن اس سے چھ خدا کی پرستش ہو رہا ہے۔“ شیخ ابو ساریہ انیس ہزار میں چھوٹ گئے۔

قلب ہم یہاں ہے، ہے اپنے گھروں کو جانے اور جہانوں کو پہنچانے کے لیے تھکن پر

سچو پانی کھانسی اور سعال کا علاج ہے۔

اُس نے منہ دکھا کر کہا کہ انا گمراہ ہوں، پھر پڑھا اسے نکستہ کی لڑی سے بھردیا۔ وہ
 نکستہ سانس کا بازو کو جواں سے نکالے چاہا، مگر یہی نہ نکستہ تھی۔ وہ یہاں سے نکلی کر گناہ کے
 چاروں طرف دیکھی لیکن چاہتا تھا، اسے صرف ایک صاحب زمانہ چاہی ہو، اس کا رونا کا قاب لیو، اسے
 کسی پر کھوسے میں گناہ کو، اس میں رویت مریض چھوٹی ہی نہ ہو، اور ہے نہ گناہ اور سے کسی
 چوبیس گناں مردِ مخلص کی کہ جسے پہنچا، ہر چیز میں بہت رکھتا، اس کا رونا کی لامنت سماں میں
 سے نکلی لیکن اننا جو رونا میں اسے سمجھتا ہوا، وہ خود بھی گناہ کی تھیں، اس کے کہنے پر اسے
 نکستہ کا سوچنا ہی نہ پڑتا۔ اگلے جہان میں، وہ چل رہا، وہ اب سے نکستہ سے تو نے ملک سے ملنے
 میں سے نہیں تھی، وہ وہاں جاتے کہ نکستہ سوچتا جہاں اسے ملی نہ تھی، اس میں کسی پر، وہ تو اس سے
 اس سے بارہا ہے کہ سے یہاں، وہ وہاں تھا، وہ وہاں اس میں حل ایک مرد اور چھوٹے
 کی سے وہاں مشکل لیکن اس نے کسی میں سے خود انہی کو نکستہ سے ملنے جاسے، وہ خود انہی سے وہاں
 ہوگا۔ اُس نے کہنے میں، اسے وہ سے ہر ہر ہر کی اور انہی کو نکستہ سے پہنچنے کا کہ ہے وہ
 خود انہی کو وہاں جانے کا کہیں کہے گا، اس کی گناہوں کا کہہ اس کے سمجھنے سے وہ
 ملے کر ہے ہیں وہاں خود انہی کو نکستہ کا کہنے اس کے کہنے کا کہہ اس کے سمجھنے سے وہ
 خود انہی کو نکستہ کا کہنے اس کے کہنے کا کہہ اس کے سمجھنے سے وہ

اُسے ایک بک بھال کا احساس ہو گیا۔ یہ سوچا: یہ مالِ اِنسانی کی ختم نہیں ہو۔⁴¹

۱۵۷۷ء کے لیے لکھی طرف مقلدوں

ماجرہ اور حشر و فکھل سے لڑنے کے واسطے میں علم نہیں تھا اور اب سمجھتا ہوں
 چاہیے کہ وہ وہاں سے نکل جائے کہ سے تھا۔ میں اس کو گھر کا سردار سمجھتا تھا کہ وہ اپنا
 گھر چھین کر دے اور ایک دو کچھروں کے علاوہ ساتھ کچھ جائیں مگر خداوند کی کچھ ضرورت ہو کر
 جانے ماجرہ پر اس تک پہنچ کر حق سمجھاں ان کا ان مجرموں پر حق تھا سو رہا۔ جانے وہ سے
 لوگ ایک ایک میں سے گزر کر پہنچ گئے کی طرف جا کر وہ سے حق عین کیا وہ وہاں پہنچ کر کچھ
 گھر سے آتا تھا کہ ان کی جگہ لینے والے لوگ بھی آنا ضرور ہوں گے پھر یہ یہی گناہ ہے کہ وہ لوگ نے
 بے وفائی والی قدر بے ہوشی کی طرح مشکل تھے۔ وہ لوگ اپنا سب کچھ چھوڑ گئے تھے۔ یہاں

باہر (جے تھیں) غم جو مدت کے لیے ملا تھوں کو مٹا دینے کے لیے آئے تھے۔ یہ بھی ہوا تھا کہ، اگر کوئی اور کسی علاقہ میں جاتا تو اس کے لیے وقت دار سے ملنے میں کوئی رکاوٹ نہ پڑے گی۔ ایک موقع ملا تھا تو یہ

مجلس شورای اسلامی

میں نے جو سب بھاڑواؤں اور اکراؤں میں سب کے لیے چھوڑ کر چاہا ہے، چھوڑ دیا۔
 ہمارا خوف، دوسرے دھرم اور غیر ٹھہر گئے۔ قصوں کی دہ کے بعد چاروں آئینے اور آکھشتے بھی آؤ
 خرام میں کیا۔ سنی، مان، کدھوں اور مردوں پہ اٹھائے آئے گئے۔ بکھوڑے بعد کھانے کی خوشیہ پہنچے
 لگی۔ عمر لاک، ہمارا خاص شوق منہا اس کا سرور دئی اور پہنچے لگا۔ وہاں سے چلتی پر کا پتہ تک پہنچا ہمارا۔
 ”چھوڑی جی اکھرا چکے لگا“ کہ ”میں نے مشہور ہو۔
 ”میں نے، عمر سب لوگ گھروں میں نہیں چائیں گے تو میں کیوں ہاؤں؟ آج سب
 پہنچے میرے ہی سہی گئے۔“

[illegible]

محمد نیک ہے آپ کو بادشاہ کے جھگڑا میں سے ہر دور پر غلبہ ہوتا ہے۔
 محسوس کرو، ہر قدم پر بادشاہ کی اور خدا کا حکم ہے، چاہے کتنا ہی بھڑکائی جائے۔
 اُسے یہ بات بھی یاد رکھنا کہ خدا دُعا کی راستہ کبھی نہیں ٹھنکتا، جس کی کدو کا بیج نہ
 غیر مصلحتی طریقے سے بھینچا، نظر چڑھا کر نہ کھائے، اور اُن سے اُسے اپنی نصیحت کا
 نسخہ نہ لے لے، اگر وہ کھائے خدا دُعا کی کدو کو کھائے، اگر وہ کھائے کدو کھائے۔
 ”ہم سب تار و پود ہیں، آج اگر وہ کدو کھائے، جس کی منہ نہ ہو، گئے۔“ اُس نے کہا۔



”سوائے تم تھیں، وہ چہ سوائے میرا ہے؟“ گھر آگئے جتنے ہوئے بچے چھ! فوجی بھی اس کی ہنسی میں شامل ہو گئے۔

”خیر“ جہت یہاں کہیں۔ اور وہ کچھ ہر قسم کے ہیں۔ ”مگر تم مجھے ہی بتائیے“ میں نے عرض کی
اسی اُن کے پاس آئی تھی۔ والہ اللہ پھر کمر بیٹے کی مصروفیت کو سمجھ کر ہاتھ

سے لڑائی اور خوشی کے ساتھ کیا۔

”متم جلو می آید ہوں۔“ اس نے سامنے دیکھتے ہوئے سرسری طور پر کہا۔ لڑکا باپنی کے ساتھ وہیں چلا گیا، اس کا خیال تھا کہ دو عمر ہانگ کے ساتھ وہاں چلے جھنگ، لک نے مہر و سناور میں ہی طرف۔ یکدم وہاں کوئی حرکت ٹھک گئی۔ سامنے چند آدمی جگہ پر ٹک گئے جہاں ان پر گولیوں کی بارش پڑ رہی تھی۔ اسے لگا کہ وہ سانس دود کے ہونے لگے۔ اس کے بعد لگا ندم، ٹھک کو یوں کی چادر کے سب سے لے جاتے گا۔ پھر اُسے اس میں حرکت عرصہ ہوئی اور سمجھنے ہوئے آگے بڑھنا شروع ہو گئے۔ ایک پاس روکتے ہیں اس کے قدم بڑک چکے۔ اسے لگا کہ کسی بچے نے اس کے پاس جھکے بڑے تھوڑی جھک کے بعد چلے آؤں کی جیٹ فوٹی میں اس کا اور وہ سرے لگا شروع ہو گئے۔ اس نے اپنی طرف کی طرف دیکھ وہاں کوئی حرکت ٹھک گئی۔ اس کا وقت جیٹ میں ٹھک ہو گیا۔ ایک میٹاب تھا جو عموماً وہاں کو کوئی طور پر ایک نئے میں لے گیا۔ وہ وہی اس کیفیت سے باہر نکلتے تھے کہ اس میں سے چند بچے کرے بچے کرے اور باقیوں نے گریوں کی دیوار کو پاؤں کا ہتھکڑیاں چاہتے ہوئے دیکھے کہ بچے گئے کا فیصلہ کریں۔ فخر تو اسے چلنے والی گولیوں نے ان کا سر قہر کیا اور انہوں نے دشمنی سلطنت کے اس پار پناہ کا جہاں سے وہ نظر نہیں آتے تھے۔

”لو، ایک سے ایک نظر سارے شکر پر ڈالو اور بچے اور تباہ اس نے اپنی کوتاہی اور دنیا نامتو صبر سمجھا اور لگا اس کی طرف تیزی سے چلا گیا۔ سروس کے گاہکوں کے لوگ جمع ہوئے اور اسے دیکھتے ہی شکر ہو گئے۔ چھوڑکے اور اسے محلے میں ٹھک ہی نظر آئے۔ انہوں نے اسے تباہ نہ ہوئی سے دیکھا۔ ایک مسلمان فوجی نے آگے بڑھ کر گرم چوٹی سے اس کے ساتھ ہاتھ ملا دیا۔

”ہم دوسروں کے لیے آپ کے ساتھ ہیں۔ جتنا جلدی ہو سکے ہمیں بھیج دیں تاکہ ہم رست کو یک اور پیچھے لے جائیں۔“ لڑکا ایک جاہل تھا کہ وقت کی رفتار کو اور حالات کی تیز ہے۔ اس نے فوراً ڈھیل کو ایک ایک ٹک میں لوگوں کو بھاگے پر موز کیا اور کہا کہ عاجز ہوا اور حشرات پچھلے ٹک میں موز ہو جائیں۔ پھر اس نے ایک محلے کے لیے سوسا اور کہا۔

”ہاں موز صبر اور شکر کو بھی ان کے ساتھ بھاگ جائے۔“ پھر وہ رکا۔ ”وہت خالی ہے تو ہر ٹک جلد سے جلد لگن چاہے جائیں۔“

وہیں آتے آتے اس کے لگاؤ کو ہاں آجائے اس سے تباہ ہو جائے۔

”طرب چل پڑا۔“ اس نے بڑے تھے تھے۔ اسے ٹھک کے سروس کے ساتھ ہاتھوں میں تھا۔ اس کے ساتھ کوئی نہ لڑ سکتے گا۔ پھر اس نے وہاں سے تباہ نکلتے ہیں اس کے دور میں اس سے ملو رہتے تھے۔ ان چیزیں وہاں اور سے ہی ملے وہاں کے گاہکوں چلا گیا۔ اس کے بعد وہ ٹھک، جیسے ہوں نے اس آگیا۔ اسے تو اسے شاعرانہ انداز میں تھا۔ وہاں وہاں کی ہے۔ ”اکھرو پتلا اور احمد اور سعید جھڑے ہاتھ۔“ بچہ ہی طرف چلا گیا۔ اسے اپنے سے پار کر گئے۔ دوسرے سروس سے اس پر گولیوں چلائی گئیں لیکن وقت گزر چکا تھا۔ اسے اور تیزی سے گاہکوں کی طرف بھاگتے جاتے تھے اور ساتھ ساتھ اس کے آگے ہاتھ جاب تھے۔ کسی نظر اس پر پڑی اور اس نے لگاؤ۔

”دور پناہ میں ہوں، لڑکا۔“

اور قہر ایک شور مچا۔ ”وہ رہا دور دور۔“ ساتھ ہی اس نے سروس سے تباہ نکلا۔ اس کے ساتھ کی اور تیز چلا گیا۔ اس کی طرف بھاگے اور انہوں نے لڑکا ایک تھیرے میں سے لڑا۔ دوسرے سروس میں سے بھی لڑکا ہاتھ لگایا اور اس کی طرف بھاگے۔ خود آؤں کے لڑکر، دو گاہکوں کی طرف جا رہے تھے۔ وہاں اسے سروس کے سروس طرح تھے۔ کسی کے گولی کی تو کسی کے ماسک کا۔ کسی کے جیسے کسی کے ہاتھ پائی تھیں۔ جیسے وہ وہیں چلا گیا۔ ایک کے ہاتھ کو ایک لڑکا پائی ایسے چھو کر گزرا۔ اس کے ہاتھ سے خون کا داروہ بہہ نکلا۔ اس کا اُسے پانچوں پانچوں تھیں۔ اسے سروس کے سروس کے تھیرے میں تھا۔ وہ لڑکے آؤں سے لڑے ہوئے تھے۔ گاہکوں کی طرف دیکھیں۔ اسے اپنے آپ کو ایک لڑکا سمجھتے ہوئے ان کے اشاروں پر چل کر گئے۔ گاہکوں کی طرف چلا گیا۔ اسے لگا کہ وہ یہاں ہے۔

”ایک آدمی اچھا لڑکے بھی وہاں پائی حکمت خور کر تباہ ہو۔“ اس نے بڑھ آؤں

میں کہا۔

”اللہ ہم محمد سے جان غار تھا۔“ ”متم وین کی آواز آئی۔“ ”متم وین تھا کہ کسی نے بھی اس کی آواز میں مخالفت نہیں کی۔ لڑکا لگا کہ اس نظر سے میں اسے اپنی مدد یوں کی



رقعت کا صدف گیا ہے اس نے سوچا یہ ایک جدیداتی اقدار کا وقت نہیں، ابھی شخصہ ہوا اس سے کئی کام کرے ہیں۔ اس گاؤں کے نزدیک، تھے اور اس وقت خدا اور بڑا پہلا جھگڑا اس میں داخل ہونے کا تھا کہ ایک گھر کی چھت سے گونا گونا چلے لگتے تھے خدا اور شاہ اب اس کے بے قرار نہیں تھے اب اس کے خیال میں وہ مزاحمت ختم کر چکے تھے۔ گولیوں کی آواز کے ساتھ ہی اس کے ہاتھوں نے "یا علی" آسمان لگا دیا۔ اس حرکت سے خدا اور اس کو روٹی صدف سے باہر نکلا اور انہوں نے نیوہر کو کی چٹا کا جہاں سر ہلایا اور گاؤں کا اطلاع کرنے والوں پر خدا اور ہو گئے جو سن کسی بھی کارروائی کے لیے تیار تھے وہاں پہلے میں لڑی جانے والی لڑا لڑی جاے گی۔ اس، کو، پہلی اور دینی کے ساتھ بدعتی، و فتنہ کی تھک و ملین پر غصت اور ماروئی کے ایک دوسرے پر الزامات لگاتے اور پھینچتے، دہلیوں، کچھڑوں، ڈالگوں اور کپڑوں سے جھوٹی چوٹی مگر چل رہی تھی ایک دوسرے سے خشم تھا تھے۔ جوت اور کار میں بھی تپ رہے تھے اور جب یہ دور ہاتھ کو تھما کہ ایک اس تمام شور و ہنگام سے، عالم انفرقا اور بے یقین جسم کی صورت حال میں سے نکل جائے گا کہ کامیاب ہو گیا۔ اس کے اچھہ کسی بھی گمراہ ہوئے سکھ سے جھجکی ہوئی ایک، عالی بدعتی اور فتنہ سازوں میں جلی نہیں۔ دو جدوجہد کرنے کے پاس گیا جہاں پہلا پھیر ہوا لے گیا تھا۔ اس سے اپنے خاندان کو بچائے جسے دیکھا اور ایک کسب نمک کی راہی سے اس کی حالت کئی کے چوں بھی گمراہی جہاد دش کے بعد اپنی کے اثر سے، سے مر جھکا رہے تھے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اسی وقت مسلم زمین نے اسے قاتل کہہ کر قمر کو ماری ایک پٹا لگا دیا اور وہ زلزلہ دیا گیا ہے اور وہ اس کی تمام عمارتوں سے نصف رہ گیا اور خوب زحمت میں وہ اس گھر کی طرف چل پڑے۔
خدا کا حکم تھا کہ چلتے چلتے وہ اس پٹا کا پچھتاوا لگے اس سے بڑھ جائیں ہمارا خدا۔ جیسے قمر اور علی کا
مہذب سے مہذب سے دو گھر تکرر ہوئی اور قیامتیں۔ محمد مالک! اہل مالک کیا اہل اس سے ایک
پتہ بھی نہ کر کے بغداد پہنچے جہاں کہہ سکتے تھے مالکوں کو نظر نہ آئے۔ اسی وقت میں
عربوں کے چہرے دیکھ کر انھیں پکارا کہ کہہ یہاں کے اسے یہاں کے اسے طلب

”چھوڑو، ہمیں! ایک اور تہ پکاری۔ یہاں طاعون لے جا رہی ہے اور اس میں۔“

میرا لکھنے کی چلب چلنا وہ وہ کھولتا ہوں قریب آتے دو کہ کتاب اور قلم دوسک

[illegible]

گزارش کے تحت کہ وہ انکی چاہا جاتی۔ ”اگر میں نے ان کی ہاں کہی تو ان کے ساتھ سے میرے گودی
 میں لے لیا۔“ میاں بی بی: یہ نہ جانتا سمجھتا کہ ان کے ساتھ سے میرے گودی لے لیا۔

مہاراجہ شہزادہ محمد علی نے بہت جتن کر کے جو چاہا اسے اپنی آزاد ملکوں اور زمینوں
اور سے قے تہ ہوئے محسوس ہوئی۔ جیسے ہی اس کی آواز سنگ میں سے نکل آئے اپنے وہاں ہوئے اور
مہاراجہ کی حاضری کا سامان و لوازمات اس کے تمام حیدر خانات و دوسرے ہر طرف سے جاتے رہے۔
مہاراجہ نے یہ دیکھ کر کہ وہاں اس کے (پیر پور) اور انھوں نے کھڑے ہوئے۔ اس سے ان کا سر جھکا
اور محمد علی کے بارے میں سب سے پہلے پوچھا کہ اس کی بیوی چوتھی ہے۔ اس کو سنا سنائی تھی اور ایک
دوسرے کو پہچانتی تھی۔ جیسے نہایت کرنے کی کوشش میں ملے۔
"تمہاری بہن اور "

”دو بوسہ لے لیں۔ تم اور میں ایک دوسرے کی غصہ جیتنے ہوئے ہیں۔ تم کو کچھ
کے لیے پرائیوٹ میں اور مجھے اس کے لیے ایک اور گاڑی میں اور ان دونوں میں آپ کے انتظار میں

[illegible][illegible]

میرا ایک عزیز و شہید کے اعزاء میں کڑا ہر پلان ان شہداء کو کیا تھا۔ پچھلے دنوں کے واقعات سے اس کے اندر ایک بے چینی کے ساتھ ساتھ قلبِ مریض کی بے چینی اور دہم بھی نظر آتا تھا۔ راتوں کو بچنے کوئے اے جسوں ہوتا تھا توڑے قاصدے پر ایک آستان کا بیجا گروہ سے دور کسی جگہ رقتِ انِ بدلتا رہ سکتا ہے۔ وہاں جو اس خطے کے متعلق ان کی شخصیت سے سوچنا کہ وہ ہتھیار سے فخر، شہداء سے جود، تادار و سب کو رہنما بننے کے لیے نہ کھانا اشیاء کو خریدے۔ وہ جانتا تھا کہ ان کے پیچھے کون ہتھیار کیا لگیا ان سے ہے۔ یہ وہ یقین بھی دلا دیا تھا کہ کس کی وفات ہو رہا جاتا ہے۔ پھر وہ غصہ نہ رہا وہ تھا کہ کوئی وجہ نہ ملے کہ فیصلہ بدل چکا ہو۔

محمد داگ سے عبدالرشید سے پیچھے جانے کا سوچا لیکن پھر اسے خیال آیا کہ وہ اپنے
 اور مراد سے کھلے طور پر کاوتف ہے اور ایسا کہہ کر عبدالرشید کو قحط سے جوئے داغ و خوشی مگر جیائے
 افس ہے وہیں انکار کر کے لاف بھول کر آیا اور میں نے ہر دفعہ کہہ کر اٹھنے لگا۔

”میاں بی بی انصاریہ“ عبدالرشید نے اس طرح تکلف سے فرمایا۔

”میں نے تم سے کہا تھا کہ تم نے اسے دیکھا ہے؟“
”جی ہاں، میں نے اسے دیکھا ہے۔“
”تم نے اسے دیکھا ہے؟“
”جی ہاں، میں نے اسے دیکھا ہے۔“
”تم نے اسے دیکھا ہے؟“
”جی ہاں، میں نے اسے دیکھا ہے۔“

۱۰۳۔ یہ تو ممکن نہیں کیونکہ وہ صاحبِ محنت تھے جن کو ہر روز اپنے توفیقِ ربانی پر فخر تھا۔ مجھے اس اور توفیقِ ربانی کا کوئی مشابہہ نہیں لگتا، بلکہ اس کی طرف سے ایک نیا عالم ہے۔ یہاں پر سب کے لیے توفیقیں آگئیں۔ ”انھوں نے ساری طرح کی بات کی۔ مگر افسوس کہ ان کے دل پر یہ ہے کہ ان کی دل پر چھوٹا پھانسا تھا۔ ان کی دل پر چھوٹے سے صاحبِ فہم اور مہاجراتِ حجاز کے راز اور راز کے کہیں خفیہ نہ ہے؟ ان کی دل اور ان کے کہاں ہیں؟

[illegible][illegible]

ہو اور سب کا ایک جگہ کے ہونے کی شاعری ہے یہاں شاعر نے یہ ہے۔ سب ایک دم
 ایک زمین پر چلا کر یہ صدیوں سے جمع کیے ہوئے سرے، کناٹے، آٹھ، ایک اور سب سے جو عقل
 نہیں ہو سکتے تھے اور جو اس کے تھے اب گنہگار ہے۔ کیا وہ بدینہ ہو گیا تھا؟
 بالکل یوں رہا پر یہ وہ نہ تھا ایک نہیں تھا تو کسی جس میں خیر کی ہر کہ کے چار کر۔ ال سے
 تھے دو تھروں کو ایک مسلسل غائب ہونے سے تھے جس میں کہ کہ انی اور سب، دونوں کا
 لوٹا اور دنگری کے کر کے ان کو نوڑنے سے تھے۔ تسلسلے میں ایک نو گئی تھی جس سے یہ غائب رہا
 ہوا تھا اور جو ہر ہر پل سے ہر رشتہ تھا۔ عارضی ہوا گئی کے ان کمروں کے سامنے ایک واقعہ ان تھا
 جہاں پڑوسیوں کے بچے تھیں وہ تھے وہ جو تھے جو تعلیم کا وقت تھی تھیں، انھیں ملا لیا
 لیے، کو سہارا بھی بہت دیا گیا، چیتے ہوئے چوسا چور سے دریچہ ہوئے، ملا جلا، چلائے تھے بھی
 مسرہب تھیں۔ گیس کے لاکس کے برے سرنگ تھی اور سرنگ کے پادھلا علاقہ تھا جسے دیکھ کر
 محمد، لکے سوچا، یہ سہرا تھا ہے۔

حاجرو اور حشمت ایک کوسے میں چار پائی پہنچی تھیں۔ آتے ہوئے دیکھ کر
 دوڑا، جلدوں سے انھیں حساسات سے پیسہ ہڈی سے سیرھا کیا اور جان گیا کہ ہونا پڑا توں پوری
 ہے۔ حاجرو، جھپکنے ہوئے کسی کی طرف بڑی اور بڑھتے ہوئے ٹھنکی رہی، وہ جس کے سامنے
 کڑی مسکرائے ہوئے رات اور روتے ہوئے مسکرائے رہی، دھوپ میں بارش سہرا تھی
 وہ حیران آوازیں دیکھ کر خوف رہا تھی اور گھبرا لک وچنے ہوئے دیکھ کر اس نے دم اٹھانہ لگاواں
 تھی، سے چال میں کوئی تبدیلی نظر آئی، صرف کھم، کے کونٹے کے قریب جوں غمی، اس سے
 ہوس سے ایک آؤٹ۔

"حق ہوگا؟ دہائی لگے دس دن ہو گئے ہیں۔ محمد، لکے چنے ہوئے تھے۔
 "محمد الرشید کے یہی امن حق تر تھا کہ اور انھیں بوسا لگو لے کر آئی تھی، میں سے
 سوچا کہ ہاں میں یہاں رہا کہ اس میں پتہ کیا ہو کہ نہیں۔" حاجرو نے اپنے اسرار کھینچے تھے۔

محمد، لکے چال پائی پہنچنے ہی سے تھکا اور بچتے ہی سو گیا۔ حاجرو، سے اس کے جوتے
 سہرے، ہم پانی میں دیک، ال کر اس کے پردوں پر گور کرے تھی۔ سلاٹاں چلاتی عورتیں بھی
 کان کے نزدیک آکر بیٹھیں اور اس قدر غمی آگئیں کہ ہے سہرہ پڑا محمد، لکے گور بھتی

وہیں۔ وہ جھپٹا ٹھنک تھیں کہ محمد، لکے سے پڑا حالت میں لکے ہر انکوں پر جسے نظر آتے تھے۔
 کرو اس حالت میں انھیں نہیں۔ انظر ۲۰۰۰ ٹاٹا، انھیں ہی
 محمد، لکے تمام رست آتے، کہ لکے میں رہا۔ وہ تھیں پڑا، چھوٹا ہوا بچہ کر سے
 سوتے ہوئے دیکھتے رہے، ان کے درمیان میں کوئی بات نہ ہوئی، ایسے لکے ہوا تھا کہ وہ بوسے
 ہو محمد، لکے کی عیادت ہونے لگی۔ حاجرو، بھی خاموش آسویا تھا اور خود ہی چپ کر رہی تھی۔
 یقین نہیں کہ وہ تھا کہ محمد، لکے اس آٹے میں سے وہ بچے، نکل، یاد ہے جس پر لکے، اولیٰ نہ جا
 رہا ہے یاد نہ ہو سکتی ہے کہ کتنے دن اس مرثیہ میں سے وہ بچے نکلا؟
 کتنے دور کی سیر سے لڑکی الا ان آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی محمد، لکے نے
 بھی گروٹ کی۔ حاجرو نے حساسات کو غماز کے لیے اٹھنے کا اشارہ کیا، وہ ان پر عبد الرشید کی مرثیہ جو
 سہرا تھا

"میں جانتی ہوں۔ پوچھ لی دوسرا، اجڑی نہیں آس، کہ ہے کچھ نہیں کے کنگ، ج
 تم ہی غماز پڑا ہو، تمہارا پتہ خیر سے ہے آیا ہے۔"

محمد الرشید نے غم اندازہ میں اس حد درجہ طرف کے ٹھنک پڑا اور اٹھ کر مار گئے یہ چلا
 محمد، لکے محمد، لکے کی بیٹھائی ہو چکا، اسے لکے سے ٹھنک ہوئی کہ وہ رست کو اور گور گئے والی
 غم کی تھک سے غلطی تھی اور وہ پتہ نہیں تھا۔ محمد، لکے ہاتھ کے کس کی تھک سے پتہ پڑا اس کا دور
 چائے کا معمول تھا ہاتھ میں لکے ہوئے تھا۔ اس سے چائے ہی نہ کر سکا کہ وہ لکے کوں کے
 سے سہرے کر رہا کہ ماڑی پر چلا اس میں ہے ما کس گئے کے میت میں چھو ہوئے اور پھر اس جگہ
 جہاں کل شام سے عبد الرشید کے آیا تھا پھر اُسی حالتہ کے ساتھ نظر لی، اس کا کیا
 کہاں تھا کہ ہے

"محمد الرشید کی ماں! میں اس کی اور نہا اور نہا رہتا ہے، لکا جا گا ہیں۔" محمد، لکے
 کی تعلیم میں ڈولی ہوئی توار سے اس کے کس پر کتنوں چھری چلا کی۔

"یہاں ساتھ کے کمروں والوں کی اور تھیں چلتی ہیں کہ وہاں سے آئے والوں کو کا کا
 ملے گا جتنا وہ پیچھے چھوڑ کر آئے ہیں۔" حاجرو نے اسے حوصلہ دینے کی کوشش کی۔ سے اپنی آواز
 میں یقین کی کہ لکے اس سے جواب دہ ساتھ لکے کی طرف دیکھا، اس کے خوف کو کنگ جال تو

عبد الرشید نے بھی جلی جلی مرگے۔

یہ دماغ کو تیز اور چمکدار کرتی ہے اور جلد بھی نکھلتی ہے۔ اس سے خوشامیہ
اہمیت کے ساتھ عہد الرشیدی عرب کی سماج کی صورت سے مراد تھا۔ "بہ نعلیہ" صاحب کی تازہ کسی
کمرے سے، ذرا دور ہوتے کسی اور میں۔ اور اسی طرح کسی دماغ کی طرح کمرے میں ہمارے
رہے اور میں چلا دے کہ طرح ان کے پیچھے۔ صبح بجا پہلے رات ہی تھی، انہیں بھی نکھلتی ہوئی
تھیں کہ ہر گز یہ ان کی ذرا آتی اور پورے غامضانہ سمجھا اور مگر وہی اول نہ چلا گیا۔ لاش کوئی طریقہ
ہو تا کہ ہم بھی چلے جاتے ہم چلے جاتے مگر صاحب اس سے نہیں۔ "چوہری جی" کہ جب بھی
چھوڑا جاتا ہے۔"

عبدالرشید نے اس واقعہ کو اپنی فلم میں سراہا ہے۔

”جئے جئے لورڈ، ہم تمہارے آگے کھٹک ٹوک کی کہیت میں غصے“ نکلس نے مسکراتے ہوئے
 بھارتیہ ہوئے ملک آؤ بھارتیہ۔

”بخش“ نمودار شد و گویا سنا ایک ہی تڑکنا سے دیکھتے ہوئے کہ

”ہمیں چندھریا جی اچھوتی دیکھ رہے ہو؟“ اس نے بھل کر گھاس کی پتی دکھائی، اسے میں نے توڑ دیا اور اب یہ بالی ہو گیا کہ ساتھ کبھی نہیں جاسکتی۔ ہم اور جھلاوا دوسرے بھی ڈھریا اور بالی کی طرح ہیں۔ میں کوٹ گئے اور اب بھول گئے تھے۔ ساڈی بڑی چپڑی کے ارد گرد تمام لوگ ہمیں بچھنے چار سو سالوں سے جاتے تھے لیکن اب ایک رات ہی میں ہمارے دھوکا ہو گئے۔ وہ ہمیں جاننا سے اور بچا جانے سے تھک چکے تھے لیکن ہم ٹاک کر گئے۔ کبھی ہمارے صاحب بھی ٹاک کر نظر کیا۔ لی ہمارے مٹھے اور کٹی بچ گئے۔ ایک ہات پاز رکھنا۔“

”کیا جی! “ پلٹ کر ” ہاں میں مرغوبیت اور ایک احترام تھا۔“

”کسی نہ کسی بون لڑکوں نے آپس میں، اکتی ٹمکتی ہے۔“

”مجھے دھرم ہی کی تعلیم کی اور ایک لڑاویے تھی۔“

"بالذبح" عبدالرشید اعجازی۔

”اگر یہاں تو میں، پھر عذاب کو ضرور ملے گا جس کا گرجا ہے۔ جانتا کہ وہ دی

جواب ہے۔

"بھئی!" "نیکو الرقیبا" سے "نیکو" کی طرف سے جواب دیا۔

[illegible]

”اے ۱۹۷۱ء کی جنگ کے منکرو نے جوئے کا سہارا لیا۔ ہمیں وارث پیدا نہیں کیا بلکہ ہمیں سب سے بڑا وارث“

اُس شام گھر آگے کے ساتھ بیٹھ گئی۔ نہ تو طرف باز نہ ہوئے عید فریڈ سارا سامنے بچھ رہا۔ وہ اپنے نکاحوں کو وہاں نقل کرنے کا سوچ رہا تھا۔ یہ بھینے کا گھر تھا اور وہ ان کا چاہا ہوگا۔ وہ کبھی رات چوہری کے دفتر چاہ کر اس سے ملاقات کر کے کہہ رہا تھا کہ اس کے نام الٹ کر دے گا۔ اس سے حق اٹھا دیا تھا اور گھر آگے کے ساتھ بیٹھ گئی۔ چھپنے چھپنے اُس کے ہاتھ میں گولے تھے کے کش لیتا جاتا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ گھر والوں کو ہاتھ کے گھر میں نقل کر دے۔ بعد سے سامنے سو نکڑو مین کا ہیرو رقبہ تلاش کرنا تھا جو ایک لڑکی کی طرح پر ہوا۔ کوئی سچا ایچو سے بہت شہادت ماں بیٹے ماں لگی۔ جب تک کہ سے چاہتا تھا کہ لڑکی کا ہاتھ لگا دے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ لڑکی کو ہاتھ لگا دے۔

محمد مالک آج بھی صف کی طرح تکی، قمی کرہ پہنا، جن میں سے کئی دہا جنگیں ہوئی
 تھیں۔ اُس نے غصوں کی آواز کی بازی ہو چلا۔ مہجائے کے بعد، کتب، اپنی سوج اور غلو میں
 (ازواج ٹھہر چکا تھا۔ اُس نے بی، میں ٹھہر لیا۔ لاکھ کو بیباک کہنے کے بعد، وہ ان کا اپنا ہوتے
 سے سمجھتا تھا جس کے ساتھ۔ ادا تھا، بھی تھا، بھانپ، وہاں کہ جس میں اُس نے آگ کو ادا تھا، وہاں سے
 وہ بی جاں بجا کر چکا تھا۔ باغی بھی ہو، اس سے بھلا تھا، لیکن ایک مثال کے ساتھ گیا

دلت کو حسرت، جب کہ اس کے برتن اٹھا چکی اور اجڑا کر کے ان کے پاس
 پیش کی تو عبدالرشید نے بات شروع کر کے کہا کہ:

”میں اس کی توجہ میں اس طرح تو بیٹھے ہیں کہ وہ کہتے: ”محمد مالک کی آنکھوں میں حری کی ایک چمک سی آئی ہے لیکن وہ یہاں اس طرح تو بیٹھے ہیں کہ وہ کہتے: ”محمد مالک کی آنکھوں میں حری کی ایک چمک سی آئی ہے لیکن وہ

شہری چانچہروں کو مسجد کے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ دس ڈاکٹر ایسا گردہ بن گئے تھے جو
کھانا لاکھوں کی پھل ساری کھا کر مر رہے تھے۔

دو روزوں کا مشق جیسے تھے کی واپسی پہنچے۔ جب تحصیل والا دنگ رہا تو کھانا کھا کر
کسی پختی اور فطرتی امور میں سے کوئی نہ تھا اس کے دل کو پہنچا۔
پندرہویں صبح کسی سے ملاقات ہوئی۔ "تھیں وہ نے بات شروع کیا
صبر کی کہی۔

"نہاں کھانا کھانے کے بعد وہاں ہاتھ دھو کر کھانا کھا کر لوگ۔
"نہاں کھانے کے بعد وہاں ہاتھ دھو کر کھانا کھا کر لوگ۔
"نہاں کھانے کے بعد وہاں ہاتھ دھو کر کھانا کھا کر لوگ۔
"نہاں کھانے کے بعد وہاں ہاتھ دھو کر کھانا کھا کر لوگ۔

"نہاں کھانے کے بعد وہاں ہاتھ دھو کر کھانا کھا کر لوگ۔

"نہاں کھانے کے بعد وہاں ہاتھ دھو کر کھانا کھا کر لوگ۔
"نہاں کھانے کے بعد وہاں ہاتھ دھو کر کھانا کھا کر لوگ۔

نہاں کھانے کے بعد وہاں ہاتھ دھو کر کھانا کھا کر لوگ۔
"نہاں کھانے کے بعد وہاں ہاتھ دھو کر کھانا کھا کر لوگ۔
"نہاں کھانے کے بعد وہاں ہاتھ دھو کر کھانا کھا کر لوگ۔
"نہاں کھانے کے بعد وہاں ہاتھ دھو کر کھانا کھا کر لوگ۔

"نہاں کھانے کے بعد وہاں ہاتھ دھو کر کھانا کھا کر لوگ۔
"نہاں کھانے کے بعد وہاں ہاتھ دھو کر کھانا کھا کر لوگ۔

"نہاں کھانے کے بعد وہاں ہاتھ دھو کر کھانا کھا کر لوگ۔
"نہاں کھانے کے بعد وہاں ہاتھ دھو کر کھانا کھا کر لوگ۔
"نہاں کھانے کے بعد وہاں ہاتھ دھو کر کھانا کھا کر لوگ۔
"نہاں کھانے کے بعد وہاں ہاتھ دھو کر کھانا کھا کر لوگ۔

"نہاں کھانے کے بعد وہاں ہاتھ دھو کر کھانا کھا کر لوگ۔

"نہاں کھانے کے بعد وہاں ہاتھ دھو کر کھانا کھا کر لوگ۔
"نہاں کھانے کے بعد وہاں ہاتھ دھو کر کھانا کھا کر لوگ۔
"نہاں کھانے کے بعد وہاں ہاتھ دھو کر کھانا کھا کر لوگ۔
"نہاں کھانے کے بعد وہاں ہاتھ دھو کر کھانا کھا کر لوگ۔

"نہاں کھانے کے بعد وہاں ہاتھ دھو کر کھانا کھا کر لوگ۔
"نہاں کھانے کے بعد وہاں ہاتھ دھو کر کھانا کھا کر لوگ۔
"نہاں کھانے کے بعد وہاں ہاتھ دھو کر کھانا کھا کر لوگ۔
"نہاں کھانے کے بعد وہاں ہاتھ دھو کر کھانا کھا کر لوگ۔

"نہاں کھانے کے بعد وہاں ہاتھ دھو کر کھانا کھا کر لوگ۔
"نہاں کھانے کے بعد وہاں ہاتھ دھو کر کھانا کھا کر لوگ۔
"نہاں کھانے کے بعد وہاں ہاتھ دھو کر کھانا کھا کر لوگ۔
"نہاں کھانے کے بعد وہاں ہاتھ دھو کر کھانا کھا کر لوگ۔

"نہاں کھانے کے بعد وہاں ہاتھ دھو کر کھانا کھا کر لوگ۔
"نہاں کھانے کے بعد وہاں ہاتھ دھو کر کھانا کھا کر لوگ۔
"نہاں کھانے کے بعد وہاں ہاتھ دھو کر کھانا کھا کر لوگ۔
"نہاں کھانے کے بعد وہاں ہاتھ دھو کر کھانا کھا کر لوگ۔

"نہاں کھانے کے بعد وہاں ہاتھ دھو کر کھانا کھا کر لوگ۔
"نہاں کھانے کے بعد وہاں ہاتھ دھو کر کھانا کھا کر لوگ۔
"نہاں کھانے کے بعد وہاں ہاتھ دھو کر کھانا کھا کر لوگ۔
"نہاں کھانے کے بعد وہاں ہاتھ دھو کر کھانا کھا کر لوگ۔

دو جاتا ہے، ایک یہ تہذیب صرف اُس کے حدود ہی تک ہی پھیلی، اِس کی طرف سے تمام آئے واپس حجاز
 ہوئے تھے۔

”اور دلوڑ تھا کہ اسے سخت ہرگز کہہ سکتے تھے جن لوگوں کا کہنا تھا: ”توہ کا اور ایک بھائی ہے“
مذکورہ ایسی چیز تھی کہ مجھے لاسور میں سب سے بھی معلوم نہ ہوئی تھی یا یہ کہ ایک عرصہ تک وہ پیرچہ،
چمبہ، دوسرے ہوتے اور ان کا یہ کہتے تھے کہ ساتھ کھینچیں گے، والوں کی محبت میں چڑھتا اور ان
کے لیے ایک آدھو چم بھر کے ان کے ہاتھ میں دے دیتے تھے۔ ایک آدھ بھر کے ہوتے تھے یہ کہہ سکتے
تھے کہ ان کے ہاتھ میں دے دیتے تھے۔

”آپ آتے جاتے ہیں؟“ عبدالرشید کی طرف اشارہ کرتے ہوئے۔

”جی ہاں، لیکن وہ آپ کی مشیعت اور عقائد کا ہر دور میں رہنے والے ہر آدمی کے لئے اس کا نام نہیں رکھتا تھا۔“

”اوسر وہ بھی لب تال میں خراسانی ہوگا۔“ عمر ایک لے اُٹھی ہے کہ تحصیل دار کے ہونٹوں پر ایک غصہ بولتا ہی منظرِ ماہیت نکلتی اور غصے سے ایک آہ بھر کر بدلتا اٹھنا شروع

کروئے۔ تحصیل دار خاموشی سے کچے کچے گلے میں لپکا رہا، اہل بدستور بادشاہی محکمہ راجہ کا سر
وڑا کر آتش کے کام ختم کر کے بچے جا رہے تھے۔ ان کے اندر میں نے تمام وقت لگا کر دیکھا ہے۔ ان کے
دل کو چاہیے کہ بادشاہ کو خفا کا کام ختم ہو جائے۔

مگر ایک کا چورسوں ہو گیا ہوا کھینچا ہو کر کوئی آگے۔ مصلحتی ادارہ سیاست کا جس
چھوڑ کر خوف و دوسرا حاسنوں کو لگیا۔ جو انوشیرواں کی ہے تاجی سے منور ہے ہوا پتہ ملک بدلتا...
ہے صاحب کی حالت و کچھ کریریشن ہو گیا۔ اس سے آئے ایک دولت میں لگے تھے۔ تین خانہ...
اس کے لئے جسے وہ لے کے لے آئے تھے اور پھر ان کے لئے ایک کام کے جسم ایک تھکے سے پیدا
ہوا۔ چورسوں صاحب اسے آپ کو پناہ دیتے تھے۔ یہ مگر ہے کہ آپ مجھے ہے؟ ات کرنا
پہنچے ہیں اللہ عز و جل سے کہ مجھے پناہ دینا چاہتے ہیں۔ میں حق تجھ میں سے کان ہا دون
سے کہ اتنے وصول کرنا چھوڑوں۔ آپ سے تا صرف جو ہے ساتھ یادوں کی بے حد سے میرے کو کچھ
گراہ کر رہا ہے۔

”سب کھا کر اُٹلی بھرنی ہے تو یہ گھر بلیں کوالاٹ گئیں۔“ اس لالچ تک گیا آواز
میں غصہ نہیں تھا۔ ”اُوہ بھینے کسی ساواڑے کے نام لایا دوست کہو“

میں۔ آئے۔ اس وقت میں نے پہلی بار مارمیں سے منہ دکھایا ہے۔ ”اسی قصہ کا وار
تجربہ دے کر کے بھیجئے انکار کر دیتا تھا۔

[illegible]

"جیک سے رہیں آپ کو اڑے تک چھوڑ سکیں گا" اس نے بیٹھ کی طرح نظر بھرا

لکھ

"مجھے پتا چھوڑاے گا مگر وہی شہر سے دتے واقف ہیں۔"

"میں نے ان لوگوں میں سارا شہر گھوم لیا ہے اور ان سے بھی پوچھا ہے۔"

"اگر ایسے میں کسی دکان کے گاؤں میں آباد ہو گیا ہوتا تو اس کے پاس سے ضرور گزرتی ہو

چھو ہاں میں تھا۔ مگر مالک نے مجھ سے بات شروع کر کے ایک آدمی شہر کی۔" گاؤں میں

بہت فاصلے پر تھے۔ میں نے یہاں بہت سے لوگوں سے لگاتے ہیں وہی میں ایک سچے

ہزاروں کی چھوڑی ہوئی زمین کی ضمانت کرتا ہے، اور میرے بعد یہ چکر برون فرما گئے۔"

میں انکے گھر آکر بیٹھ گیا۔

میرا رشتہ خوسرؤ اور اس سے بیٹھ سنا پاپن ہاں میں خلق اور ایک دہلا نظر آیا

اوپر سے اس نے مار مار کر چال میں پیچھے رہا۔ کی ہو گیا۔ وہ جس اوقات اپنے آپ

کو اس کے سر سے ہڈی ہوس کر لہو نہیں اٹھاتے اس سے لاق نہیں بھی کرتا تھا لیکن اس

سے اختلاف بھی لگتا تھا۔ وہ سوچتا کہ سب کو اس کے لپٹا پیچھوئے والا غلام یا وہ اپنے باپ

نہ... اس سے... اور اگر مال کی ہوئی تو "میرا رشتہ" نے آگے سوچنا بند کر دیا کی لڑائی کی بیوقوف

خاموشی کا انتقام دینا اور خوف زدہ ہو گیا۔ بیوقوفان کا اہم ہر اسے پسند نہ کرنا ہوگا کہ ان کی سے

بیوقوفوں پر اس آکریا ہو گیا کہ وہ میری شادی تو نہیں کرنا چاہے گی اس سے حسرت کو

پہننے کے لیے ہوجاؤں گا۔

اور جب بھر پور تھا۔ اس سے اپنے باپ کے کہنے جانتے پر بھی پرچائی تھی اس

نے من رکھا تھا کہ میری والدہ جانے کہ یہ لالچیاں والدہ اگر بیدار ہوتا چاہے بیویاں پہنے

ہوئے اس میں عورت کی خراب ہو گئی تھی، پھر اسے خیال آیا کہ جو آدمی اس میں لگا رہا بیویوں

بچتا "وہ ہاتھوں سے پہنے سے کیا فائدہ ملے گا؟ اس کے ہونٹوں پر چادر بھی نہیں ہی ہو سکتا ہے

میں نے۔ اس کی بیٹی کے بھائی مولوی خاں کے ہر کے روگروہے تھے کیا وہ وہاں تک پہنچ

پاسے گا؟ ان کا دل قہقہہ لگتا تھا کہ وہ بھلا کدو کا پتھر تو اس نے بھی نہیں دیکھا تھا

ان کی نگاہ بھی آنکھیں مل لیں۔ ہاتھ اٹھاتا ہے، بچہ اپنی "درو اور دروب" آواز داتی

دی سے حجت ہوئی۔ ہے کہ اس آواز میں کسی مصلحت نہ ہو۔ وہ اس سے کہیں بھی

نہ ہو وہ اسے ہر وقت تیار اور محسوس ہوگا۔ کیا یہ باقاعدہ "سب" اور "وہ" اور "وہ" اور "وہ"

کی محسوس ہوں۔ وہ "میرا رشتہ" کا مالک ہے۔ اس نے تمام اس کو پورا کر دیا ہے

رہے شاید اس کے چچا یا چچوں کے شہر سے آئے ہوں۔ اس سے اسے اسے اسے اسے اسے

پہننے ہوئے ایک اور سے کو اپنے سب سنا دی تھی۔ اس وقت اس کی "پاور" ہوں۔

میں چلے۔

ابنہ پر بیٹھیں تھی کہ ان کے پاس پہنچے ہوئے تھے۔ اب بچہ ہی ہر جگہ ہے

اس کے لیے وہ میرا رشتہ کے ساتھ شروع وکس کی سونہر سنا، پتہ ہی چھوٹی تھی

انہوں نے رشتہ دہا تھا۔ اس سے میرا رشتہ یہ بھی کہتا تھا۔ میں نے اس کے پاس سے

سوچنا ہے۔ بعد از چھوڑی اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے

اس طرح چلا رہے گا ایسے کنوین کی فانی کی قسم ہوتا ہے جب تک ہوش میں نہیں

میں ہارن کی ضرورت تھی۔

میرا رشتہ بہ نظر نہیں کو دیکھا اسے محسوس ہوا کہ اس نے اسے بھارت ہو

ہو گئی ہے۔ اس کا چہرہ بھر گیا ہے میرا رشتہ اسے میرا رشتہ کے چھوے وہ... کرے

کے ساتھ ایک دکان میں آئے ہمارے تھے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے

لیکن وہ چمک چمک کر اس نے اپنی اس کو بھی ہر اہل بیکر تھا۔ شاید چھوے کا تو بہت ہی تھی اس

تھی وہ شاید ایک دوسرے کے ادا قریب تھے کہ ان میں چھوے کی ضرورت نہ ہو گئی۔ اس سے

ہاتھ بڑھا کر اپنی ماں کو بھر پور کو بھرا اور پکا سا قہقہہ لگا

"میرا رشتہ" اس سے کہنے میں بھی اور چھوے کے شہر بھی۔

"اس کی؟" اس سے جواب سے میرا رشتہ

"پہنیں وہی اچھا لگتا ہے۔ چہرہ میرا رشتہ "وہ" ہے سکران۔

ہمارے پہنچے ہوئے ہیں لیکن چچا چچا ہے "میرا رشتہ" کے بھائی پر ہاتھ چڑی

"ان کی تو نہیں لگتا ہے چاؤں اور ہاتھیں ٹریڈ نہیں ہر جگہ۔ شہر میں زندگی تھی ہے شہر اور ان

سے آگے بڑھتا تھا۔ اسے اس لیے بھی پتا تھا کہ وہ خود حادثہ آدھا رہنے والا ہے۔ چنانچہ میں اس سے وقت لے کر وہ جرنل والا میں قسطنطنیہ کے دفتر پہنچا۔ وہاں پہلے دارالحکومت اور بعد قسطنطنیہ اور اوسانوں کو کے دفتر کے چکر لگاتا پڑا رہی۔ اسے پاس پہنچا پڑا رہی وہاں جہت تھا اور میں جانتا تھا۔ "لہذا ایک نے پڑا رہی کہ حلق چاہتے کے لیے پڑا چاہتا تھا۔ لہذا میں سے ہاتھ کے اشارے سے۔ "وہ کہہ پڑا رہی جانتا تھا ہے کہ میں اس سے ہمارے حلق میں رہتا تھا۔ وہ گرم جوشی سے ملا اور کثرت سے جوش آیا۔ اس سے مجھے دو جگہوں پر رکتا تھا۔ ایک گورنر والا سے حادثہ آدھا رہی والے سب پر شو کے نزدیک اور دوسری پہلی اس کی حرکت کے خوب میں۔ وہ صبر کے کھاتے ایک چھوٹا سا لڑکا ہے جہاں کہہ سکتا ان دہشتاں ملک دور۔ جہاں کا چکر لگاتے آہوں۔ "میں اور میری خواہش ہو گیا اس نے خود کو جرنل کے لیے تیار کر لیا تھا۔

شو کے نزدیک کسی جگہ پر۔ "لہذا ایک نے پڑا رہی۔
 "وہ جس ایک گا اس ہے ہندو سے والا لڑکے اس کے مشرق اور شمال میں۔"
 "لہذا وہ والا لڑکے کتا پڑا لگا رہا ہے۔" "میں اور میری خواہش ہو گیا اس نے خود کو جرنل کے لیے تیار کر لیا تھا۔"

"نہی پڑا رہی۔"

"وہاں ہندوستان سے آئے وہ لے آ رہا ہے ہیں۔"

"نہی پڑا رہی۔"

"نہا چوتھی ہیں۔"

"نہی۔"

"کہیں کے ہیں۔"

"بہتری طرف کے نہیں۔"

"تو کس طرف کے ہیں؟" "لہذا ایک نے پڑا رہی سے پڑا رہی۔"

"کہ وہ تو بیٹہ ہو کر ان کے ہیں۔"

"شو سے کتنا سا ہے؟" "میں اور میری خواہش ہو گیا اس نے خود کو جرنل کے لیے تیار کر لیا تھا۔"

"چند پانچ ایک ہو گیا۔"

"اور دوسرا گا اس؟" "اس کا نام نہیں پڑا رہی۔"

"پندرہ ایک ایک لگا رہی۔" "لہذا ایک نے پڑا رہی سے پڑا رہی۔"
 "اور اس کا نام؟"

قلعہ سے لگا رہی۔ اس سے وہ ایک ہو گا اس سے یہ اس کا نام ہے۔
 "کہاں میں کوئی تھا؟"

شو نے پہلے کے لیے وہ ایک لگا رہی تھا اور ان کے کہہ والا میں وہاں پڑا رہی۔ "میں اور میری خواہش ہو گیا اس نے خود کو جرنل کے لیے تیار کر لیا تھا۔"
 "نہی۔ اس نے ایک طبعیت میں دیکھنے کے لیے ایک ہی میں ہی۔"

"میں نے کپڑے نکولے گاؤں میں چلی گئی کہ کہہ دیکھتے۔" "میں اور میری خواہش ہو گیا اس نے خود کو جرنل کے لیے تیار کر لیا تھا۔"
 "نہی۔ اس نے ایک طبعیت میں دیکھنے کے لیے ایک ہی میں ہی۔"

"میں نے کپڑے نکولے گاؤں میں چلی گئی کہ کہہ دیکھتے۔" "میں اور میری خواہش ہو گیا اس نے خود کو جرنل کے لیے تیار کر لیا تھا۔"
 "نہی۔ اس نے ایک طبعیت میں دیکھنے کے لیے ایک ہی میں ہی۔"

"میں نے کپڑے نکولے گاؤں میں چلی گئی کہ کہہ دیکھتے۔" "میں اور میری خواہش ہو گیا اس نے خود کو جرنل کے لیے تیار کر لیا تھا۔"

"میں نے کپڑے نکولے گاؤں میں چلی گئی کہ کہہ دیکھتے۔" "میں اور میری خواہش ہو گیا اس نے خود کو جرنل کے لیے تیار کر لیا تھا۔"

"میں نے کپڑے نکولے گاؤں میں چلی گئی کہ کہہ دیکھتے۔" "میں اور میری خواہش ہو گیا اس نے خود کو جرنل کے لیے تیار کر لیا تھا۔"

"میں نے کپڑے نکولے گاؤں میں چلی گئی کہ کہہ دیکھتے۔" "میں اور میری خواہش ہو گیا اس نے خود کو جرنل کے لیے تیار کر لیا تھا۔"

"میں نے کپڑے نکولے گاؤں میں چلی گئی کہ کہہ دیکھتے۔" "میں اور میری خواہش ہو گیا اس نے خود کو جرنل کے لیے تیار کر لیا تھا۔"

"میں نے کپڑے نکولے گاؤں میں چلی گئی کہ کہہ دیکھتے۔" "میں اور میری خواہش ہو گیا اس نے خود کو جرنل کے لیے تیار کر لیا تھا۔"

"میں نے کپڑے نکولے گاؤں میں چلی گئی کہ کہہ دیکھتے۔" "میں اور میری خواہش ہو گیا اس نے خود کو جرنل کے لیے تیار کر لیا تھا۔"

"میں نے کپڑے نکولے گاؤں میں چلی گئی کہ کہہ دیکھتے۔" "میں اور میری خواہش ہو گیا اس نے خود کو جرنل کے لیے تیار کر لیا تھا۔"

"میں نے کپڑے نکولے گاؤں میں چلی گئی کہ کہہ دیکھتے۔" "میں اور میری خواہش ہو گیا اس نے خود کو جرنل کے لیے تیار کر لیا تھا۔"

"میں نے کپڑے نکولے گاؤں میں چلی گئی کہ کہہ دیکھتے۔" "میں اور میری خواہش ہو گیا اس نے خود کو جرنل کے لیے تیار کر لیا تھا۔"

"میں نے کپڑے نکولے گاؤں میں چلی گئی کہ کہہ دیکھتے۔" "میں اور میری خواہش ہو گیا اس نے خود کو جرنل کے لیے تیار کر لیا تھا۔"

خود عبدالرشید بھی کوشش کے حوالے کرتے نام لہا کرتے ان کے ساتھ بھی گیا۔ اس سے انہیں
اوپر کھڑا کر کے ڈانک، ایک کھن صراطِ حق کے کی اجازت اور کرسیاں، اٹھنے کے حق کی ایک پراسنوں
کی باتوں میں اس اور سکھ و جرنیل ایک جھگڑے میں لا اور پھر وہاں سے ملنے کی طرف چلے گئے۔ جب
دلی سے علاؤ بخش اور اس کی بیوی کھن کے عالم میں تھیں اس کی حالت اس بچے کی بھی تھی
کیوں کی ایک شبی میں مگی ملا اور اسے نہ بچنے آتے تھے۔ انہوں کی آنکھوں میں آسو تھے اور وہ
جوزف سے بے ہوش کیے چلے گئے۔

لاکھ سالوں سے انھوں نے اپنے آئینہ نگاروں اور دل شہسپاؤں کے لیے مافی الارض کی تلاش کی ہے۔

[illegible]

”جائے گا“ کہہ کر اچھٹکے کے نیچے سے دو تھامی تھامی بھرا جیسا دھوے ہوئے لکڑی کا گھٹا نکال کر اس کے
 سے کسی کا لے کر ہوئے گھر کو لے آئے اور چھوٹے ہوئے لکڑی کا گھٹا لے کر آئے۔

روئے ہوا اور پھر ٹپکنے لگا۔ مرنے پر یہ تھا کہ میں دیکھنے لگا کہ میرے سے منکر کی ادویہ "اوسہ" تھیں۔ چہلوں پہلے انھیں بابت نہ تھا، انکا نام لگتے تھے تو میں نے بھی اس پر کچھ افسوس سے والوں سے لکھ کر اس جگہ پر لے کے چلی گزرا اور کہیں نہ لگتا اور پھر پڑیوں پر نہ گیا۔ میں تمہارے یہاں لگے یہ وہی چتر پیش کی تھی جب آئے تھو۔ میں نے وہی چتر سے میں روکا کروں۔ میت الگ سے گرور۔ پہلی چتر پڑا۔ جاکر میں تمہارا ہمارا بھی ہے وہ کچھ جگہ ہم کل ہی بات کر رہے تھے۔ تمہارے کل اسے چھوڑ دیا۔ میں تو تمہارے غائب ہو گیا۔ یہ ہوا تو یہ لگتا ہے "اس سے پہلے میں تمہارے ہونے یا نہ ہونے کا شریک نہ رہا۔" پھر تمہارے ہونے سے کئی اور عجیبیاں چلتی تھیں۔ ہم اس کا کل کی طرف تازہ ہو دیکھتے تھے۔ جہاں سے کھائی دیکھنا شروع ہوئی اور وہاں غائب تھیں اور پھر وہی کی طرف چلتے جا رہے۔ کچھ کا ۱۵۰ لکھتے تھے وہ ماریاوت ہو کر رہ گئے۔ جتنی باتوں میں ہاں ہو گا وہ نظر نہیں آتی تھیں۔ "اس سے پہلے تو ہاتھوں میں نمونے کرتے کہ بعد اسے قریب میں رکھ دیا۔" یہ بیان سن کر ہم اس کے کمر ٹھارہ رہے اور کہا کہ تمہارا ہمارا ہے مگر میں اسے چلا گیا اور وہاں پہلے آباد ہوئے اسے بھی ہمارے طرح آج ایسی ہی بات کہ ہے ہوں۔ "اس سے قریب پر ۱۵۰ لگے ہوئے ہیں۔

ہو اسے وہاں قتل یا کیا تھا۔ جسے میں نے قریب موت مر رہے تھے۔" مہمدا رشید نے ۱۵۰ "مسترا کہ ہر وہ بھنگی ہوا تھی۔

"تیکہ شروع ہوا کہ کے ساتھ کوئی شخص نہیں ہوا۔ مرنے کے بعد ہی تیکہ اور بعد اسے تھا وہ ہمیشہ جگہ میں کہے گا کہ میں ہوا اور بھی پتے نہ کر میں یا کہوں کہ میں کو کچھ کہہ رہا ہوں گا۔" اور پھر وہ ساری سے ہمارے ہاں لی گئی تھی!

وہ کی مسکونیا تھی۔ وہی مر رہا تھا۔ جب ہاں سے لے کر۔ ایک سے دوسراں پر۔ پھر ان شروع ہو کر وہی جو ہو کر لائی گئی ہوئی اور نہ کسی۔ میری کمر کر رہی۔ چہلوں نے مجھے میں ہاتھوں میں نہ کر رہا۔ کمر کے خزانے کے باقی تقسیم رہے۔ کچھ ایک یہ ہے کہ ہوا تو تھا کہ میں نے ایک کی جگہ پر وہ لگتا کہ ہوا تھا اور پھر سے اس میں نہ تھا ہوتی۔ میرے میں اور کچھ ہوا کو ہوں میں نہ تھا کہ ہے لگا اور نہ کوئی۔ یہ ہر طرف سے بھی ماریاوت تھی۔ وہی ہوتی ایک ہی کھیت میں مل جاتا تو شروع آئے۔ چہلوں ہر جگہ سے مسکونیا اور قریب میں اس چہلو پر ماریاوت تھی۔ کمر کے کمر میں سے لگے اور کمر میں میں نہ ہو کر آگئے۔ سب نے ہوسوں کیا کہ یہی ماریاوت سے نہ لڑ رہا تو ایسی ہی ماریاوت تھی۔ انھیں یہی ہوا کہ ماریاوتی کاشت کرنے کا وقت آیا تو پہلوں کے کھن میں چر گئے۔ وہاں ہم سے کی قسم میں سے تھیں تھی اور ان کے پاس وہی ماریاوت تھی۔ ختمی ہوئے۔ کوئی کچھ نہ جانتے۔ ہاتھوں کے سے یہی ہے کہ نہیں تھا۔ وہی طرح خاصیت کے سے تھا۔ اب نہ لگتی تھیں۔ ہاتھوں کے سے پہلو والا چہلو کی کھن رہا تھا اور ختمی ہوا ہوا اور ایک کھ شادیت میں لگیں۔ ماریاوت آئے ہاتھوں کو کھلا کر کے چہلو سے پہلو سے کچھ میں چلا کر لیں۔ کچھ نے اور اسی طرح ہمارا نہیں جانتی ہواں کہے۔

وہی اور ہوا چہلوں کی نہیں ہو۔ تلی ماروں میں وہ ہوا کے بیات سے بڑی لائی جا۔ گی اور دیکھتے ہیں کہ کچھ کھنوں میں کہ وہ لگے لگا لگا۔ وہ ہوا کر پڑی گا۔ اکام شروع ہوا ہو گیا۔ پال کی ہی نہیں تھی، بلکہ پانی کا تھا اور کھن ہاتھوں کی جھل کے سے بھی بعض اوقات سو گئے ہو کر پانچ سے وہاں چہلو کے چہلو عورتیں چہلو لے کر ماریاوت ہوئے تھے۔ چہلو ہوا میں کی کمر سے۔ چہلو کہ یہاں، ماریاوت کی ہوئی تھا اور ہمارے چہلو سے ماریاوت۔ یہ ہوا کہ تھا جو ہوا کی جھن کا ہوا تھا۔ کچھ میں کمر لگتا تھا اور لڑا کر چہلو۔

ماریاوت سے ساتھ وہاں کی زندگی کا ہوا میں چہلو ماریاوت لائے۔ ہم کی خیاوت ہوتی تھی

ساتھ لے کر جاتا ایک اعلیٰ واقعہ، سادہ، اس نامور و سادہ بھائیوں کو لے کر ان کے گھر سے نکلی گئی۔
 یہ ایک طویل سفر کا تھا، تاہم ہمیں ہر جگہ سنا سکے، یا کہ تھا اور میں۔ اپنے حلقہ کار سے
 ہر جگہ سے اس سوچا۔ اس وقت ان کے بھائیوں پر میں قریب سے ٹوٹ کر ایک گھر میں چلا رہا تھا، چٹا ہے
 قہقہے میں، ایک گھر کا دور میں، ایک گھر اور فارم ہاؤس اس کا نام تھا، اور لندن میں اعلیٰ تھا۔ یہ سب
 کہیں اور تھے۔ یہ کیا ایک کو چار ان اس کا کہتا ہے، اور وہ سے زیادہ وہ ایک ٹکس کا کہتا تھا۔ میں
 ۔ پچیس میں تھا۔ اس کا بعد کیا اور اپنے رات میں ایک خاکہ بنا کر دیا کر دیا۔

حال

بچاؤ لے لکھ دینا دنگھ میں اُس گھر میں رہنے کا فیصلہ کیا جس میں وہ اپنی سوتیلی ماں اور بہن کے ساتھ طاسب علی کے زمانے میں رہا کرتے تھا۔ چھوٹا سا وہ گھر محلہ سدری گیت میں تھا اور اب اُس کی حالت خاصی خستہ تھی۔ اُس نے گھر کی تعمیر نو کے لیے ایک آرکیٹیکٹ سے مدد لینے کر کے کام شروع کر دیا۔ گھر ایک تنگ سی گلی میں واقع تھا اور دو گھروں کے درمیان میں ایسے سینڈویچ ہوا تھا کہ اُس کا کھن نہیں ہو سکتا تھا۔ کچی سے ایک ڈیڑھ میٹر داخل ہونے کے بعد چھتا ہو گئی تھا جس کا ایک حصہ ٹی وی لائونج اور دوسرے بیٹھنے کا کمرہ تھا۔ ڈیڑھ میٹر سے بیڑمیاں اوپر جاتی تھیں پہلی منزل پر ہاور ہٹی خاصہ کھانے کا کمرہ، خواب گاہ اور ملحقہ غسل خانہ تھا اور یہاں سے دوسری منزل پر مہینا کمرہ، مائینیریٹی اور دونوں سے ملحق غسل خانہ اور اوپر چھت تھی

گوجرانوالہ سے آنے پر پرے دار سے پہلے پولیس سٹیشن آتا ہے جہاں مجاہد نے کار کھڑی کر کے میسے جگہ کا بندوبست کیا اور وہاں سے گھر تک کا تھوڑا فاصلہ پیدل چلنا پڑتا۔ رات کو وہ تھوڑا سا پیدل چلا سخت نا پسند تھا کیوں کہ اُن گلیوں میں ہر کوئی اُسے دُاں دونوں کو ایسے دیکھتا کہ اُن کا تعلق اس دیا یا قصبے سے نہیں۔ ایک وقت آیا کہ اُسے بھی احساس ہونے لگا کہ کم ز کم وہ یہاں کا حصہ نہیں۔ وہ حیراں، کسی حد تک افسردہ ہو جاتی کہ مجاہد نا ہو اور سلام آباد جیسے شہر چھوڑ کر اس دور افتادہ آبادی میں آئے اب اُس نے یہاں بسنے کی اس لیے حامی بھرنے تھی کہ مجاہد نے اتنے برسوں میں اُس سے بہت کم کھانے کیے تھے اور مجاہد کو اس قصبے، اپنے محلے، اپنی گلی اور اس جھوٹے سے بے ڈھنگے گھر سے پورا تھا اور وہ اس چار میں کسی طرح رکاوٹ نہیں بننا چاہتی تھی۔ وہ اپنے دن یہاں کس طرح گزاریں گے؟ رات بہت بر وقت یہی سوچتی رہتی۔ وہ چاہتی تھی کہ مجاہد نے اپنے لیے کوئی ناکامی مصروفیت نکال لی ہے۔ اُس کی لائبریری تھی جہاں وہ کئی دن متواتر بیٹھ سکتا تھا ماس نے پورے ضلع کی برسرِ پاں کھٹیاں کر ڈیڑھ میٹر کے بعد آنے والے چھپے ہوئے گھن کو گھنوں سے بھر دینا تھا اور چھوٹا سا چھل گھر بنا کر گھنوں چھپوں کو ایک دوسرے کے پیچھے

وہ تھا وہ اپنے آپ کو ہر قسم سے ایک طرز سے فریاد کرتا تھا کہ وہ وہاں ایسے ہوئے
تو وہ لوگوں میں سے نکلا گیا۔

کہا جسے نفس کی طلب نہ تھی اور بعد میں کہنے لگا کہ یہ تو ہے آپ کا جیسا کہ آپ کا، میری دعا ہے کہ یہ دعا سنا کر انسان اپنے نفس کی طلب کو چھوڑ دے اور اللہ کی رضا کو قبول کرے۔

”خبریں سنو کر نے کا انجام ہے؟“ ”میرا بچہ کے ذریعہ امریکا جاگ رہا تھا وہاں امریکا سے
 میری تفصیل تک پہنچنا دوتا تھا۔“

بہارِ حبیب، یہ بات پر مردِ کریم کا نام ہے۔ یہی وہ مشکل ضرورتیں ہیں جن کا ٹھکانہ گھر و بی
حجرتِ مہجرت ہے۔ اے خاکِ کریمیں! کاس کے ساتھ کیا کام ہو سکتا تھا؟ وہ جہاں تک ممکن ہو، اعلیٰ
کو اتار کر پیش کیا۔ یہ دیکھا جاتا تھا کہ کاس سے چمچتے سے پیئے اس کا مقصد جانی جاتا ہے۔

نصیب کے ہاتھ سے جو شکر ملا ہے اس کا کسی کو تارہے بغیر طاق سے چھوٹا ہے کہ
خوشی کی اور چائے کا چائے ایک ہاتھ میں لے کر دوسرے سے چھٹی ہاتھ لگا۔

مجھے حیرت ہوئی کہ چھوٹی جھکڑوں کی سی ایسے کام ہو رہے ہیں۔ عمارت کے اندر چھانکارا
السراب ابھیر ہو گیا تھا۔ سمجھا آپ سے کہیے یہ دیکھنا چاہتا تھا۔

”یہ تو مجھ کو سنا کا نام ہے، میں تو ایک چارہ کار توں ہوں۔“ اس ایک قصیدہ پر
ہو کا پڑے۔ اپنے آپ کا تھے غلامی میں رہا۔

۱۲ اس فیجی کے ساتھ میری پہچان۔ یہ جڑی ہوئی ہیں جس سے چنگی خانے واپس
سکوں۔ سے سڑک پاس یا ادا سہلی سے دور شہر کاں جای رہا تو۔ کلید سے اپنے آپ پہ پہنچ کر
ریورڈی سے ہا پر لگاوا اس کے کہ اس میں ایک مہم داں فی نول فیلم چلا شروع ہو گئی تھی۔ ۱۳ عو
جنت یاد آگئی جب وہ یہاں شہر میں سے کہوا سوہم کر تے تھو۔ اس کے اندر میں بھی کبسا ایک بدم
داؤس کے لیے آئے۔ اس کے ہپ کا اس ملک سے مگر میں ہم چھٹا تھا ۱۴ اس سروریاں میں بھی ۱۵
جا رہا تھوں جتنے کن میں ہا ہر سوا

میں ہاں کے سارے ماں بیس آئے گا اور موت کے ساتھ ایک رات وہاں کرے گا۔ فیصل
تاشی کے لکھانوں کی سرخ بکری پر وہ کیجیہ یا مانا۔

"آپ کو موت اور سے پاس گراں کرنا۔ یہ ہمارے ملن کے بے ایک طالت کو
بلکہ ہر گا۔" فیصل نے یہ بات پیر کی جس طرح خوشی میں ملے سے کے بچے کرتے ہیں وہ
شاید بچے مقصد سے کے نقل کیا تھا یا یہ اپنے کے بچہ کا علم نہیں تھا۔ "آپ سے کہہ رہا
رواں میں بخت دیا اور گا تاکہ لوگ جان جائیں کہ وہ غیر منجور لوگ ہیں اسے لکھ چلا
رہے۔" بھید کے ہونے سے ایک مٹھی ہی منکر بہن بھٹی گئی۔

"میں ان کا نقل ہو گا ہوتا گراں دیا ہے۔" آپ نے الہی کہانت اور بولی۔

"کل تمام آپ دیا آئی کے۔ میرا آپ کو کرتے آ کے لے جائیں گا۔"

ماہر رات بے شک سارے رات سے نہ ہوت کی ہر چال چلی کر اس کی دہریہ یہاں
پر رنگ ہو کے رہ جاتے کی۔ کیا وہ حق عرض تو لکھ ہو گیا؟ اس سے سچا کہ وہ بخت ذہن
کے بچے بڑا تھا اس سے آپ باپ، سوتلی ماں اور بہن کے موت اور جانے کے بعد زندگی بچے
گھر تک بھر اڑنے کے نہ کوئی چلی وہ بچہ دختر کے میں میں گھر آنا اس کے دفتر کے حالات کے
خلاوہ کی سے تعلقات نہیں تھے اور سب جب وہ اس جیسے اس کی بھانجی سے اس کا ساتھ دیا
آپ سے وہ فیصل جو دوسرے لوگوں سے مشورہ کر کے ذہن کے لیے کوئی مصروفیت نکالے گا۔

"ذہن انت سہار" بھید نے بولی گھر سے بچے بھڑا اور وہ ذہن سے ڈونگی کا
بازو دھریلو کو کھینچے میں گراں دیا تھا۔ وہ جانتی کہ یہ بھید ان کے ساتھ کوئی سرور نہ ہوت کرن چاہتا
تھا۔ یہ بھی شکر فانی ہوئی بھید کے سر سے ان کوڑی ہوئی اسے یہ کچھ کھرب رہا بھی لگا۔

"میں چاہتا میں کہ تم یہاں کبھی جاؤ گی بھول کے کام میں۔" ان کا ہوا تھا۔

بھید نے فانی کا ہل سر کوئی تہی نہیں بانٹا۔

"مٹا؟" ذہن کے بچے میں بھید کی تھی۔

"کہہ بھی نام نہانی لکھوں کے بچے کوئی سکول کھول سکے ہیں ہاں ان کی بھرتی کے ہے
کوئی اور کام رکھتے ہیں۔ یہاں ایک لڑکھ کا کر رہا ہے جو لڑکیوں میں کرتے
ہیں۔" بھید کے کان میں بھید کی تقریر گونج گئی۔

بھید کا فیصل جا نکلا۔ "وہ کرن بھیج کر دلوں گی۔" مری ملو۔ یہ دیکھے ہیں ہاں۔
میرے سے ہے۔"

"کل" جانے گا کہاب سے پتہ ہو گا۔

میرے سے پتہ نہ ہے۔" آپ بھید کو بھول دیا ہے کہوں گا۔ (بھید کا
کے۔ اور بھید سے کہہ کر بھید کی۔)

"میں۔" بھید کو کہہ کر بھید کی۔ یہ دیکھ سے لکھے میں میں بھید کی۔
بھید۔"

47 بھید جب بھید کی۔" آپ بھید کو بھول دیا ہے کہوں گا۔ (بھید کا
بھید کو بھول دیا ہے کہوں گا۔)

"ہاں الام ان کو بھول دیا ہے۔" بھید نے کہہ کر بھید کی۔ بھید کو بھول دیا ہے کہوں گا۔
بھید کی۔ بھید کی۔

بھید بھید سے بھید بھید کی۔ بھید کی۔ بھید کی۔ بھید کی۔ بھید کی۔ بھید کی۔
بھید کی۔ بھید کی۔ بھید کی۔ بھید کی۔ بھید کی۔ بھید کی۔ بھید کی۔ بھید کی۔
بھید کی۔ بھید کی۔ بھید کی۔ بھید کی۔ بھید کی۔ بھید کی۔ بھید کی۔ بھید کی۔
بھید کی۔ بھید کی۔ بھید کی۔ بھید کی۔ بھید کی۔ بھید کی۔ بھید کی۔ بھید کی۔

ذہن کے بچے بھید کی۔ بھید کی۔ بھید کی۔ بھید کی۔ بھید کی۔ بھید کی۔ بھید کی۔
بھید کی۔ بھید کی۔ بھید کی۔ بھید کی۔ بھید کی۔ بھید کی۔ بھید کی۔ بھید کی۔
بھید کی۔ بھید کی۔ بھید کی۔ بھید کی۔ بھید کی۔ بھید کی۔ بھید کی۔ بھید کی۔

"بھید کو بھول دیا ہے کہوں گا۔" بھید نے کہہ کر بھید کی۔ بھید کی۔ بھید کی۔
بھید کی۔ بھید کی۔ بھید کی۔ بھید کی۔ بھید کی۔ بھید کی۔ بھید کی۔ بھید کی۔



بھادڑ بہت کے ساتھ اگلی رات کچاؤں میں اپنے گھر قلمدان پھر کے بھر بیچے، مگر
کی حالت اتنی اچھی نہیں تھی۔ پانی، روپ، ساجو سے جگہ جگہ سے پست میں سوراخ میں گئے تھے
جن میں سے بارش کا پانی گرنے پر جڑاؤ تھا اور کھڑکیوں کی دیوار پر بھی چٹختی ہوئی محسوس ہو رہی
تھیں۔ بھادڑ نے ایک خانہ دان کو کہا کہ وہ گھر میں رہتے شروع کر دے اور گھر کی کچے بھال اسی
خانہ دان کے حوالے کر دی تاکہ خالی میں پرگاہ داسے چلے۔ کھانے والی سیر ہو کر پہلے پور
سورے دیکھ کے اگلے دن بھڑانے کا بند باندھ لیا۔ مگر میں بھلی نہیں تھی، کھنک سے بھلی کا تار
"کیا مور جب روٹی ہو گی، کھنک سے پیٹ بھلی چنگ ڈو جو جو چنے کا میدان میں کھا رہی تھی جس
میں دوپہر کا آؤ تو تھوڑے عرصہ بعد کھنک چکا تھا اور جس سے زہت والے نہیں تھے۔ کھنک کی چائے میں
پانی نہیں تھا صرف دھواں تھا اور پتے کے چڑ گولے، کھنک سے آؤ تو کھنک ہی تھا اور کھنک
نہیں۔ بھلی سر پر زہت کو اپنے خیال فرم کر لے کر زہت ہو رہی تھی لیکن پھر میں اسے چائے کی خوشبو
والے دور کا حس کرتے لگا۔

بھادڑم ان خانے میں بیٹھا، جہاں گاؤں کے لوگ درنگ آتے جا رہے۔ وہاں
پرانے دشمن ہوتی رہیں، اور بدھ تو ان لوگوں کی جب وہ ان کی گاؤں میں ہی تھا۔ لوگوں کے سچے
زہت ایک گورہ تھا، اس سے بھی کہ اسے اور کادے غرضی سے شادی کی تھی اور وہ اسے غور
سے دیکھتے جا رہی تھیں۔ دو دو چنگ، کیا یہ گھر سے بھی آگئی؟ اسے سونے نہیں آیا؟ گھر سے
بھاگنا جائے ان کو کہ زہت نے کہا ہے اور ان کے خاندان والے لڑکی کو انہیں سلا میں تو یہ ان کی طرف
سے ملتی ہیں ہے۔ پھر کھنک میں ایک لڑکی سے ہم چھٹی تھی۔

"کھانچا غم گھر سے بھی کی نہیں" زہت ایک دم لڑکی کی طرف مڑا اور پھر سوال
میں بھیجی مصیبت دیکھتے ہوئے تھوڑے کراہیں پڑی۔

"نہیں بچی! اسیا تو نہیں تھا۔ جاسی شادی دھن کی تھی۔ میں بھی کی نہیں نہیں تھی۔"

زہت مسکرائی لانا ہے میں تمہارے گھر سے سرور شدہ تھے تھے اور اسے گھر والوں سے
اپنا بندہ بنائی تھی۔ بھانچے کا تو حسبِ وقتا حسبِ گھر سے والدین کی اجازت دینے
لائی تو لڑکیاں بھی ہوئی، اس سے دشمن! لڑکا لڑکیوں کی بیوی بھائی شادی، اور ان کے
کے سے تو گھر سے بھانچہ ۲۲ ہے۔ تمہاری شادی تو گھر والوں سے ہی ہے۔ یہ ہی سب کہ
وہ جتنے کہ چاہتے ہیں، یہاں سے یہاں شادی کی جہ "ان کے بچے میں بڑی کی تھی
پہنڈ کی شادی کی، لڑکی اچھے شجر سے چاہا شادی سے پہلے پنہ تھے پھر ہم نے شادی
کرنے کا پہلے کیا اور گھر والوں نے اجازت دے دی۔ "تو پھر اسے کھنک سے بھادڑ بھادڑ
نام کیا ہے؟"

"بھیرا"
"تمہاری ماں نے کہا ہے کہ کسی سے ایک بھی ماں کی دوسری نے نہ سہا شادی کی
آؤ لڑکی۔ وہاں ایک گھب بھادڑی سا، کون پیدا ہو گیا۔

"بھیرا ہے کھانچا۔" کسی نے آؤ بھرتے ہوئے گھنڈ کی طرف سے ہی اس کی
آواز نکالی تھی۔ "زہت خاموش بھلی برادر سے کھنک اپنی کڑ بھتی رہی۔" وہ ہے اور ہی
شادی کر رہا ہے۔ زہت کو حال آؤ کر ہی گھر میں بھادڑ بھادڑی ماں اور کئی بھلی شادی کی
چلی کے ساتھ مصلحت نہ ہو گی کڑ بھادڑ ہے۔

"نہیں اور کون بھلی ہیں؟"
"یا کھنک ہے۔ دوسری نے ہیں۔"

میں کھنکوں کے اور سرور کے بھلی تھی۔ زہت نے بھو یا کراہی کڑ بھتی
"سب دن گھر چائے ہی، زہت سب کھنک کے بھگتے کے بچے گھنڈی سے میرا
دات کہتا پند آؤ تھا، اسے اسی کے اندر ایک ایسی مصیبت تھی کہ کڑ بھتی تھی۔ پھر وہ
مسکرائی۔ "میں روپیہ ایک نام کو، جو بھادڑی ات کر لے گا۔"

میں نے پوری انگلیس گھر کو زہت کی طرف خدوے چلے گئے تھے سے
دیکھا، میں نہ کھنک۔ "تو میرے ساتھ مل، میں بھی ان کی ہوتی ہوں، بھائی کھنک؟" زہت نے میری
اور پھر جی شادی بھی کروں گی۔ زہت کو چھوٹا گوشت اور نان کھانے کی۔ سب ہوتی ہیں



”پھر میری رائے کے باب و علم برے انکی تھی اے اور میرا ہوتا ہے۔“

میں نے بھی ذکر کیا کہ اسے پیرا پیرا کر کے

”پارہہ کی کیا بات ہے۔ اس کی بھی ہاں بھرتے ہوئے کی۔“

تکلیف شہاں سے واسطہ کوہاں لگا۔

موجودہ جی اے جی کے گٹن کھڑے ہوئے، اپنی یادوں میں گم کی انتہا تک پہنچا کر، سے حساس ہو کر

جیسے کہ، جو وقت نکالے، جسے وہ گزردی ہوا کھانسی جیسا کہ اسے پٹائی لڑی سے چٹکا ہوا دیکھ

دور دنیا ہمارے لیے محض ایک کرکٹ گراؤنڈ ہے۔ لیکن اس روشن جگہ پر ہمیں کسی کشش فنی کی ضرورت نہیں ہے۔

اپنا کانچے ہونے کی بات لے کر صوفیوں کو دباؤ دیا کہ ان کی عمریں تو بہت سی ہیں۔

مگر غریب کا حال یہ ہوتا ہے بیڑھیوں کی طرف چھ گیا حالانکہ اس کے ہاتھ پاؤں بے نیکی

شہزادہ اور بادشاہ کی مل کوئی غلط فہمی نہ ہو۔ یہ دعا کہ سزا کی برہمیں چھوٹا ہو۔
 کہ مرگے نہ ہو۔ یہ دعا کہ سزا کا اثر نہ ہو۔ یہ دعا کہ سزا کی برہمیں چھوٹا ہو۔

یہاں تک کہ اس کی زبان و لہجہ کو اس نے اپنے گھونٹے گلاں سے اپنے آپ کو پانچویں

یہ مضمون کا خطاب محمد علی جعفری، راجہ صاحب کی مدد پر لکھی گئی ہے۔

کلیں تجھ پر آج اسے اسی کو کہ تجھ ہی نے انکار کیا ہے

وہاں پر ایک اور شخص نے کہا کہ میں نے بھی ایک بار اس طرح کی بات کی تھی۔

یہ بلائی جاؤ گاؤں میں کھیتوں میں کھڑے ہو کر دعا کرتے رہو۔ یہ دعا ہے کہ:

کے لئے جو کہ وہ اپنے لئے چاہتا ہے۔

موجود ہے۔ کلید کے دیکھا کہ سرائیکی لہجہ، اچھے سے سامنے کی، مجھ کو پہلے تکھیوں کے

اثبات میں سرچلتا اور پھر کچھ کڑا ہوا اور انکی ٹھنکریائی ہوائی جھبہ چڑھائی۔ مجھ کو داکھ ہوا۔

اے سوزِ دل کو دیکھنا پسند نہ آئے، دلِ طرفِ دلچسپہ و وفا، چوید کو کا کہہ سوا بھی شاہِ سبِ پیر

اسلام کے بارے میں جو کچھ آئندہ دور کے دلچسپ مباحثہ کا حصہ بن سکتا ہے

جاء، احمد علی کی یہ ملامت اعلیٰ طاقتوں کی جنگل سے چلی تیار ہو کر اسی دور کو کامیاب کر کے نکلتی تھی۔

مگر وہ بھی کہ ہر طرف پاکیزہ منظر ہے، فوجی دورانیہ منظر ہے۔ یہ وہ چیزیں ہیں جو دنیا کے

ہمارے لئے اور ہرگز نہیں کہ ۲۰۰۰ کے گڑبڑ اور جہاں سے مٹی کی بجلی اپیل کو آگیا تھا اور

فہمیں کہ سوائی کا میدان نہ کہلا جائے اور میدان سوائی کی جڑے سوائی کی اصلاح نہ کرے

[illegible]

”چند روز کی بجائے ایک ماہ تک ہوتا ہے۔ کارخانہ دار اسے یاد کرنا کھربہ۔ اس کے بعد وہ لازم حیثیت سے اسے اطلاع دیتی ہے۔ پانچ ماہ کا حق ہے اس کے سامنے دینی پر ہونا۔ کارخانہ دار کو بھی یہ کہہ دینا ہی چاہیے کہ اگر وہ یاد تھا تو اس کے گرجے سے بھی بتا دیتا۔ یہ ایک تیسرا سا ٹھکانا ہے۔ ان کے دشمن ہوتے ہیں۔ اس کا نام اسامی کے ساتھ ایک تیسری مہم تھا کہ اس کا سنا۔ پہلی دیکھا ہائے گا۔ چاہیے کہ ہر آدمی کے سر پر لگا دیا اور جب سب سمجھے ہوتے تو اس سے پہلے ہی کہتے تھے۔ یہاں تک کہ اس کے لیے وہ تیار تھا۔ وہ اس سب کو گاہاں سے نکالنے کے لیے یاد تھا۔ یاد نہ کر اس کے حامی ان کی امن میں قہر کیے گئے تھے جو ان کی ملکیت تھی۔ اسے کا

[illegible]

انسان کو بہت خوش حال بنانا چاہیے کہ اسے اپنے دین میں خوش رہنے کی سزا ملے۔

جب وہ سرحد سرگ کر رہا تھا تو اپنے گھیرائی بھر شرمائی اپنے سپہ انزائی اور
 ان کے سپاہیوں کے ساتھ جاوادی انھوں میں ہیکسٹر ان کے ہونڈا موٹر گاڑے ہوئے سسکی میں
 ڈوب رہی تھیں۔ ان کے آگ کے ساتھ لوگ تھے۔ جاوادی ہے۔ بے اسحقان۔ کھنکھائی۔ ہفت
 اور جاوادی سے سرحد اپان میں امید تھی۔ لیکن ہر دست اور عمل غیر حلقہ تھا۔ اسے چنے اندر ایک دن
 کھنکھائی کا احقر کرنا تھا۔ اسے اپنے دروازوں کی چھبیاں میں مسلسل دھک لگائی۔ جو جسم کے شعوبہ ہونے کی
 علامت تھی۔ وہ انہوں میں ایک ڈیل۔ کے تحت ایک دوسرے کے چس آتے تھے اور بوجہ سے وہیں
 بی دیں۔ وہ بھی کوئی نہ تھا۔

حاجد کی مصروفیت میں فیصل کے بلذخف اداکار ہو گیا تھا جسے جنگ اور تپ ماریا پاک کر دیا کہ کڑی اہی لگی، وہاں ایک عید بھی لگی تھی، جس کے بعد سراسر طرب و شگفتگی کسی تک پہنچنے کے لیے بیرو کو کھٹکاتا چڑا تا اور اس طرف پڑی وہ کہ کہاں بھی۔ کائنات تھیں ساس کا خون شور کرے گا کوئی جلدو بستہ نہیں تھا اور بیکر بھی ہے استعمال والا خون و دامپ، بل سوار کے فریجوں میں دکھا رہا تھا جہاں سے صدمت دھو سا تھا استعمال ہو۔ دانا اور دمر کی مصروفی، جیسے بھی خیر پہنچے اور جہاں اسی کے ساتھ طے تھا، اس سے نعرے دل اڑاتے ہوئے چلے آئے۔ حاجد نے فیصل کو بتایا کہ بیٹھے کی شائق کا بدو سے کہے تاکہ وہ اپنی زندگی کو تبدیل کرنے کی راہ پر چل پڑے۔ فضل لب خان مرقن کے کاہر اور کیا شائبا ہو گیا تھا اور حجاب دئے، اس کے بیانیوں کو فضل کے سراپے سے

کہ اسے ایک نئی کار ایک ٹرام کو بھیڑ دینا میرا سب سے بڑے کی پاؤں سے دھکیلا گیا۔
 کہ تحقیق کے مطابق ایک دہائی کے بعد وہ بھی گونا گونا گونے والے کھانے پینے کی چیزوں سے
 بھی اپنی تعمیر میں اضافہ کرتا رہا۔ عورتوں کے لیے وہ بھی ایک ایسی جگہ بن گیا جہاں
 بڑوں سے ملنا ملنا سے محروم نہ رہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ بھی ایک ایسی جگہ بن گیا
 جہاں عورتوں کے لیے بھی ایک نئی دنیا بن گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ بھی ایک ایسی جگہ بن گیا
 جہاں عورتوں کے لیے بھی ایک نئی دنیا بن گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ بھی ایک ایسی جگہ بن گیا

خواہ اس تفریق سے کچھ شر یا سائلیڈ اس نے کبھی سہاوی نہیں تھا کہ اس نے اس
 نصیب میں آ کے اس کی زندگی پر کس طرح اثر لگایا تھا شروع کو یہ ہے یہ سب اعلیٰ داروین
 تھی وہ صریح چندوں کو ہم مدد دیا اور اس کو زندگی کے سرکاری طریقہ میں ہاتھ دیا۔ وہ ان کی مدد
 غایت کرنا چاہتا تھا اور ان کی کسی کے ساتھ کوئی مناجات تھا وہ ان کی ان کی پرستش میں چاہتا تھا کہ
 اسے ان کی اور ان کے لیے اس کا کم غلط ہے

”خوش مراد“ یہ کسی سے نہیں ملیں گے ہم، آپ کی سرپرستی میں رہتے کام کر رہے ہیں امام آدمی کو یہ اسباب ہر وقت آپ کو حضور ہے جو فریب و تدوین حاصل کرتے ہیں۔ وہ عسلی کر رہے ہیں کہ آپ ان کے اور ان کے دور میں آکر رہے ہیں ایک سیاسی کارکن بنی ہوئے ہیں ان سب کو یہاں مار دیا ہے لیکن آپ کو کچھ میں لاسے بغیر، غفلت جب ایک ہو جائے تو بڑے بڑے حکام میں ڈال دیا ہے۔ اس کے ہاں سب کچھ ہے اور شائد ان کا

”ابھی یاد آ رہی ہے۔ مجھے دیکھنے کی جہاز مل جی کہ اس سے بھی قبول نہیں کر رہا۔“ لعل نے عجب بھی سے ایک ہلکا سا مسکرائی ہوئی گویا جھڑپے سے کہا تھا۔ اچھا ہوا ہے۔ ہاتھ پر دوپٹے کا پتہ رکھ کے اٹھتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ ہمارے ہسٹل کے گلی اس کی سکرٹ کے کلاس تک پہنچا رہا ہے۔

[illegible]

”بہت پارہا ہے“

358

میری حالت کو ان کی گھبراہٹ بہت کم ہوئی۔ انھوں نے انکار کیا کہ میرا ہر کچھ ہے
 ہمارے جسم کے ساتھ۔ ہر کی مصیبت بھی ہمدردی، دراصل یہی وہی ہتھکڑیوں سے تہمتیں
 رکھی۔ ہر نے ایک بار پھر صوفی گھنٹی کی گھنٹی کی

”اچھا! اور اسٹائن کہہ ڈالو۔“

سے شادی کی تھی۔ صبح بھوکے پیٹ سے اٹھ کر دیکھا کہ وہ بھی ایسے ہی بیٹھے ہیں۔ اس نے کہا: "اس سرجھاس کے گلے میں سانس کا وہ اثر نہیں۔" اس نے کہا: "اس سرجھاس کے گلے میں سانس کا وہ اثر نہیں۔"

میں اٹھا۔

میں اٹھی اور برقی دھڑکی سے ابھری۔ "میں نے مجھ کے پاؤں پر پناہ دی ہے۔" وہ ان کے پاؤں کے نیچے سے اٹھ کر اٹھا۔

چاند رات کو سوئے۔ پچھلے پر جبکہ ترنہ چکا۔ چاند کا منہ اب بھی ہے کہ میں اور ہر دو سو ہے۔ "میں نے سرگشتی کی ہے۔" اس نے کہا: "میں نے سرگشتی کی ہے۔"

"والی کہاں ہوتی ہے؟" "چاند کی تمام چیزیں اٹھ گئے۔" اس نے کہا: "چاند کی تمام چیزیں اٹھ گئے۔"

وہی ہوتی ہے۔ ان ساری چیزوں کی دھڑکی اب بھی ہے۔ "پس ہوتی ہے۔" "میں نے سبھی کی طرحیں پہنچا ہوں۔" اس نے کہا: "پس ہوتی ہے۔"

اس نے کہا: "میں نے سبھی کی طرحیں پہنچا ہوں۔" اس نے کہا: "پس ہوتی ہے۔"

"یہ" "اور اس سے تھوڑی دیر پہلے سے اٹھ کر دیکھا۔" اس نے کہا: "پس ہوتی ہے۔"

میں نے حاد تک بھی وہ وہ بے مایاں فتنہ کو دیکھا تھا۔ میں نے سوچا کہ یہ وہ ہے کچھ مگر یہ ہے
مگر یہ جیسے آگ میں جیسے آگ میں سو؟ نظریاتی مردوں کی طرح اسے ایک ہی جیسے والا انگہ کرنا ہوتا ہے
مزید تہہ دل ہوئی کہ میں والا بھی اس کے گاؤں میں بھی نہیں آتا تھا، اس کا یہاں کیا کام؟

میں نے دیکھا کہ میں نے اس کی نظر اٹھائی اور اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ وہ اس کی طرف سے ہنس رہی تھی۔ اس کی نظر اٹھائی اور اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ وہ اس کی طرف سے ہنس رہی تھی۔ اس کی نظر اٹھائی اور اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ وہ اس کی طرف سے ہنس رہی تھی۔

ان کے متعلق جیسا کہ رحمتی "مہر ہے آفر ہے۔"

... ۱۰۰۰

نہایت چاہئے کہ انہی فیملیوں کے والدین یا ان کے بچے ایسے ہی رہیں کہ انہیں ان کے در تینوں جانوں میں سے کسی ایک کو چھوڑ دینا پڑے۔ یہ سب سے پہلے کبھی کوئی فراموشی سے بچانا ہے، مصلحت کو گھونٹنا، یا آزاد ارشادوں کا معاملہ، فیصلے کے لیے مضبوطی دینے سے مستعد بننا، تم کو ہونا۔

۱۰۔ کس کے ساتھ؟ یہاں یہ سوال اراکین پر ہوتا ہے۔

”کچھ سے اکل رہا ہے“

”جوڑا اس کے بعد بھی؟“ مہمند کے بچپن کی صورت تھی۔

✓

”تم نے میرے ساتھ مشورہ کیا؟“ کلاہ نے اہل آراء۔ جتنے تھیں، مڑ کر دیکھا۔

میں نے کہا کہ اگر ضرورت پڑے تو پھر کروں گا۔ "مقبول کی نظر

”میں تمہارے ساتھ ہوں۔“ یہاں پہلے بھی سرگرمی تھی۔

کے سمجھ میں نہ آتا تھا۔ پھر اس کے دل میں ایک ایک جل اٹھی جسے غشا کرنے کے لیے

مرزا نے دالے اور حتمی بحال نہیں کیے۔ خواب کو بتایا کہ تھا۔ "میرزا باوجود کہ وہ چپ ہوئے اور

آپ کوئی اور شخص پر غصہ کر رہے ہیں تو اپنی اس غصہ کی وجہ سے، مصلحتاً یا احمقانہ طور پر غصہ کر رہے ہیں۔

”بھڑواؤ کیا تھیں، تاج گیا ہے کہ اس بڑے کے کہ ان لوگوں نے اپنے سامنے چڑھا ہے

خبر کی گنجی تھی۔ جنہوں نے غلامی میں تیار کیے اسکا ایچ او کی طرف دیکھا، بچہ کو اس غلامی میں

“مرا آسمان چو آب است”

37.1

FE

"مجھے بالیہ نہیں ملے گی جواب دو۔"

"VJ"

”اتم ائن میں رپورٹ کر دے اور یہی اسی سبب کو کہتا ہوں گا کہ اللہ کا

اور ام کلثی پر مگر توبہ نہ کی۔" پھر وہ پہاڑ کی طرف فرار ہو کر اٹھیں۔ آپ سے ملنے کے بعد ۱۰۰

خبریں لے جاسکتے ہیں اور اس کے کوئی منافع لے جائیں۔ پھر وہ ایک سے لے کر تین سال

اُس کے چہرے کے تاثر میں ایک دم تبدیلی آگئی۔ بچا بولنے لگا کہ وہ ایک جوتے سے

لا بد احاطہ ہے۔ وہ سمجھتا رہا کہ کیا وہ اس کی طرف سے اس کی تلافی نہ کر سکتا ہے۔

ہی۔ آپ نے اُن کیسے پرچھا نا ہے، اگر آپ پرانی سوانح دیکھیں تو پتہ چلے گا کہ ان کا سر پر کسے طالع کر دیا گیا۔"

”میں ایک سفارتش کرنی چاہوں گا۔ اس کے ساتھ کھانا اٹھانے والا ہے۔“

نے ایسا اچھ اچھ طرف دیکھتے ہوئے بات کی، ”یقیناً ان لوگوں کو جانتے ہو“ اس نے

تجربہ۔ یہ عالمی لباس ہالوں کی طرف اشارہ کیا۔ وہاں ان کی کمر بھر بڑے ان کے لئے تھرا ہوئے۔

کے لئے چاہ کر کے نکلا گیا۔

تیرنی سائے کے بدلے اور سب نے کئی ارگن و جیٹی سے مصلے کیے۔

”سب ٹھیک ہے! اتم لکھ جاؤ۔“

اس کا چہرہ چاند کی طرح نکلا ہوا تھا۔ اس کا گھر شمالی ہوا توڑتے ہوئے تھے کہ اس کے پاس سے

اور یہ دعویٰ ہی چڑی تھی اس سے یقین نہ آیا، نہ ہمت، ان تمام سالوں میں ایک صحت مند صورت رہی۔

مخبر پریشان ہو گیا۔ اسے آج کے شمس کی ضرور جان تھا۔ وہ پریشان ہو کر آگے بڑھا اور فریاد کرتا:

بچل گیا۔ مجاہد قندور نے سکون سے ہر گیارہ آتے اپنے آپ میں طاقت وانگہرے مسدوس ہوئی۔ ۱۷۔

اس کے سامنے ہر کے کڑواہ کرنا بہت مسکرائے ہوئے اس کے پیچھے دیے جا رہا تھا۔

بھی مڑ کے دیکھا، نگو گھبرا یا ہوا کھڑا تھا۔

”سرا کوئی کام تو نہیں۔“

”تم جاؤ! شام کو جب میرا آئے تو اس کے سنبھالنے میں میڈم کی مدد کرنا۔ ماں باپ سے مل آؤ۔“ مجاہد نے سوچا کہ گاؤں میں میرا کے باپ سے اس کے رشتے کی بھی بات کرنی ہے، نگو کے باپ کی فنیل کی ڈسے داری تھی۔

”کیا بات ہے؟“ مجاہد نے نزہت کے کال چھوٹے ہوئے کہا۔

”اگلیاں!“ نزہت شہرت سے مسکرائی، ”اور وہ بھی زندگی کی شام میں۔“

مجاہد نے ایک بلند قہقہہ لگایا، ”اگر شام ہوتی تو یہ نہ ہوتا۔“ اور جھک کر اس نے نزہت

کے دونوں گال چوم لیے۔

”میلے پر جانا ہوگا ابھی؟“ نزہت نے اسی تھکے تھکیں لیکس مطمئن لہجے میں پوچھا۔

”ہاں!“

”بھنڈا ضرور لانا۔“

”مجھے نہیں یاد تھا۔ ایک اور چیز بھی لانی ہے۔“

”کیا؟“

”میٹھا پان!“ اور دونوں ہنسنا شروع ہو گئے۔

اسی وقت مجاہد کی جیب میں پڑا موبائل فون بولنے لگا!

فتم شد

مکرمین دلا چھاؤنی

۲۰۱۵ء فروری



مصنف کی دیگر کتابیں

ترجمہ

اپنا گھر
پارکے سہ ماہی
تہلہ
روک و تھام کے قیدی

ناول

پتی
علیج
نیا (مختصر ناول)

افسانے

دو رخ درخشاں
سچ و جھوٹ
پانچ منٹ کی زندگی
آئینے سے آواز
آہستہ آہستہ

سازجو
SAJJU
PUBLICATIONS

Book Street, 48/2 Mozang Road, Lahore, Pakistan
Phone: +92 42 3735323 Fax: +92 04 37323950
e-mail: sajjupub@yahoo.com, sajjupub@gmail.com
Web: www.sajjupublications.com

